فتاویٰ عالمگیری اردو

مکتبہ آفتاب ہدایت آستانہ مفتی اعظم ابوالمعالی دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہِ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری جدید اردو

جلد ۔۔

کتاب الصلوٰۃ نصف اول

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس اللہ سرہٗ کا عظیم کارنامہ اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا

"فتاویٰ عالمگیری" تازہ فٹ نوٹس۔ مفید ضمیموں سلیس وشگفتہ اور بامحاورہ زبان

کے ساتھ اردو کے حسین قالب میں

زیرِ سرپرستی

مفکرِ ملت حضرت الحاج مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی ورکنگ صدر جمعیۃ علمائے ہند

ممبر مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند و چیرمین سنٹرل حج کمیٹی

نگران ترجمہ

حضرت مولانا مفتی محمود احمد صاحب صدیقی نانوتوی ممبر مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند و حضرت مولانا

مفتی جمیل الرحمٰن صاحب نائب مفتی دار العلوم دیوبند

مترجم مولانا النعمان الحق فاروقی (فاضلِ دیوبند)

ناشر مکتبہ آفتاب ہدایت آستانہ مفتی اعظم ابوالمعالی دیوبند ضلع سہارنپور

فتاویٰ عالمگیری اردو جدید

قیمت فی جزء ـــــ دو روپے پچیس نئے پیسے (علاوہ محصول
ممبران کرام سے ـــــ ایک روپیہ پچاس پیسے (علاوہ محصول
فیس ممبری (دائمی شرکت کے لیۓ ـــــ ایک روپیہ
طباعت ـــــ وسیم فائن آرٹ پرنٹنگ پریس دیوبند
تعداد اشاعت ـــــ بار اول ـــــ ایک ہزار
عرصۂ اشاعت ـــــ دو ماہ

فتاویٰ عالمگیری جدید اردو اکابر امت و علمائے کرام کی نظر میں

فخر المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند و صدر جمعیۃ علمائے ہند

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ۔ اما بعد فتاویٰ عالمگیری کا اردو ترجمہ جس کو عزیز محترم مولوی لقمان الحق فاروقی فاضل دیوبند نے مرتب فرمایا ہے احقر کے سامنے ہے ترجمہ سلیس، بامحاورہ، سادہ اور عام فہم ہے جس سے مسئلہ کی صورت واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ایسے ہی ترجمہ کی ضرورت بھی تھی جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ خداوند کریم اتمام کی توفیق بخشے اور ترجمہ کو خواص و عوام میں مقبول بنائے آمین۔

احقر فخر الدین احمد غفرلہ ۱۴ محرم ۶ ۱۹۶۴/۴) مدنی منزل دیوبند

حضرت مولانا مفتی محمود احمد صاحب صدیقی نانوتوی مدظلہٗ (ممبر مجلس شوریٰ)

نحمدہٗ و نصلی۔ "فتاویٰ عالمگیری" اپنی شہرت و عظمت اور جامعیت کے لئے کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے لیکن چوں کہ اصل کتاب عربی زبان میں تھی اس لئے اردو داں حضرات کو عرصہ سے اس کے اردو ترجمہ کی ضرورت کا احساس اور اشتیاق تھا۔ مگر کسی خالص علمی پروگرام کی ذمہ داری اس دور انحطاط میں ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہے۔ ادارہ "آفتاب ہدایت" دیوبند نے اس عظیم کام کی طرف توجہ کی، اور اب وہ اسے عمدہ اردو اسلوب میں پیش کرنے کی اہم خدمت انجام دے رہا ہے اور اس کے لئے ادارہ نے مولانا لقمان الحق فاروقی (فاضل دیوبند) کا انتخاب کیا ہے۔ مترجم موصوف نے ترجمہ میں نہایت صاف سلیس اور شگفتہ زبان استعمال کی ہے اور اس کے لئے موصوف اردو داں حضرات کے شکریہ کے مستحق ہیں ان کا دلنشین ترجمہ دینی کتب کی فہرست میں قابل قدر اضافہ ہے۔ میں خود ترجمہ پر نظر ثانی اور حسب ضرورت ترمیم و تصحیح کر رہا ہوں۔ میں ارباب ذوق علماء طلباء اور عوام سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس اہم خدمت سے فائدہ اٹھائیں گے اور ناشر محترم کا اپنے خلوص اور تعاون سے خیر مقدم کریں گے۔

از الفقیر محمود احمد الصدیقی النانوتوی کان اللہ لہ

حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحب نائب مفتی دار العلوم دیوبند

"فتاویٰ عالمگیری" فقہ حنفی کی ایک جلیل القدر اور جامع کتاب ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ تقریباً تمام کتب فقہ کا اس میں نچوڑ آگیا ہے۔ یہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کے اہتمام میں شائع ہوئی اور تقریباً پانچ سو علماء ہند کی کاوش سے ملا نظام الدین جون پوری کی سرپرستی و نگرانی میں یہ شاندار و یادگار کارنامہ عظیم تکمیل پذیر ہوا اس کی افادی شان اور عظمت کے پیش نظر "مکتبہ آفتاب ہدایت دیوبند" نے اس کا ترجمہ شروع کیا جس کی دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے

اس ناکارہ نے اس کے مسودہ کی مکمل سماعت کی۔ ترجمہ ماشاء اللہ سلیس، نہایت صحیح اور مفید ہے۔ بعض مقامات پر احقر نے کچھ مشورے بھی دیے۔

دعا ہے کہ خداوند عزوجل کی تائید ان کے ساتھ رہے اور اہل اسلام کو زائد از زائد اس سے مستفید ہونے کا موقع ملتا رہے۔

العبد الضعیف جمیل الرحمٰن ۱۳ ۶/۴/۶۴

(خادم دار الافتاء دار العلوم دیوبند)

ایک سال کے لیے مبلغ ۲۰ روپے

طریقہ اشاعت

معمولی خرچ

یہ اہم، متبرک اور قیمتی کتاب "فتاویٰ عالمگیری اُردو" کئی ہزار صفحات پر مشتمل ہے جس کو یکمشت خریدنا ہر ایک کے لیے آسان نہیں ...... اس لیے عوام کی سہولت کے واسطے ہم اس کو قسط وار شائع کر رہے ہیں۔ تاکہ ہر شخص آسانی سے اس بیش قیمت علمی خزانہ سے استفادہ کر سکے۔ عمدہ کتابت و طباعت، بہترین سفید کاغذ، سائز ۲۰×۳۰/۸ خوب صورت دو رنگا ٹائیٹل ضخامت تقریباً سو صفحات۔ ہدیہ فی جلد دو روپے پچیس ۲۵ نئے پیسے (علاوہ محصول)

ہدیۂ رکنیت

اس سلسلے کی دائمی شرکت کے لیے آج ہی ایک روپیہ فیس ممبری بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما کر ممبر بن جائیے:

جو حضرات صرف ایک مرتبہ ایک روپیہ ہدیۂ رکنیت عطا فرما کر ادارہ کی رکنیت قبول فرمائینگے

مزید رعایت

اگر ایک ہی جگہ سے پانچ دوست مل کر پانچ پارے یکجا منگائیں گے تو ان کو بجائے سوا گیارہ روپے کے صرف نو روپے کی رعایتی وی، پی ارسال کی جائے گی:

تاجروں اور ایجنٹوں کو

معقول کمیشن دیا جائے گا زیادہ سے زیادہ تعداد میں ممبر بنا کر اشاعتِ دین کے اس مقدس کام میں حصہ لیجئے اور کثیر منافع اٹھائیے۔ شرائط ایجنسی اور کمیشن وغیرہ مفت طلب فرمائیں:

ان کو بجائے دو روپے پچیس ۲۵ پیسے کے صرف ایک روپیہ پچاس پیسے میں ایک جزء دیا جائے گا (محصول ڈاک علاوہ)۔ اس طرح ہر ایک جلد دو روپے پچیس ۲۵ پیسے کی وی پی کے ذریعے روانہ کیجائیگی (یعنی ممبران کو محصول ڈاک معاف ہوگا)۔

فہرست مضامین فتاویٰ عالمگیری اُردو جدید۔ کتاب الصلوٰۃ جزء ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الصلوٰۃ[1]

نماز کے احکام و مسائل

نماز محکم[2] فرض ہے اس کے چھوڑنے کی گنجائش نہیں ہے اور اس کی فرضیت کا منکر کافر ہوتا ہے (خلاصہ) جو شخص نماز کی فرضیت کا منکر نہیں ہے لیکن جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے اس کو قتل نہ کریں بلکہ قید کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے (شرح مجمع البحرین مصنفہ ابن ملک) ہمارے نزدیک نماز کا وجوب[3] اس آخری وقت سے متعلق ہے جس میں صرف تکبیر تحریمہ کہی جاسکے۔ یہاں تک کہ اگر ایک کافر مسلمان ہوا یا لڑکا بالغ ہوا یا مجنون کو افاقہ ہوا یا عورت حیض سے پاک ہوگئی اور نماز کا صرف اتنا وقت باقی ہے جس میں تکبیر تحریمہ کہی جاسکے تو ہمارے نزدیک یہ نماز اس پر واجب ہوگی۔ (مضمرات) اور اگر آخری وقت میں یہ عوارض (جیسے جنون یا حیض وغیرہ) پیش آجائیں تو بالاجماع نماز کا فرض ساقط ہوجاتا ہے (مختار الفتاوی) دائی کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ نماز میں مشغول ہوگئی تو بچہ مرجائے گا۔ اس صورت میں اس کے لیے جائز ہے کہ نماز کو مؤخر ادا کرے، چور کے خوف سے اور اسی طرح دوسرے اسباب[4] کی وجہ سے بھی نماز میں تاخیر ہوسکتی ہے (یہ خلاصہ میں بیان مواقیت کی چوتھی فصل میں لکھا ہے) اس کتاب میں بائیس باب ہیں۔

---

[1] صلوٰۃ کے لغوی معنی عربی میں دعا کے آتے ہیں پھر شرع میں اس کا اطلاق نماز یعنی افعال معلومہ (رکوع و سجود وغیرہ) پر کیا جانے لگا، ۱۲ مترجم

[2] یعنی نماز ایسا فریضہ ہے جس میں کسی تاویل اور احتمال کو دخل نہیں ہے اور اس کو چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مترجم۔ [3] وجوب نماز کا حقیقی سبب تو حق جل شانہ کے بے پایاں الطاف و احسانات ہیں لیکن اس کا ظاہری سبب وقت ہے یعنی اس کا پہلا جز سبب ہے اگر ادا نماز اس سے متصل ہو اور اگر وقت کے جزء اول میں نماز نہ پڑھے تو وقت کے جس جزء سے نماز کا اتصال ہوگا وہی جز سبب بن جائے گا اور اگر وقت کے کسی جزء سے ادا متصل نہیں۔ تو وقت کا آخری جز سبب ہوگا۔ فتاویٰ کی عبارت کا یہی مطلب ہے ۱۲ مترجم۔ [4] دوسرے اسباب سے مراد نقصان مال وغیرہ ہے۔

پہلا باب

نماز کے اوقات اور اُن سے متعلق مسائل

تین فصلیں

پہلی فصل۔ نماز کے اوقات کا بیان

فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ صبح صادق اس سفیدی کو کہتے ہیں جو آسمان کے کنارے پھیلی رہتی ہے اور اس کا وقت سورج کے طلوع ہونے تک باقی رہتا ہے۔ صبح کاذب کا اعتبار نہیں ہے، صبح کاذب وہ سفیدی ہے جو صرف طول میں ظاہر ہوتی ہے پھر اس کے بعد تاریکی آجاتی ہے۔ صبح کاذب سے فجر کا وقت شروع نہیں ہوتا اور نہ روزہ دار کے لیے کھانا حرام ہوتا ہے[۱]۔ (کافی) مشائخ کا اس میں اختلاف ہے کہ دوسری فجر (صبح صادق) کے شروع ہونے کا اعتبار ہے یا اس کے پھیل جانے اور منتشر ہوجانے کا۔ (محیط) دوسرے قول میں زیادہ وسعت ہے اور اسی طرف اکثر علماء مائل ہیں (مختار الفتاوی) اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ روزے، اور عشاء کی نماز میں پہلے قول پر اعتبار کیا جائے اور فجر کی نماز میں دوسرا قول لیا جائے (شرح نقایہ)

ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک شیٔ کا سایہ۔ سایۂ اصلی کے علاوہ دو مثل ہوجائے (کافی) یہی صحیح ہے (محیط سرخسی)۔ زوال کی تعریف یہ ہے کہ ہر شیٔ کا سایہ مشرق کی طرف بڑھنے لگے (کافی) زوال اور سایہ اصلی کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی آپ ایسی زمین میں گاڑ دیں جس کی سطح بالکل برابر ہو۔ جب تک سایہ کم ہوتا رہے تو سمجھیے کہ سورج بلندی پر ہے اور جب سایہ بڑھنا شروع ہوجائے تو سمجھیے کہ سورج ڈھلا ہے اسی وقت اُس سایہ کے سرے پر ایک نشان لگا دیجئے اس نشان سے لکڑی تک جو سایہ ہے وہ سایۂ اصلی کہلائے گا۔ پس جب سایہ بڑھتا رہے اور اصل لکڑی سے سایہ اصلی کے علاوہ دونا ہوجائے تو ظہر کا وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باقی نہ رہے گا[۲] (فتاوی قاضیخان)۔ یہی طریقہ صحیح ہے (ظہریۃ) فقہاء نے لکھا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز سایہ کے ایک مثل ہونے سے پہلے اور عصر کی نماز دو مثل ہونے کے بعد پڑھی جائے تاکہ دونوں نمازیں یقیناً اپنے وقت میں ادا ہوجائیں۔

---

[۱] اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سحری کھاتے رہو۔ اذانِ بلال سے دھوکہ نہ کھانا اس لیے کہ وہ رات سے اذان دیتے ہیں۔

[۲] امام صاحب کے قول پر یہ اشکال ہے کہ حدیث جبریل میں صاف موجود ہے کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ظہر کی نماز پہلے روز اس وقت پڑھائی تھی جبکہ سایہ شراک کے مثل تھا اور دوسرے روز ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر تھا جو گذشتہ روز کی عصر کا وقت ہے اس سے ظاہر ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہے اور ایک مثل کے بعد عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے پھر امام صاحب کا یہ فرمانا کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے کہاں تک درست ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام صاحب کی نظر ایک اور حدیث پر ہے جو صحیحین اور سنن وغیرہ میں کثرتِ طرق کے ساتھ بہت سے صحابہ رضہ سے مروی ہے، ارشاد ہے:۔

ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھو اس لیے کہ گرمی کی تیزی جہنم کے جوش سے ہوتی ہے

باقی صفحہ پر

عصر کا وقت
سایۂ اصلی کے علاوہ کسی چیز کا سایہ دو مثل ہو جانے کے وقت سے سورج کے غروب تک رہتا ہے (شرح مجمع[1])۔

مغرب کا وقت
سورج کے غروب ہونے کے بعد سے شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک شفق سرخی کو کہتے ہیں۔ اسی پر فتویٰ ہے (شرح وقایہ)۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شفق وہ سفیدی ہے جو سرخی کے فوراً بعد ہو جاتی ہے[2] (قدوری)۔ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے قول میں لوگوں کو زیادہ سہولت ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں احتیاط زیادہ ہے اس لیئے کہ نماز کے باب میں اصل یہ ہے کہ اس کا کوئی رکن اور کوئی شرط کسی چیز سے اس وقت تک ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ اس میں یقین نہ ہو (یہ نہایہ میں اسرار سے اور مبسوط شیخ الاسلام سے منقول ہے)۔

عشا اور وتر کا وقت
شفق کے بعد سے صبح صادق تک رہتا ہے (کافی) وتر کو عشا سے پہلے نہ پڑھے اس لیئے کہ ترتیب ضروری ہے نہ اس لیئے کہ وتر کا وقت داخل نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر بھول کر وتر عشا سے پہلے پڑھ لے یا وتر اور عشا دونوں نمازیں پڑھ لیں پھر معلوم ہوا کہ عشا کی نماز فاسد تھی اور وتر فاسد نہ تھے تو وتر کی نماز درست ہو جائے گی۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف عشا کی نماز کا اعادہ کرے گا۔ اس لیئے کہ ترتیب اس قسم کے عذر میں ساقط ہو جاتی ہے۔ جس

(بقیہ حاشیہ) اور ان ملکوں میں انتہائی گرمی ایک مثل کے وقت ہوتی ہے اور مسلمہ اصول ہے کہ جب دلائل میں تعارض ہو جائے تو شک کی صورت میں کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا یعنی وقت باقی رہے گا ختم نہ ہوگا۔

حدیث جبرئیل کے پیش نظر صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ یہی فرماتے ہیں کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہے، فقہاء نے احتیاط کے طور پر لکھا ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل ہونے سے پہلے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد ادا کی جائے تاکہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا ہو جائیں۔

[1] یہ امام صاحب کے قول پر ہے یہاں بھی یہی اختلاف ہے امام صاحب کے نزدیک دو مثل کے بعد اور صاحبین کے نزدیک ایک مثل کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

[2] شفق کی تفسیر میں اختلاف ہے، امام محمد، امام ابو یوسف، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ شفق سرخی کو کہتے ہیں۔ ان حضرات کی مستدل یہ حدیث ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے الشفق الحمرۃ۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے فوراً بعد نمایاں ہوتی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت انسؓ، معاذ بن جبلؓ، ام المومنین عائشہؓ، عمر بن عبد العزیزؓ، اوزاعیؒ، زفرؒ، مزنیؒ، ابن منذرؒ، خطابیؒ، مبردؒ، ثعلبؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام صاحب کی دلیل یہ حدیث ہے:۔

واٰخر وقت المغرب اذا اسود الافق　　یعنی مغرب کا وقت کناروں پر سیاہی چھا جانے تک رہتا ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شفق سے مراد سفیدی ہے۔ امام صاحب کا ایک دوسرا استدلال یہ ہے جو صحیح روایت سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف پڑھی اور ظاہر ہے کہ اتنی بڑی سورت قراءت مسنونہ پر اگر پڑھی جائے تو نماز شفق یعنی سفیدی تک ہی ختم ہو سکتی ہے۔ نیز ائمہ سنت مبرد وغیرہ کی رائے بھی یہی ہے کہ شفق سفیدی کو کہتے ہیں جس سے امام صاحب کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ رہی وہ حدیث جو صاحبین کی مستدل ہے یعنی الشفق الحمرۃ یہ ابن عمرؓ پر موقوف ہے۔ بیہقی نے معرفت میں لکھا ہے کہ حدیث حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، عبادہ بن صامتؓ، ابو ہریرہؓ سے مروی ہے لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں ہے۔ مترجم۔

شخص کو عشا اور وتر کا وقت نہیں ملا مثلاً وہ ایسے شہر میں رہتا ہے جہاں شفق کے غروب ہوتے ہی یا شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی فجر کا وقت طلوع ہو جاتا ہے اس پر عشا اور وترا کا وجوب نہ ہوگا (تبیین[1])

[1] جن ملکوں میں عشا اور وتر کا وقت نہیں ہوتا بلکہ شفق غروب ہونے سے پہلے ہی صبح ہو جاتی ہے تو وہاں عشاء اور وتر واجب ہوں گے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ کنز۔ ملتقی البحر۔ بقالی۔ حلوائی۔ مرغینانی۔ شرنبلانی، حلبی وغیرہ کی رائے ہے کہ عشا اور وتر کا وجوب نہ ہوگا، اس لیے کہ وجوبِ نماز کا سبب وقت ہے اور جب وقت ہی نہیں ہے تو نماز بھی واجب نہ ہوگی اس لیئے کہ انتفاء سبب انتفاء مسبب کو مستلزم ہے۔

ابن الہمام، ابن شحنہ اور صاحب تنویر وغیرہ فرماتے ہیں کہ عشا اور وتر دونوں واجب ہوں گے۔ ان کے پیشِ نظر ایک حدیث ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا ذکر کیا۔ صحابہ رضؓ نے کہا وہ زمین میں کتنے دن ٹھہرے گا؟ آپؐ نے فرمایا چالیس دن، اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر اور دوسرا دن مہینے کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور باقی ایام تمہارے دنوں کے مانند ہوں گے۔

صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو دن سال کے برابر ہوگا اس میں ہم کو کیا ایک دن کی نماز کفایت کرے گی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں اس کے لیئے اندازہ کر لیا کرنا (انتہیٰ) یعنی اس دن نمازیں حساب سے پڑھی جائیں گی یعنی چوبیسؔ چوبیسؔ ۲۴ گھنٹے کا ایک ایک دن رات لگا کر وہی چوبیس گھنٹے کی پانچ نمازیں ان چوبیس گھنٹوں میں پڑھی جائیں گی۔

اب اس کے بعد یہ بحث چھڑ جاتی ہے کہ جب عمل صلوٰۃ حساب پر دائر ہو گیا تو وجوب نماز کا سبب وقتِ خاص نہ رہا حالانکہ وجوب نماز کا سبب بظاہر طلوع و غروب وغیرہ ہے مطلق وقت نہیں ہے۔ اس لیئے ہمیں وقت کی حقیقت پر غور کرنا چاہیئے، اس موقعہ پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے وقت کی حقیقت پر جو بیش قیمت بحث فرمائی ہے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ہم من وعن تحریر کرتے ہیں، فرماتے ہیں:۔

ظاہر ہے کہ وقت کی حقیقت اور ذات یہ لیل و نہار نہیں ہیں بلکہ مسافت زمانی ہے۔ یہ لیل و نہار اور یہ روشنی و ظلمت وقت نہیں بلکہ وقت کے الوان ہیں جو اس پر عارض ہوتے ہیں وقت ہر صورت میں قائم رہتا ہے اگر وقت کی ذات دن ہوتا تو دن ختم ہونے پر وقت محو ہو جاتا حالانکہ رات آتی ہے تو اسے بھی وقت ہی کہتے ہیں، اسی طرح اگر وقت کی ذات رات ہوتی تو رات گذرنے ہی وقت بھی فنا ہو جاتا حالانکہ رات گذر کر دن آتا ہے تو اسے بھی وقت ہی کہتے ہیں اس سے واضح ہے کہ رات اور دن کی یہ نورانی اور ظلماتی شکلیں خود وقت نہیں بلکہ وقت کے اوپر طاری ہونے والی صورتیں ہیں۔ جو وقت کے عوارض کہلائیں گے۔ ان تمام عوارض میں قدر مشترک وقت ہے پس وقت زمانی مسافت کا نام ہوا نہ کہ نور و ظلمت یا چاندنی اور اندھیرے کا نام ہے۔ جنت میں رات، دن نہیں ہیں یکسانی کے ساتھ یکساں ہی حال ہوگا اور اسے وقت ہی کہیں گے، قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا، جس پر رات آئے گی ہی نہیں۔ مگر اسے بھی وقت ہی کہا گیا ہے، اس سے واضح ہوا کہ وقت کی حقیقت دن اور رات نہیں بلکہ مسافت زمانی ہے خواہ اس کی شکل نورانی ہو یا ظلماتی، مگر چوں کہ وقت کے حصے یکساں ہیں ان میں تمیز دشوار تھا اس لیئے حق تعالیٰ نے اسے نور و ظلمت پر منقسم فرما دیا تاکہ کاموں کے لیئے زمانی مسافت کے تعین میں دشواری نہ ہو اور خصوص اوقات نگاہوں میں متمیز ہو سکیں۔ پھر دن کے حصے بھی روشنی میں یکساں ہوتے تو ان میں بھی تمیز دشوار ہو جاتا اس لیئے طلوع و غروب اور عروج و زوال رکھ کر ان کی نورانی تابندوں میں تفاوت پیدا فرما کر ان میں بھی حدیں قائم فرما دیں جس کا ادراک و تمیز اس طلوع و غروب اور عروج و زوال سے ہونے لگا اور اس طرح وقت کے متفاوت حصے الگ الگ متمیز ہو کر نمازوں کے اوقات قرار پائے تاکہ وہ نگاہوں میں متعین اور مشخص ہو جائیں اور نمازیں ایک مقررہ مسافتِ وقت پر باسانی ادا کی جا سکیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہیں گے کہ ان کے یکساں حصوں میں تفاوت محسوس کرنے کے لیئے اللہ نے یہ عمل دیسی حسی ساعات متعین فرما دیا جس سے دن اور رات کے دو حصے اور پھر دن کے ساعاتی حصے متعین ہوتے رہتے ہیں۔ اب اگر یہ طلوع و غروب دیانی برمثلا

دوسری فصل ــــــ نماز کے مستحب اوقات

فجر کی نماز میں تاخیر مستحب[۱] ہے لیکن اتنی تاخیر نہ ہونی چاہیئے کہ سورج کے طلوع ہونے کا اندیشہ ہوجائے بلکہ اتنی روشنی میں نماز ادا کرے کہ اس کا فساد اگر ظاہر ہوجائے تو پھر دوبارہ مستحب قرات کے ساتھ اس کو اپنے وقت میں ادا کرسکے (تبیین) ہر زمانہ میں یہ حکم ہے لیکن حج کرنے والوں کو نحر کے روز مزدلفہ میں اس کے خلاف کرنا چاہیئے یعنی وہاں اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے (محیط)۔

(بقیہ حاشیہ صنا) یا عروج وزوال کا تفاوت کسی حصے سے باقی نہ رہے اور دن موجود رہے تو وہی عملی اور حسی حساب نظری حساب کی صورت میں تبدیل ہوجائے گا اور ہم گھنٹے اور منٹ لگا کر ان حدوں کو مشخص کریں گے جواب تک عملی حساب یا حسی حساب سے متعین ہوتی تھیں پس ہر صورت میں نمازوں کے لیئے سبب وجوب وقت ہی کے حصے ہوئے اور بہر صورت متعین بھی حساب ہی سے ہوئے مگر حساب کی دو صورتیں نکلیں ایک قدرتی جو طلوع وغروب اور عروج وزوال ہے اور ایک نظری اور وہ سالماتی حساب ہے وہاں رات اور دن کے لیئے فرمایا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ۔ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ، اور یہاں اس نظری حساب کے لیئے حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا کہ اس چالیس دن کے برابر کے ایک دن میں تم ساعاتی حساب لگا کر نماز پڑھو، بس حساب دونوں جگہ قائم رہا نوعیت حساب الگ الگ ہوگئی اس لیئے دونوں صورتوں میں وقت ہی نماز کے لیئے سبب وجوب رہا اور بدستور اس کے حصوں سے دونوں صورتوں میں نمازیں واجب ہوتی رہیں بہرحال شبہ کا منشاء یہ تھا کہ وقت کی حقیقت رات دن اور ظلمت ونور کی صورتوں کو سمجھ لیا گیا تھا حالانکہ یہ صورتیں وقت کی ذات نہیں بلکہ عوارض واَلوان ہیں فرق ہے تو صرف یہی کہ ایک جگہ حساب قدرتی ہے اور ایک جگہ فنی مگر نماز ہر صورت میں حساب ہی پر دائر ہے خواہ وہ عملی اور قدرتی ہو یا نظری اور فنی۔ (انتہیٰ)

ایک اشکال اس پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ جن ممالک میں شفق غروب ہونے سے پہلے ہی فجر طلوع ہوجاتی ہے اس مسئلہ کے ذیل میں حدیث دجال کو پیش کرنا اور اس سے وجوب نماز پر استدلال کرنا درست نہیں ہے اس لیئے کہ مسئلہ مذکورہ اور حدیث دجال میں فرق ہے، حدیث دجال میں ایک دن میں مثلاً تین سو سے زیادہ عصر کی نمازوں کا وقت تو موجود ہے۔ البتہ علامات موجود نہیں ہیں۔ لیکن مسئلہ ذیل میں نہ زمانہ موجود ہے نہ علامات۔

لیکن یہ اشکال صحیح نہیں ہے۔ اس لیئے کہ مسئلہ مذکورہ میں یہ کہنا کہ زمانہ موجود نہیں ہے غلط ہے زمانہ تو مسافت زمانی کا نام ہے جو مسلسل جاری ہے۔ بلکہ دجال والے دن میں ان سیکڑوں نمازوں کی علامات کا نشان تک نہیں ہے اور اُن ممالک میں ایک نماز کے علاوہ دوسرے اوقات کی علامتیں موجود ہیں، اس بنا پر حدیث دجال سے استدلال کرنا بالکل درست اور صحیح ہے۔

قطبین پر بسنے والے لوگوں کی نماز کا حکم یہی حکم ان لوگوں کا ہے جو قطبین کے قریب بستے ہیں یا جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات رہتی ہے، یہ سب لوگ اسی اصول کے پیش نظر جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث دجال کے ذیل میں ارشاد فرمایا ہے اپنی اپنی نمازیں حساب لگا کر پڑھیں گے۔ یہی اصح ہے

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ ان ممالک میں جہاں شفق غروب ہونے سے پہلے ہی فجر طلوع ہوجاتی ہے، کیا ان لوگوں پر عشا اور وتر واجب ہیں یا نہیں، اس بارے میں دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے جو فتویٰ صادر ہوا ہے وہ بھی یہی ہے کہ ان لوگوں پر عشا اور وتر دونوں نمازیں واجب ہوں گی۔ (لقمان الحق فاروقی)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر یعنی صبح کی نماز خوب روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ اس طرح اجر وثواب بہت زیادہ ہوجاتا ہے

گرمیوں میں ظہر کی نماز میں تاخیر کرنا اور جاڑوں میں جلدی کرنا مستحب[1] ہے (کافی) خواہ تنہا نماز پڑھے یا جماعت سے (شرح مجمع مصنفہ ابن ملکؒ) عصر کی نماز میں ایسے وقت تک کہ سورج میں تغیر نہ آئے ہر زمانہ میں تاخیر کرنا مستحب[2] ہے۔ سورج کی ٹکیہ میں تغیر کا اعتبار ہے دھوپ بدلنے کا اعتبار نہیں ہے۔ جب سورج کی ٹکیہ ایسی ہو جائے کہ اس کو دیکھنے سے آنکھیں نہ چندھیائیں تو اس وقت سورج میں تغیر سمجھا جائے گا اور جب تک اس کو دیکھنے سے آنکھیں چندھیاتی ہیں تو سورج میں تغیر نہ ہوگا (کافی) یہی صحیح ہے (ہدایہ) اگر تغیر سے پہلے نماز شروع کی اور تغیر تک نماز دراز ہوگئی تو مکروہ نہ ہوگی (یہ بحر الرائق میں غایۃ البیان سے منقول ہے)۔ مغرب کی نماز ہر زمانہ میں جلدی پڑھنا مستحب[3] ہے (کافی) عشا کی نماز میں تہائی رات تک تاخیر مستحب[4] ہے۔ وتر کی نماز میں اس شخص کے لیے جس کو بیدار ہونے کا اطمینان ہے آخر شب تک تاخیر مستحب ہے اور جس شخص کو بیدار ہونے کا اطمینان نہیں ہے وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے (تبیین) بادل کے دن فجر کی نماز روشنی میں ادا کرنی چاہیے جس طرح بغیر بادل کے فجر کی نماز روشنی میں پڑھی جاتی ہے۔ ظہر کے وقت میں تاخیر کرے تاکہ زوال سے پہلے نہ ہو جائے اور عصر کی نماز میں جلدی کرے تاکہ مکروہ وقت داخل نہ ہو جائے۔ اور مغرب کی نماز میں تاخیر کرے تاکہ غروب سے پہلے نہ پڑھی جائے اور عشا کی نماز میں جلدی کرے تاکہ بارش یا اولوں کی وجہ سے جماعت میں خلل نہ واقع ہو (محیط سرخسی)۔ (بادل کے) سب زمانوں میں یہی حکم ہے۔ دو نمازوں کو ایک وقت میں کسی عذر کی بنا پر جمع نہ کرے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں، عرفہ اور مزدلفہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ (محیط)

تیسری فصل —— وہ اوقات جن میں نماز جائز نہیں یا جن میں نماز مکروہ ہے

تین ساعتیں ایسی ہیں جن میں فرض نماز۔ جنازہ کی نماز اور سجدۂ تلاوت جائز نہیں[5] ہے۔ (١) سورج کے طلوع ہونے کے وقت

---

[1] عن انس قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا کان فی الشتاء بکّر بالظہر واذا کان فی الصیف ابرد بہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردیوں کے موسم میں ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور گرمیوں میں ٹھنڈے وقت میں پڑھتے تھے

[2] عصر کے لیے ہر موسم میں مستحب ہے کہ اس قدر تاخیر کرے کہ تغیر آفتاب سے پہلے قرارت مسنونہ کے ساتھ نماز سے فارغ ہو جائے۔ ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے جب تک کہ آفتاب سفید اور صاف رہتا تھا، ابن مسعودؓ۔ ابوہریرہؓ۔ ابو قلابہؒ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ ثوریؒ ابن شبرمہؒ۔ ان سب کے نزدیک عصر میں تاخیر مستحب ہے [3] مغرب میں ہر موسم کے لحاظ سے تعجیل مستحب ہے۔ ابوداؤد میں مرثد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ابو ایوبؓ جہاد کے لیے ہمارے یہاں آئے اس وقت عقبہ ابن عامر حاکم مصر تھے انہوں نے نماز مغرب میں تاخیر کی تو ابو ایوبؓ نے فرمایا اے عقبہ یہ کیا نماز ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہم شغل میں پھنس گئے۔ ابو ایوب انصاریؓ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا

لا تزال امتی بخیر او قال علے الفطرۃ مالم یؤخروا المغرب الیٰ ان تشتبک النجوم،

[4] زید ابن خالد کی مرفوع روایت ہے جس میں ہر نماز کے لیے مسواک اور تہائی رات تک عشا کی تاخیر مذکور ہے، ایک دوسرا ارشاد ہے۔ اگر مجھے اپنی اُمت پر مشقت کا خیال نہ ہوتا تو تہائی رات تک عشاء میں تاخیر کرتا۔ [5] اس باب میں اصل یہ حدیث ہے عن عقبۃ بن عامر قال ثلثۃ اوقات نہانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نصلی وان نقبر فیہا موتانا عند طلوع الشمس حتی ترتفع وعند زوالہا حتے تزول وحین تضیف للغروب حتی تغرب۔ عقبہ ابن عامرؓ کی روایت ہے تین اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھنے سے اور نماز جنازہ ادا کرنے سے منع فرمایا سورج نکلتے ہوئے جب تک وہ بلند نہ ہو جائے زوال آفتاب کے وقت جب تک کہ وہ ڈھل نہ جائے اور غروب آفتاب کے وقت یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔

یہاں تک کہ وہ بلند ہوجائے
(۲) استوارِ شمس کے وقت یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔
(۳) سورج سرخ ہوجانے کے وقت یہاں تک کہ وہ غروب ہوجائے مگر اس وقت میں اسی دن کی عصر کی نماز غروب کے وقت ادا ہوجاتی ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے کہا ہے کہ جب تک انسان سورج کی ٹکیہ دیکھ سکتا ہے وہ طلوع کی حالت میں شمار ہوتا ہے (خلاصہ) یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ جنازہ کی نماز اور سجدۂ تلاوت جائز وقت میں واجب ہوئی ہوں پھر اس (مکروہ) وقت تک ان کی تاخیر کی گئی۔ ان کو ایسے وقت میں ادا کرنا قطعاً جائز نہیں۔ لیکن یہ دونوں چیزیں اگر ناقص وقت میں واجب ہوئی ہیں تو ان کو ناقص ہی وقت میں ادا کرنا جائز ہے اس لیئے کہ جیسا ان کے وجوب میں نقصان تھا ویسا ہی ان کے ادا میں نقصان ہے (سراج الوھاج)۔ (یہی کافی اور تبیین میں لکھا ہے) لیکن سجدۂ تلاوت میں تاخیر افضل ہے اور جنازہ کی نماز میں تاخیر مکروہ ہے (تبیین) ان اوقات میں جو فرائض اور واجبات جیسے وتر وغیرہ فوت ہوگئے ہیں ان کی قضا بھی جائز نہیں ہے (مستصفیٰ وکافی)۔ نفل نماز کو ان اوقات میں جائز ہے مگر مکروہ ہے[۱] (کافی وشرح طحاوی)

یہاں تک کہ اگر سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نفل نماز شروع کی اور اس میں قہقہہ لگایا تو وضو کرنا ضروری ہوگا۔ اور اگر اس دن کی عصر کی نماز کے علاوہ کوئی اور فرض نماز ان اوقات میں ادا کی تو قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا (یہ فتاویٰ قاضی خاں میں نواقض وضو کے بیان میں لکھا ہے) اس نماز کا توڑ دینا اور پھر غیر مکروہ وقت میں اس کی قضا کرنا ظاہر روایت کے بموجب ضروری ہے۔ اور اگر مکروہ وقت میں نماز پوری کرلی تو شروع کرنے سے جو چیز اس پر لازم ہوئی تھی وہ اس کے ذمّہ سے ساقط ہوجائے گی۔ (فتح القدیر) اور گنہگار ہوگا لیکن اس پر کچھ واجب نہیں (شرح طحاوی) اور اگر مکروہ وقت میں نماز قضا کی تو جائز ہے مگر گنہ گار ہوتا ہے (محیط السرخسی) اگر کسی نے نذر مانی کہ مکروہ وقت میں نماز پڑھے گا تو اس شخص کا اس وقت میں نماز ادا کرنا صحیح ہے مگر گنہگار ہوگا اور اس کے لیئے واجب ہے کہ دوسرے وقت میں نماز پڑھے (بحرالرائق) ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ کسی وقت نماز پڑھے گا یا نذر کی کہ مکروہ اوقات کے علاوہ کسی وقت نماز پڑھے گا تو اس کا ان (مکروہ) اوقات میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے (شرح منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیرالحاج)۔ نوؔ اوقات ایسے ہیں جن میں نوافل اور نوافل کی حکم والی نمازیں مکروہ ہیں۔ فرائض مکروہ نہیں ہیں (نہایہ، کفایہ) ان اوقات میں قضا، جنازے کی نماز اور سجدۂ تلاوت جائز ہے (فتاوےٰ قاضی خان)۔

ان میں سے ایک صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد سے نماز فجر سے قبل تک کا وقت ہے (نہایہ۔ کفایہ) اس وقت میں فجر کی دو سنتوں کے علاوہ نفل نماز مکروہ ہے[۲]۔ ایک شخص نے آخری رات میں نفل نماز شروع کی، ایک رکعت پڑھنے کے بعد صبح صادق طلوع ہوگئی تو نماز کا تمام کرلینا افضل ہے اس لیئے کہ صبح صادق کے بعد اس نے نفل اپنے ارادہ سے نہیں پڑھی اور اصح قول کے بموجب یہ نفل فجر کی سنتوں کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ (سراج الوہاج، تبیین)۔ اگر چار رکعات پڑھی ہیں اور دوؔ رکعتیں طلوع صبح صادق کے بعد ہوئی ہیں تو یہ دو رکعتیں فجر کی سنتوں کے قائم مقام ہوجائیں گی یہی مختار ہے۔ (خزانۃ الفتاوی)۔

---

[۱] فقہاء نے تصریح کر دی ہے کہ مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔
[۲] صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت حفصہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طلوع فجر کے بعد فجر کی دو سنتوں کے علاوہ کچھ نہ پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

اُن اوقات میں سے ایک نماز فجر کے بعد سے سورج نکلنے تک کا وقت ہے[1] (نہایہ کفایہ) اگر فجر کی سنتوں کا فساد ظاہر ہو جائے اور اُن کو فجر کی نماز کے بعد قضا کرے تو جائز نہ ہوگا (محیط السرخسی)

اُن اوقات میں سے ایک۔ عصر کی نماز کے بعد سے سورج کے متغیر ہونے سے پہلے تک کا وقت ہے (نہایہ۔ کفایہ) ایک شخص نے نفل نماز مستحب وقت میں شروع کی پھر اس کو توڑ دیا اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے ان کی قضا پڑھی تو یہ جائز نہیں ہے۔ (محیط السرخسی)۔

اُن اوقات میں سے ایک۔ سورج غروب ہو جانے کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے کا وقت ہے[2] اور جمعہ کی اقامت کے وقت جمعہ، عیدین، صلوٰۃ کسوف یا استسقیٰ کے خطبہ پڑھے جانے کے وقت بھی نوافل مکروہ ہیں (نہایہ، کفایہ) حج اور نکاح کے خطبہ کے وقت بھی نفل مکروہ ہے (منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیر الحاج) امام جمعہ کے روز جس وقت خطبہ کے لیے نکلے اس وقت بھی نفل نماز مکروہ ہے (منیۃ المصلی) اگر جمعہ سے پہلے کی چار سنتیں شروع کر دیں اس کے بعد امام خطبہ کے لیے نکلا تو یہ چار سنتیں پوری کر لے۔ یہی صحیح ہے۔ امام صدر الشہید حسام الدینؒ بھی اسی طرف مائل ہیں۔ (ظہیریہ)۔ نماز کھڑی ہو جانے کے بعد نفل نماز مکروہ ہے لیکن اگر جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو فجر کی دو سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ عیدین کی نماز سے پہلے گھر یا مسجد میں نفل پڑھنا مکروہ ہے اور عیدین کی نماز کے بعد مسجد میں نفل مکروہ ہے گھر میں نفل پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ عرفہ اور مزدلفہ میں جن نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے ان کے درمیان بھی نفل پڑھنا مکروہ ہے (بحر الرائق) کسی نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو اس وقت کے فرض کے سوا اور سب نمازیں مکروہ ہو جاتی ہیں (شرح منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیر الحاج منقول عن الحاوی)۔ پیشاب اور پاخانہ کی حاجت کو روک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کھانا حاضر ہے اور نفس اس کی طرف راغب ہے تو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح اگر ایسے اسباب پائے جا رہے ہیں خواہ کسی قسم کا سبب ہو جن کی وجہ سے دل افعالِ صلوٰۃ کی طرف متوجہ نہیں ہوگا اور خشوع میں خلل واقع ہوگا تو اس وقت میں بھی نماز مکروہ ہے۔ اور آدھی رات گذر جانے کے بعد عشاء کی نماز مکروہ ہے (بحر الرائق)

دوسرا باب اذان کا بیان[3] (دو فصلیں)

پہلی فصل ــــ اذان کا طریقہ اور مؤذن کے احوال

فرض نمازوں کو جماعت سے ادا کرنے کے لیے اذان دینا سنت ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان)۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ واجب ہے

---

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے آپ نے منع فرمایا۔ (بخاری، مسلم) [2] اس لیے کہ اس صورت میں مغرب کی نماز میں تاخیر لازم آئے گی جو مکروہ ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

[3] اذان کے لغوی معنی "اطلاع" کے ہیں لیکن شریعت میں مخصوص الفاظ کے ساتھ مخصوص طریقہ سے ایک خاص قسم کی اطلاع کو اذان کہتے ہیں، اسی لیے عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں اذان جائز نہیں ہے (قاضی خان)۔ اذان کی مشروعیت کا واقعہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور اسلام میں جوق در جوق لوگ داخل ہونے لگے تو آپ نے اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کا کوئی معقول انتظام ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے اس مقصد کے لیے ایک مجلس مشاورت منعقد کی جس میں مختلف لوگوں نے مختلف تجاویز پیش کیں (باقی برصفحہ ۱۵)

اور صحیح یہ ہے کہ سنتِ مؤکدہ ہے (کافی) عامہ مشائخ کا یہی مذہب ہے (محیط) جس طرح اذان فرض نمازوں کے لیے سنت ہے اسی طرح تکبیر بھی سنت ہے (البحر الرائق)۔ پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کے علاوہ جو نمازیں ہیں جیسے سنتیں۔ وتر۔ نوافل، تراویح اور عیدین وغیرہ ان کے لیے اذان اور تکبیر نہیں ہے (محیط)۔ اسی طرح نذر کی نماز، جنازہ کی نماز، استسقا اور چاشت کی نماز اور حوادث کی نمازوں کے لیے بھی اذان اور تکبیر نہیں ہے۔ (تبیین) کسوف اور خسوف کی نماز کا بھی یہی حکم ہے (عینی شرح کنز)۔ عورتوں کے لیے بھی اذان اور تکبیر نہیں ہے اگر عورتیں جماعت سے نماز پڑھیں تو اذان اور تکبیر نہ پڑھیں اگر اذان اور تکبیر پڑھی ہے تو نماز ہوجائے گی لیکن گناہ ہوگا (خلاصہ) مسافر کے لیے اور اس شخص کے لیے جو اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اذان اور تکبیر کہنا مستحب ہے۔ غلاموں پر اذان اور تکبیر نہیں ہے (تبیین)۔ صبح کے علاوہ اور نمازوں میں وقت سے پہلے اذان دینا بالاتفاق جائز نہیں ہے اور اسی طرح صبح کی اذان وقت سے پہلے دینا امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اگر وقت سے پہلے اذان پڑھ دی تو وقت میں دوبارہ اذان دی جائے (شرح مجمع البحرین مصنفہ ابن الملک)۔ اور اسی پر فتویٰ ہے (تاتارخانیہ ناقلاً عن الحجۃ)۔ اس پر سب کا اجماع ہے کہ تکبیر وقت سے پہلے جائز نہیں ہے (محیط)۔ مؤذن کی تکبیر کی ایک ساعت کے بعد امام آیا یا تکبیر کے بعد اس نے فجر کی سنتیں پڑھیں تو دوبارہ تکبیر پڑھنا واجب نہیں ہے۔ (قنیہ)

اذان پڑھنے کا اہل ہر وہ شخص ہے جو قبلہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہو (فتاوی قاضیخاں) مؤذن کا عاقل، صالح، متقی اور عالم سنت ہونا مناسب ہے (نہایہ) مؤذن رعب دار شخص ہونا چاہیے جو لوگوں کے احوال پر مہربانی کرے اور جو لوگ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے انھیں تنبیہ کرے (قنیہ) مؤذن کو اذان پابندی کے ساتھ کہنی چاہیے (بدائع۔ تاتارخانیہ)۔ اور ثواب کی نیت سے اذان کہے (نہر الفائق)۔ مؤذن ہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) ایک تجویز یہ پیش کی گئی کہ جماعت کے وقت ایک نیزہ گاڑ دینا چاہیے لوگ اسے دیکھ کر جمع ہوجایا کریں گے۔ بعض نے کہا کہ لوگوں کے جمع کرنے کے لیے ناقوس بجانا چاہیے اور بعض نے کہا کہ اس مقصد کے لیے سینگ کا استعمال مناسب رہے گا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے ایک تجویز بھی پسند نہ آئی اور کسی دوسرے وقت کے لیے یہ مجلس ملتوی کردی گئی۔

ابوداؤد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ خیال ناقوس کی طرف ہو چلا تھا۔ اسی اثنا میں عبداللہ بن زید ابن عبدربہ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ایک شخص ناقوس ہاتھ میں لیے چلا آرہا ہے۔ میں نے دریافت کیا کیا اس کو فروخت کرنا چاہتے ہو؟ اس نے مجھ سے پوچھا تم کیا کروگے؟ میں نے جواب دیا کہ نماز کے لیے لوگوں کو جمع کرنا ہے۔ اس نے کہا کیا اس سے بہتر ترکیب میں تمھیں نہ بتلادوں؟ میں نے عرض کیا ضرور، تو اس نے کلماتِ اذان اللہ اکبر الخ بلا ترجیع پڑھے۔

عبداللہ ابن زید کا بیان ہے کہ صبح اٹھ کر جب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا انشاء اللہ یہ خواب سچ ہوگا۔ جاؤ بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہوکر ان کو بتلاتے جاؤ وہ تم سے بلند آواز ہیں اس لیے وہ اذان کہیں گے۔ چناں چہ میں نے بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہوکر اسی طرح کہا کہ اتنے میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ چادر کھینچتے ہوئے اپنے مکان سے برآمد ہوئے اور حاضرِ خدمت ہوکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے بھی عبداللہ ابن زید کی طرح کا خواب دیکھا ہے۔ یہ سن کر آپ نے الحمد للہ فرمایا۔ (ابوداؤد شریف)

(متعلقہ صفحہ ھٰذا) [1] طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ تین آدمی حساب حشر اور فزع اکبر سے محفوظ رہیں گے ایک وہ شخص جس نے خالص اللہ کی خوشنودی کے لیے قرآن پڑھا اور لوگوں کی امامت اس طرح کی کہ سب لوگ اس سے خوش رہے (باقی بر صفحہ ۱۶)

کا نماز پڑھانا بہتر ہے (معراج الدرایہ) اور مؤذن ہی کا تکبیر پڑھنا افضل ہے (کافی) اگر ایک شخص نے اذان کہی اور دوسرے شخص نے تکبیر اور پہلا شخص موجود نہ تھا تو تکبیر بلا کراہت جائز ہے اور اگر پہلا شخص موجود ہے اور دوسرے شخص کی تکبیر سے وہ کبیدہ خاطر ہوتا ہے تو مکروہ ہے اور اگر پہلا شخص دوسرے کی تکبیر پر راضی ہو جائے تو ہمارے نزدیک مکروہ نہیں ہے (محیط)

سمجھدار بچہ لڑکا اذان دے تو بلا کراہت جائز ہے ظاہر روایت یہی ہے لیکن بالغ لڑکے کی اذان افضل ہے۔ اگر لڑکا سمجھدار نہیں ہے تو اس کی اذان جائز نہ ہوگی دوبارہ اذان دی جائے۔ مجنون کا بھی یہی حکم ہے (نہایہ) کسی شخص کا نشے کی حالت میں اذان دینا مکروہ ہے اور دوبارہ اذان دینا مستحب ہے (تبیین) عورت کا اذان دینا مکروہ ہے اور اس کا لوٹانا مستحب ہے (کافی) فاسق کی اذان مکروہ ہے اور دوبارہ نہ کہی جائے (ذخیرہ) جنبی کی اذان اور تکبیر باتفاق روایات مکروہ ہے اور اشبہ یہ ہے کہ اذان لوٹائیں اور تکبیر کا اعادہ نہ کریں ظاہر روایت میں بے وضو کی اذان مکروہ نہیں ہے (کافی) اور یہی صحیح ہے (جوہرہ نیرہ) بے وضو کی تکبیر مکروہ ہے لیکن دوبارہ نہ کہی جائے۔ (محیط السرخسی)۔ موذن اذان دینے کے بعد مرتد ہو جائے تو اذان کا لوٹانا ضروری نہیں ہے اور اگر لوٹا دیں تو افضل ہے (سراج الوہاج) اور اذان دیتے ہوئے مرتد ہو جائے تو اولیٰ یہ ہے کہ کوئی اور شخص شروع سے اذان کہے اور اگر وہی تمام کرے تو جائز ہے (فتاویٰ قاضیخان) بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے اور خاص اپنے لیے بیٹھ کر اذان دے رہا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، مسافر سواری پر اذان کہے تو مکروہ نہیں ہے تکبیر کے لیے نیچے اترنا چاہیے۔ (فتاویٰ قاضی خاں۔ خلاصہ) مسافر تکبیر کے لیے سواری سے نیچے نہیں اترا بلکہ سواری ہی پر تکبیر پڑھی تو جائز ہے (محیط) مسافر نے سواری پر اذان شروع کر دی اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہے تو جائز ہے (فتاویٰ قاضی خان۔ خلاصہ)

حضر میں سواری پر اذان دینا ظاہر روایت کے بموجب مکروہ ہے (محیط السرخسی) اور اس کا اعادہ نہ کیا جائے (خلاصہ) غلام، دیہاتی اور جنگل میں رہنے والا شخص، ولد زنا، نابینا، اور وہ شخص جو بعض نمازوں کی اذان دے اور بعض کی نہ دے مثلاً دن کو بازار میں رہے اور رات کو گھر میں ان سب لوگوں کی اذان بلا کراہت جائز ہے لیکن ان کے علاوہ کوئی اور اذان دے تو اولیٰ ہے (محیط) نابینا کے ساتھ اگر کوئی ایسا شخص ہے جو اس کی نمازوں کے اوقات کی حفاظت کرتا ہے تو نابینا اور آنکھ والے کی اذان برابر ہے (نہایہ) فرض نماز اذان اور تکبیر کے بغیر مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے (فتاویٰ قاضی خان) اذان اور تکبیر کا چھوڑنا ایسے شخص کے لیے جو شہر میں نماز پڑھے اور اس کے محلہ میں اذان اور تکبیر ہو گئی ہو مکروہ نہیں ہے اور اس میں فرق نہیں ہے کہ ایک شخص نماز پڑھے یا جماعت ہو (تبیین) اور افضل یہ ہے کہ اذان اور تکبیر کے ساتھ نماز پڑھے (تمرتاشی) اگر محلہ میں اذان نہیں ہوئی تو اذان اور تکبیر دونوں کا چھوڑنا مکروہ ہے اور صرف اذان کا چھوڑنا مکروہ نہیں ہے (محیط) اور اگر تکبیر چھوڑ دی تو مکروہ ہے (تمرتاشی) مسافر، اگرچہ تنہا نماز پڑھے اس کے لیے اذان اور تکبیر کا چھوڑنا مکروہ ہے (مبسوط) اور اگر صرف تکبیر چھوڑی تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے (شرح طحاوی)۔ اذان و تکبیر دونوں کہے تو بہتر ہے۔ اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب اذان نہیں دی اور تکبیر کہی (مبسوط) ایک شخص نے گاؤں کے اندر اپنے گھر میں نماز پڑھی اور گاؤں میں ایسی مسجد ہے جس میں اذان اور تکبیر ہوتی ہے تو اس کا حکم وہی ہے جو شہر کے اندر گھر میں نماز پڑھنے والے کا ہے اور اگر گاؤں میں ایسی مسجد نہیں ہے تو اس شخص کا وہی حکم ہے جو مسافر کا ہوتا ہے (شمنی شرح نقایہ)

ایک شخص انگوروں کے باغ میں یا کھیت پر ہے اور گاؤں یا شہر قریب ہے تو وہیں کی اذان کافی ہے اور اگر شہر یا گاؤں قریب نہیں ہے تو وہاں کی اذان کافی نہ ہوگی۔ قریب کی حد یہ ہے کہ گاؤں یا شہر کی اذان کی آواز یہاں تک آتی ہو (مختار الفتاویٰ) اور اذان

(بقیہ حاشیہ ص۱۵) دوسرے وہ [illegible] جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اذان دیتا رہا تیسرے وہ غلام جس نے اپنے مالک حقیقی اللہ اور اپنے آقا دونوں کو خوش رکھا۔ مترجم۔

دیں تو اولیٰ ہے (خلاصہ) جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں اور اذان چھوڑ دیں تو مکروہ نہیں ہے اور تکبیر چھوڑ دیں تو مکروہ ہے (فتاویٰ قاضی خان) مسجد والے اذان دے کر جماعت کرلیں تو پھر دوبارہ اذان اور جماعت اس مسجد میں مکروہ ہے[1] اور اگر مسجد کے کچھ لوگوں نے تکبیر کہہ کر جماعت کرلی پھر مؤذن، امام اور مسجد کے دوسرے حضرات داخل ہوئے تو یہ جماعت مستحب ہوگی اور پہلی مکروہ (مضمرات) اگر ایسے لوگوں نے کسی مسجد میں جماعت کرلی جو اس مسجد کے رہنے والے نہیں ہیں تو اس مسجد میں وہاں کے رہنے والوں کے لیے جماعت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (محیط السرخسی) مسجد کے رہنے والے لوگوں کی ایک جماعت نے آہستہ اذان دی کہ جسے ان کے سوا کسی دوسرے نے نہیں سنا پھر مسجد کے رہنے والوں کی دوسری جماعت آئی اور اس کو پہلے فریق کی خبر نہ ہوئی انھوں نے بلند آواز سے اذان دی اس کے بعد پہلے فریق کا حال معلوم ہوا تو یہ لوگ حسبِ دستور جماعت سے نماز پڑھیں اور پہلی جماعت کا کوئی اعتبار نہیں ہے (یہ فتاویٰ قاضی خان کی فصل اذان میں لکھا ہے) ایک مسجد میں مؤذن اور امام مقرر نہیں ہے اور اس میں گروہ گروہ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں تو افضل یہ ہے کہ ہر فریق علیحدہ اذان اور تکبیر سے نماز پڑھے (یہ فتاویٰ قاضی خان کی فصل مسجد میں لکھا ہے) کچھ لوگوں نے جماعت سے کسی وقت کی نماز پڑھی اور ابھی اس نماز کا وقت باقی تھا کہ لوگوں کو نماز کے فساد کا علم ہوا پھر اس وقت اسی مسجد میں دوبارہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں تو اذان اور تکبیر کا اعادہ نہ کریں اور اگر وقت گذرنے کے بعد قضا کریں تو اس مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ اذان اور تکبیر کہہ کر قضا کریں (زاہدی) جس شخص کی کسی وقت کی نماز فوت ہوجائے اور وہ اس کو قضا کرنا چاہے تو اس کے لیے اذان اور تکبیر کہے خواہ اکیلا ہو یا جماعت[2] ہو (محیط) اگر بہت سی نمازیں فوت ہوجائیں تو پہلی نماز کے لیے اذان اور تکبیر دونوں کہے اور بقیہ نمازوں میں اختیار ہے چاہے اذان اور تکبیر دونوں کہے یا صرف تکبیر (ہدایہ) اگر ہر نماز کے لیے اذان اور تکبیر کہے تو بہتر ہے تاکہ قضا ادا کے موافق ہوجائے (مبسوط مصنفہ امام سرخسی) یہ اختیار صرف اسی وقت ہے جب ایک ہی مجلس میں سب نمازیں قضا کرے اور اگر بہت سی مجلسوں میں قضا کرے تو اذان اور تکبیر دونوں شرط ہیں (بحر الرائق) ہمارے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ ہر فرض کے لیے خواہ ادا ہو یا قضا اذان اور تکبیر (دونوں) کہے تنہا پڑھے یا جماعت سے، لیکن جمعہ کے دن اگر شہر میں ظہر پڑھے تو اذان و تکبیر سے پڑھنا مکروہ ہے (تبیین) عرفہ اور مزدلفہ میں جن دو نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے تو پہلی نماز کے لیے اذان اور تکبیر کہے اور دوسری نماز کے لیے صرف تکبیر کہے اذان نہ کہے مؤذن کو اذان یا تکبیر میں غش آجائے تو دوسرا شخص اس کو دوبارہ کہے، اسی طرح اگر وہ مرجائے تب بھی یہی حکم ہے، اسی طرح اذان یا تکبیر کہتے ہوئے اگر اس کا وضو جاتا رہا اور وہ وضو کرنے گیا تو دوسرا شخص یا خود ہی جب واپس آجائے تو از سر نو اذان کہے (فتاویٰ قاضی خان)

ہمارے مشائخ نے (اللہ ان پر رحم فرمائے) کہا ہے کہ اذان یا تکبیر پڑھتے ہوئے اگر وضو ٹوٹ جائے تو اسی حالت میں پورا کرنا

---

[1] عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں صلح کرانے کے لیے گھر سے نکلے واپس ہوئے تو مسجد میں جماعت سے نماز ہو چکی تھی۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض ازواجِ مطہرات کے گھر میں داخل ہوئے گھر والوں کو جمع کیا اور جماعت سے نماز پڑھی۔ اگر مسجد میں دوسری بار جماعت آپؐ کے نزدیک مکروہ نہ ہوتی تو آپؐ مسجد میں نماز پڑھتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضؓ سے جب کبھی کوئی نماز چھوٹ جاتی تو مسجد میں تنہا تنہا پڑھتے۔ ان احادیث کی روشنی میں یہ بات صاف ہوگئی کہ مسجد میں دوسری بار جماعت مکروہ ہے لیکن یہ اس مسجد کا حکم ہے جس میں امام اور مؤذن مقرر ہوں (مترجم)

[2] اس لیے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''لیلۃ التعریس'' کی صبح کو فجر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ قضا فرمائی۔

(مترجم)

اولیٰ ہے اس کے بعد پھر وضو کے لیے جائے (محیط)۔ اگر مؤذن اذان یا تکبیر کے دوران رک جائے اور کوئی سکھانے والا نہیں ہے تو از سر نو اذان کہنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر اذان یا تکبیر کے دوران گونگا ہو جائے اور تمام کرنے سے عاجز ہے تو دوسرا شخص از سر نو کہے (فتاویٰ قاضی خان)۔ اگر اذان کے درمیان ٹھہر گیا اور اس قدر وقفہ کیا جو فاصلہ میں شمار ہوتا ہے تو از سر نو کہے اور اگر تھوڑا سا وقفہ ہوا جیسے کھنکارا یا کھانسا تو اعادہ نہ کرے (تاتارخانیہ ناقلاً عن تتمہ)

اذان میں بلا عذر کھنکھارنا مکروہ ہے اگر کسی عذر کی بنا پر کھنکارے تو مضائقہ نہیں ہے (سراج الوہاج) اذان اور تکبیر میں سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اصح یہ ہے کہ اس کے بعد بھی جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ (زاہدی) مؤذن کو اذان یا تکبیر کے دوران چلنا یا کسی سے بات چیت کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر تھوڑا سا کچھ بولا تو شروع سے اذان دینا لازم نہیں ہے، جس وقت مؤذن تکبیر کہتے ہوئے قدقامت الصلوٰۃ پر پہونچے تو اسے اختیار ہے کہ اسی جگہ اس کو پورا کرے یا نماز کی جگہ پر چلا جائے۔ (فتاویٰ قاضی خان

دوسری فصل —— اذان اور تکبیر کے کلمات اور ان کی کیفیات

اذان کے پندرہ کلمے ہیں اور ہمارے نزدیک ان کا آخر لا الٰہ الا اللہ ہے (فتاویٰ قاضی خان) اذان کے کلمات یہ ہیں:۔ اللہ اکبر[1] اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر، اشہد[2] ان لا الٰہ الا اللہ، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، اشہد[3] ان محمداً رسول اللہ، اشہد ان محمداً رسول اللہ، حی[4] علی الصلوٰۃ، حی علی الصلوٰۃ، حی[5] علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ[6] الا اللہ (زاہدی)۔

تکبیر کے سترہ کلمات ہیں۔ پندرہ کلمے اذان کے اور دو کلمے قد[7] قامت الصلوٰۃ دوبار (فتاویٰ قاضی خاں)۔ فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ[8] خیر من النوم دو بار زیادہ کرے (کافی)۔ عربی کے علاوہ فارسی یا کسی اور زبان میں اذان نہ دی جائے (فتاویٰ قاضی خاں) اور یہی اظہر اور اصح ہے (جوہرہ نیرہ)۔ اذان اور تکبیر کو جہر سے کہنا اور ان میں آواز بلند کرنا سنت ہے لیکن تکبیر اذان سے پست کہے (نہایہ۔ بدائع)۔ مؤذن کو مئذنہ[9] پر یا مسجد سے باہر اذان دینا مناسب ہے۔ مسجد کے اندر اذان نہ دے (فتاویٰ قاضی خان)۔ بلند جگہ پر بلند آواز سے اذان دینا سنت ہے تاکہ پڑوس کے لوگ اچھی طرح سن لیں اور اپنے اوپر زور نہ ڈالے (بحر الرائق)۔ مؤذن کے لیے طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا مکروہ ہے (مضمرات) زمین پر تکبیر کہے (قنیہ) مسجد میں تکبیر کہے (بحر الرائق) اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ ترجیع یہ ہے کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشہد ان محمداً رسول اللہ دو بار آہستہ آواز سے کہے اور جب دوسری بار اشہد ان محمداً رسول اللہ پست آواز سے کہہ چکے تو پھر بلند آواز سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ لوٹائے اور شہادت کے دونوں کلموں کی تکرار کرے۔ پس ہر کلمۂ شہادت چار بار ہو جائے گا دو بار پست آواز سے اور دو بار بلند آواز سے (کفایہ) اذان ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور تکبیر بلا توقف پڑھے، یہ مستحب[10] طریقہ ہے (ھدایہ)۔ یہاں تک کہ اگر دونوں رک رک کر پڑھے یا دونوں

---

[1] اللہ سب سے بڑا ہے۔ [2] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ [3] میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ [4] نماز کی طرف آؤ۔ [5] کامیابی کی طرف آؤ۔ [6] اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ [7] بے شک نماز کھڑی ہوگئی۔ [8] نماز نیند سے بہتر ہے۔ [9] اذان دینے کی جگہ۔ [10] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہنی چاہیے اور تکبیر کہو تو جلد جلد پڑھو۔

بلاتوقف پڑھے یا تکبیر ٹھہر ٹھہر کر اور اذان بلاتوقف پڑھے تو جائز ہے (کافی)۔
بعض حضرات نے کہا ہے کہ مکروہ ہے اور یہی حق ہے (فتح القدیر) ٹھہر ٹھہر کر اس طرح کہے، اللہ اکبر اللہ اکبر کچھ ٹھہرے پھر دوسری بار یہی کہے اور اسی طرح اذان کے آخر تک دو دو کلموں کے درمیان توقف کرے، حدر کے معنیٰ ملانے اور جلدی کرنے کے آتے ہیں (یہ تاتارخانیہ میں ینابیع سے نقل کیا ہے) اذان اور تکبیر کے ہر کلمہ کے وقف پر سکون کرے لیکن اذان میں واقعی سکون کرے اور تکبیر میں سکون کی نیت کرے۔ (تبیین) اللہ اکبر کے شروع میں مد کرنا کفر ہے اور آخر میں مد کرنا خطار فاحش ہے (زاہدی) اذان اور تکبیر کے کلمات میں اس طرح ترتیب رکھے جس طرح مشروع ہے (محیط السرخسی)
اگر اذان اور تکبیر میں بعض کلمات کو بعض پر مقدم کر دیا مثلاً اشھد ان محمدا رسول اللہ کو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ سے پہلے پڑھ دیا تو افضل یہ ہے کہ جو کلمہ اپنے وقت سے پہلے پڑھا ہے اس کا اعتبار نہیں ہے یہاں تک کہ اپنے وقت پر اپنی جگہ اسی کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا تو نماز جائز ہو جائے گی۔ (محیط) اذان اور تکبیر کے کلمات پے در پے کہے۔ یہاں تک کہ اذان دی اور سمجھا کہ یہ تکبیر ہے پھر فارغ ہونے کے بعد علم ہوا تو افضل یہ ہے کہ اذان کا اعادہ کرے اور تکبیر از سر نو کہے تاکہ ترتیب قائم رہے اور اسی طرح اگر تکبیر شروع کی اور اذان سمجھی پھر بعد میں علم ہوا تو افضل یہ ہے کہ پھر شروع سے تکبیر کہے (بدائع۔ عنایہ سروجی) اذان اور تکبیر میں قبلہ کی طرف منہ کرے[۱]۔ اور اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کیا تو جائز ہے اور مکروہ ہے (ھدایہ)۔ جب حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر پہونچے تو دائیں اور بائیں جانب اپنا منہ پھیرے[۲]۔ اور اپنے قدم اسی جگہ رکھے۔ تنہا نماز پڑھے یا جماعت سے، یہی صحیح ہے۔ فقہاء نے یہاں تک کہا ہے کہ بچے کے دکان میں) جو شخص اذان دے تو اس میں بھی ان دو کلموں کے وقت دائیں اور بائیں جانب منہ پھیرنا چاہیئے۔ (محیط) اس کا طریقہ یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ دائیں جانب کہے اور حی علی الفلاح بائیں جانب۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ دائیں اور بائیں دونوں جانب کہے اور اسی طرح حی علی الفلاح بھی دونوں جانب کہے اور صحیح پہلا قول ہے۔ (تبیین) اگر اذان دینے کا صومعہ کشادہ ہے اور اس میں (حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح کے وقت) گھومے تو بہتر ہے (بدائع)۔ پس مؤذن مئذنہ میں حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کے وقت گھومے اور داہنی طرف کے طاق سے سر نکال کر حی علی الصلوٰۃ دوبارہ کہے پھر بائیں طرف کے طاق سے سر نکال کر حی علی الفلاح دو مرتبہ کہے۔ یہ اس وقت ہے جب ایک جگہ کھڑے ہو کر اذان کہنے میں اچھی طرح اعلان نہیں ہوتا (شرح نقایہ مصنفہ شیخ ابوالمکارم) اور اگر دائیں بائیں جانب منہ پھیرنے سے اچھی طرح اعلان ہو جاتا ہے تو اسی پر اکتفا کرے اور اپنے قدم اسی جگہ پر قائم رکھے (شاہان شرح ھدایہ) تلحین مکروہ ہے اور اس کا اطلاق ایسے گانے پر کیا جاتا ہے جس سے کلمات میں تغیر آجائے (شرح مجمع مصنفہ ابن ملک) لیکن ایسی خوش آوازی سے اذان کہنا جس میں لحن پیدا نہ ہو بہتر ہے (سراجیہ)۔ اور "یہی شرح وقایہ میں لکھا ہے"
(اذان دیتے ہوئے) دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں رکھ لے اور اگر کانوں میں انگلیاں نہیں رکھتا تو بہتر ہے اس لیئے کہ یہ اصلی سنت نہیں ہے بلکہ یہ صرف اس لیئے مشروع ہے تاکہ اچھی طرح "اعلام" ہو جائے اور دونوں ہاتھوں کا کانوں پر رکھ لینا بہتر ہے (تبیین) آواز بلند ہونے کے لیئے کانوں میں انگلیاں رکھنا اذان میں معمول ہے۔ تکبیر میں نہیں۔ (قنیہ)

---

[۱] اس لیئے کہ فرشتہ آسمانی نے بھی قبلہ رو اذان دی تھی۔
[۲] مقصد چونکہ لوگوں کو سنانا ہے اس لیئے یہ صورت مفید ہے۔

متاخرین کے نزدیک مغرب کے علاوہ ہر نماز میں تثویب بہتر ہے[1] (شرح نقایہ مصنفہ شیخ ابوالمکارم) تثویب کی تعریف یہ ہے کہ مؤذن اذان اور تکبیر کے درمیان ایک بار پھر نماز کا "اعلام" کرے۔ ہر شہر کی تثویب وہاں کے دستور کے موافق ہوتی ہے۔ کھنکارے یا الصلوٰۃ الصلوٰۃ یا قامت۔ قامت کے الفاظ استعمال کرے۔ چوں کہ اس سے مقصد یہ ہے کہ اچھی طرح اعلام ہو جائے۔ اس لیے جس جگہ کا جیسا دستور ہے اس سے یہ بات حاصل ہو جاتی ہے (کافی)

فجر کی اذان کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ جس میں بیس آیتیں پڑھ سکے پھر تثویب کہے پھر اتنی ہی مقدار بیٹھا رہے اس کے بعد تکبیر کہے (تبیین) اذان اور تکبیر کے درمیان ایسی دو رکعتوں یا چار رکعتوں کا فصل ہونا چاہیے جس میں ہر رکعت کے اندر دس آیتیں پڑھ سکے (زاہدی) اذان اور تکبیر کو ملانا بالاتفاق مکروہ ہے (معراج الدرایہ) جس نماز سے پہلے سنتیں یا نوافل پڑھی جاتی ہیں مؤذن کے لیے اولیٰ ہے کہ وہ اذان اور تکبیر کے درمیان پڑھے۔ (محیط) اور اگر نوافل وغیرہ نہ پڑھے تو اذان اور تکبیر کے درمیان بیٹھ جائے۔ اگر مغرب کی نماز کا وقت ہے تو مستحب یہ ہے کہ اذان اور تکبیر کے درمیان اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں تین چھوٹی آیتیں پڑھی جا سکیں۔ (نہایہ) فقہاء کا اتفاق ہے کہ اذان اور تکبیر میں فصل ضروری ہے (عنایہ) فصل کی مقدار میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ اذان اور تکبیر کے درمیان ایک سکتہ کی مقدار خاموش کھڑا رہے اس کے بعد تکبیر کہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سکتہ کی مقدار یہ ہے کہ اس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھی جا سکے، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اذان اور تکبیر کے درمیان اتنی دیر بیٹھ جائے جتنا دو خطبوں کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں، امام حلوانی رح نے ذکر کیا ہے خلاف صرف اس میں ہے کہ کھڑا ہونا افضل ہے یا بیٹھنا، یہاں تک کہ اگر بیٹھ جائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نہ بیٹھے، اور اگر کھڑا رہا تو امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ بیٹھ جائے، (نہایہ)

اذان اور تکبیر کے درمیان دعا مانگنا مستحب ہے (سراج الوہاج) مؤذن لوگوں کا انتظار کرے ضعیف جلدی چاہنے والے لوگوں کی وجہ سے تکبیر کہے، محلہ کے رئیس اور بڑے شخص کا انتظار نہ کرے (معراج الدرایہ) اذان شروع وقت میں، اور تکبیر درمیانی وقت میں کہنی مناسب ہے تاکہ وضو کرنے والا اپنی وضو سے اور نماز پڑھنے والا اپنی نماز سے اور ضرورت والا قضاء حاجت سے فارغ ہو جائے (تاتارخانیہ ناقلاعن الحجۃ) جو شخص تکبیر کے وقت داخل ہوا اس کے لیے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے اور مؤذن جب حی علی الفلاح پر پہونچے

---

[1] اذان اور تکبیر کے درمیان ایک بار پھر نماز کے اعلام کو تثویب کہتے ہیں چوں کہ اس سے مقصد اذان کی مزید توثیق ہے اس لیے عربی کے علاوہ دوسری علاقائی زبانوں میں اگر تثویب کے الفاظ دہرائے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ متاخرین مغرب کی نماز کے علاوہ دیگر نمازوں میں اس کی اجازت دیتے ہیں لیکن حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صرف امیر، قاضی، اور مفتی کے ساتھ خاص کیا ہے۔ تثویب کی دو صورتیں ہیں۔ مسجد کے اندر کہی جائے یا مسجد کے باہر، مسجد کے اندر تثویب نہ کہنی چاہیے۔

حضرت مجاہد رح کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، اذان ہو چکی تھی ہم نماز ہی پڑھنا چاہتے تھے کہ مؤذن نے تثویب کہنی چاہی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ غضبناک ہو گئے اور مجھ سے فرمایا اس بدعت کی جگہ سے چلو، چنانچہ آپ رض نے وہاں نماز نہیں پڑھی (ابوداؤد، ترمذی) اس سے ظاہر ہے کہ مسجد کے اندر تثویب نہ کہنی چاہیے۔ تثویب کی دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد کے باہر کہی جائے۔ یہ اس کے بارے میں ثابت ہے کہ مؤذن نے جماعت کی تیاری کی اطلاع حضرت ابن عمر رض کو دی اسی طرح دوسرے اصحاب کے لیے بھی ثابت ہے اور اس قسم کی تثویب کے سلسلہ میں صحابہ رض سے کوئی نکیر بھی نہیں ہے اس بنا پر نماز سے باہر تثویب کی اجازت ہے (لقمان الحق)

تو کھڑا ہو جائے (مضمرات)۔ اگر مؤذن امام نہیں ہے، نمازی اور امام مسجد کے اندر ہیں تو مؤذن تکبیر کہتے ہوئے جب حی علی الفلاح کہے ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک اُس وقت امام اور نمازی کھڑے ہو جائیں، یہی صحیح ہے۔ امام مسجد سے باہر ہے اور صفوں کی جانب سے مسجد میں داخل ہو رہا ہے تو جس صف سے پڑھے وہ صف کھڑی ہو جائے، شمس الائمہ حلوانی رح، امام سرخسی رح اور شیخ الاسلام خواہرزادہ رح اسی طرف مائل ہیں، امام مسجد میں سامنے سے داخل ہو تو امام کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں۔ اگر مؤذن ہی امام ہے اور مسجد میں تکبیر کہہ رہا ہے تو اس وقت تک نمازی کھڑے نہ ہوں جب تک کہ وہ اپنی تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے، مسجد سے باہر اگر تکبیر کہی ہے تو ہمارے مشائخ کا اتفاق ہے کہ اس وقت تک نمازی کھڑے نہ ہوں جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو جائے، امام قد قامت الصلوٰۃ سے پہلے نیت باندھے، شیخ الاسلام شمس الائمہ نے کہا ہے کہ یہی صحیح ہے (محیط)

مؤذن کو جواب دینے کے مسائل

اذان کے وقت سامعین کو جواب دینا واجب[1] ہے اور جواب یہ ہے کہ جو مؤذن کہتا ہے وہی یہ کہے لیکن حی علی الصلوٰۃ کے جواب میں یہ لفظ نہ کہے بلکہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَاءْ لَمْ یَکُنْ کہے۔ (محیط سرخسی) اور یہی صحیح ہے (فتاویٰ غرائب) اور اسی طرح اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں سننے والا انہی الفاظ کا اعادہ نہ کرے بلکہ صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے (محیط)

ایک شخص نے اذان سنی اور چل رہا ہے تو اولیٰ یہ ہے کہ ایک ساعت ٹھہرے اور اذان کا جواب دے۔ (قنیہ) تکبیر کا جواب مستحب ہے (فتح القدیر) اور جب تکبیر کہنے والا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے تو سننے والا اَقَامَهَا اللّٰہُ وَاَدَامَهَا اللّٰہُ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے اور باقی کلمات میں اسی طرح جواب دے جس طرح اذان میں جواب دیتا ہے، (فتاویٰ غرائب[2]) اذان یا تکبیر کے درمیان سننے والے کے لیے بات کرنا مناسب نہیں ہے، قرآن شریف بھی نہ پڑھے اور جواب دینے کے علاوہ نہ کسی اور کام میں مشغول ہو قرآن شریف اگر پڑھ رہا ہو تو اس کو چھوڑ کر اذان یا تکبیر سنے اور کلمات کا جواب دے (بدائع) تکبیر کے وقت دعا مانگنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (خلاصہ) اگر کسی مسجد میں کئی مؤذن ہیں اور وہ آگے پیچھے آئیں جو آگے آ گیا اسی کا حق ہے (کفایہ)

نماز کی شرائط

(تیسرا باب) (چار فصلیں)

ہمارے نزدیک نماز کی سات شرائط ہیں:۔ (۱) حدث سے طہارت حاصل کرنا۔ (۲) نجاست سے پاکی حاصل کرنا۔

---

[1] اذان کا جواب کب دینا چاہیے حضرت عمر بن امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے کہ ہر کلمہ کے تمام ہونے پر جواب دینا چاہیے۔ مترجم۔

[2] اذان سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعاء وسیلہ مانگنا مستحب ہے۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کو سنو تو جو وہ کہتا ہے اس کے قول کے مثل کہو پھر مجھ پر درود پڑھو اس لیے کہ جو مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس بار رحمت کرے گا پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ طلب کرو اس لیے کہ بہشت میں یہ ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں جو شخص میرے لیے وسیلہ طلب کریگا تو قیامت کے روز میری شفاعت اس کے لیے ضروری ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دعاء وسیلہ اس طرح مروی ہے:۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ (ترجمہ) اے اللہ رب (باقی ص ۲۲)

(۳) ستر عورت[1] (۴) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۵) وقت (۶) نیت (۷) تحریمہ۔ (زاہدی)۔

پہلی فصل ——— طہارت اور ستر عورت کا بیان

نماز پڑھنے والے کے لیئے بدن، کپڑا اور نماز کی جگہ سو نجاست کو دور کرنا واجب ہے۔ (زاہدی۔ باب الانجاس)۔ یہ اس وقت ہے جب نجاست کی اتنی مقدار ہو جس سے نماز جائز نہیں ہوتی، اور اس کو دور کرنے میں اس سے بڑھ کر کوئی اور خرابی نہیں پیدا ہوتی، یہاں تک کہ اگر لوگوں کے سامنے بغیر ستر کھولے ہوئے نجاست نہیں دور کر سکتا تو اسی نجاست سے نماز پڑھ لے، اگر نجاست دور کرنے کے لیئے لوگوں کے سامنے ستر کھولا تو فاسق ہو جائے گا (بحر الرائق)۔ نجاست کا اعتبار بدن کے ظاہری حصہ پر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر ناپاک سرمہ آنکھوں میں لگایا تو آنکھوں کا دھونا واجب نہیں ہے (سراج الوہاج) نجاست غلیظ مقدار میں اگر درہم سے زائد ہے تو اس کا دھونا فرض ہے اور اس کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا باطل ہے، اور اگر بقدر درہم ہے تو اس کا دھونا واجب ہے اور اس کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر مقدار میں درہم سے کم ہے تو اس کا دھونا سنت ہے اور اگر نجاستِ خفیفہ ہے تو جب تک زیادہ نہ ہو جواز صلوٰۃ کے لیئے مانع نہیں ہے (مضمرات) نماز کے صحیح ہونے کے لیئے ستر عورت شرط ہے بشرطیکہ اس پر قادر ہو، (محیط السرخسی) مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے آگے تک ہے اور مرد کی ناف ہمارے تینوں ائمہ رحمہم اللہ کے نزدیک ستر نہیں ہے، گھٹنے ہمارے سب علماء کے نزدیک ستر میں داخل ہیں[2] (محیط) آزاد عورت کے منہ، ہتھیلیوں اور قدموں کے علاوہ تمام بدن ستر[3] ہے (یہ متون میں لکھا ہے) عورت کے سر کے اوپر کے بال ستر میں شامل ہیں اور لٹکے ہوئے بالوں کے بارے میں دو روایتیں ہیں اصح یہ ہے کہ وہ ستر ہیں (خلاصہ) اور یہی صحیح ہے اسی کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا ہے اسی پر فتویٰ ہے، (معراج الدرایۃ) جو مرد کا ستر ہے وہی باندی کا ستر ہے لیکن اس کا پیٹ اور پشت بھی ستر میں داخل ہے۔ ام ولد[4] مدبرہ اور مکاتبہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ (تبیین) مستسعاۃ مکاتبہ کے قائم مقام ہے یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے (ظہیریہ) خنثیٰ مشکل اگر غلام ہے تو اس کا وہی ستر ہے جو باندی کا ہے اور اگر آزاد ہے تو ہمارے فقہا یہ کہتے ہیں کہ تمام بدن ڈھکے اگر اس نے صرف ناف سے گھٹنوں تک ڈھکا تو بعض حضرات کہتے ہیں دوبارہ نماز پڑھے اور بعض کے نزدیک اعادہ لازم نہیں ہے۔ (سراج الوہاج)

جو لڑکی بالغ ہونے والی ہے وہ ننگی یا بغیر وضو نماز پڑھے تو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم کیا جائے گا اور اگر بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھی تو استحساناً

(بقیہ حاشیہ صد ۲۱) اس دعا، کامل اور نماز قائم کے مالک، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور بزرگی عنایت کیجئے، اور ان کو مقام محمود عطا فرمایئے جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] عورت عور سے مشتق ہے جس کے معنی نقصان اور عیب کے آتے ہیں۔ شرمگاہ پر عورت کا اطلاق اسی لیئے کیا جاتا ہے کہ اس کا کھولنا اور ظاہر کرنا عیب اور بے حیائی ہے (طحطاوی)

[2] امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز میں ایک کاندھے کا ڈھکنا بھی شرط ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ستر میں صرف فرج اور مقعد داخل ہے مترجم [3] آزاد عورت کا چہرہ اگرچہ ستر میں داخل نہیں ہے لیکن فتنہ کے خوف سے مردوں کے سامنے اس کا کھولنا ممنوع ہے مترجم۔

[4] ام ولد وہ باندی ہے جس کے آقا سے اولاد ہو۔ مدبرہ وہ باندی ہے جس سے آقا نے یہ کہا ہے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ مکاتبہ اس باندی کو کہتے ہیں جس سے آقا نے یہ کہا ہے کہ وہ اگر اتنا مال دیدے تو آزاد ہے۔ مستسعاۃ وہ باندی ہے جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہے اور باقی حصہ کی قیمت ادا کرنے کی سعی کرے۔ مترجم۔

اس کی نماز پوری ہو جائیگی (محیط السرخسی) نماز میں اپنا ستر دوسرے شخص سے چھپانا بالاجماع فرض ہے اور خود اپنے سے چھپانا عامہ مشائخ کے نزدیک فرض نہیں۔ (شاہان) اگر کرتہ پہن کر ازار کے بغیر نماز پڑھی اور کرتہ ایسا ہے کہ گریبان میں نظر کرنے سے ستر نظر نہیں آتا تو عامہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے۔ اگر اندھیرے گھر میں ننگے ہو کر نماز پڑھی اور اس کے پاس پاک کپڑا موجود ہے تو بالاجماع نماز جائز نہ ہوگی، (سراج الوہاج)۔ ایسے باریک کپڑے میں جس میں بدن نظر آتا ہے نماز جائز نہیں۔ (تبیین) اگر اس کے پاس کرتہ ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا نہیں ہے اور سجدے میں کسی شخص کو اس کا ستر نظر نہیں آتا لیکن اگر کوئی نیچے سے دیکھے تو ستر نظر آجاتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، تھوڑا سا کھلنا معاف ہے اس لیے کہ اس میں بلویٰ ہے اور زیادہ میں بلویٰ نہیں اس لیے معاف نہیں ہے۔ چوتھائی اور اس سے زیادہ کثیر میں اور چوتھائی سے کم قلیل میں داخل ہے، یہی صحیح ہے (محیط)

ستر غلیظ اور ستر خفیف میں اصح یہ ہے کہ اس کا اعتبار چوتھائی سے کیا جاتا ہے، (خلاصہ)۔ ایک عضو اگر چوتھائی حصہ سے کم کھلے تو معاف ہو اور اگر دو عضو یا دو سے زائد عضو کھل جائیں تو ان کو جمع کریں گے اگر وہ سب مل کر ان اعضاء میں سب سے چھوٹے عضو کے ایک چوتھائی حصہ کے برابر ہو جائے تو نماز جائز نہ ہوگی، (شرح مجمع مصنفہ ابن ملک) ستر کے جمع کرنے میں حصوں کا حساب مثلاً چھٹا حصہ یا نواں حصہ معتبر نہیں ہے بلکہ مقدار کا اعتبار ہے یہاں تک کہ اگر کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھل جائے تو نماز جائز نہ ہوگی اس لیے کہ کھلا ہوا کان کی چوتھائی کے برابر ہے۔ (قنیہ) اگر نماز میں ستر کھل گیا اور فوراً اسے چھپایا تو بالاجماع اس کی نماز جائز ہے، اسی طرح اگر ستر کھلے ہوئے ایک رکن ادا کر لیا تو بالاجماع اس کی نماز فاسد ہے، اسی طرح اگر رکن ادا نہیں کیا لیکن اتنی دیر ٹھہرا رہا جس میں ایک رکن ادا ہو جاتا ہے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائیگی، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ میں کوئی تصریح منقول نہیں ہے، (شرح نقایہ مصنفہ شیخ ابو المکارم)

باندی نے اوڑھنی کے بغیر نماز شروع کی اور نماز کے اندر وہ آزاد ہو گئی اگر اسی وقت اوڑھنی نہ اوڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر اسی وقت عمل قلیل سے اوڑھنی اوڑھ لی تو نماز جائز ہو گی (محیط السرخسی) عمل قلیل یہ ہے کہ اس کو ایک ہاتھ سے پکڑے (سراج الوہاج) ذکر ایک مستقل عضو ہے اور فوطے علیحدہ عضو ہیں، یہی صحیح ہے، (ہدایہ) ہر سرین علیحدہ ستر ہے اور دبر ان میں تیسرا عضو ہے۔ یہی صحیح ہے (شرح مجمع مصنفہ ابن ملک) (تبیین) گھٹنہ ران کے آخر تک ایک عضو ہے یہاں تک کہ اگر نماز پڑھی اور گھٹنے کھلے ہوئے تھے، ران ڈھکی ہوئی تھی تو نماز جائز ہوگی، یہی اصح ہے (تجنیس) اسی طرح عورت کا ٹخنہ پنڈلی سمیت ایک عضو ہے (شرح مجمع مصنفہ ابن ملک)

مرد کے ناف کے نیچے سے شرمگاہ تک ایک عضو ہے اور عضو سے مراد ماحول عضو ہے اس کا چوتھائی حصہ کھل جائے گا تو نماز فاسد ہو جائیگی (خلاصہ) پشت مستقل ستر ہے اسی طرح پیٹ اور اسی طرح سینہ (مستقل ستر ہے)۔ (یہ تاتارخانیہ میں عتابیہ سے نقل کیا ہے) پہلو پیٹ کے تابع ہے (قنیہ) عورت کے پستان اگر چھوٹے ہیں اور ابھرے ہوئے ہیں تو سینہ میں شامل ہیں اور اگر بڑے ہیں تو مستقل عضو ہیں (خلاصہ)

اور ہر ایک ان میں علیحدہ علیحدہ ستر ہے اور یہی حکم دونوں کانوں کا ہے اگر ایک کان کا چوتھائی کھل جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی (زاہدی) جس شخص کو کپڑا نہ ملے وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اشاروں سے رکوع و سجدہ کرے یا کھڑا ہو کر رکوع و سجدہ کے ساتھ نماز پڑھے اور اول افضل ہے (کافی) رات ہو یا دن، گھر میں ہو یا جنگل میں سب کا یہی حکم ہے، یہی صحیح ہے (بحر الرائق) کپڑا ملنے سے مراد یہ ہے کہ وہ استعمال پر قادر ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص اس کے لیے کپڑا مباح کر دے تو اصح یہ ہے کہ اس کا استعمال اس پر واجب ہے (جوہرہ نیرہ) ننگے آدمی کے سامنے اگر کسی شخص کے پاس کپڑے ہیں تو اس سے مانگے اگر نہیں دیئے تو ننگا نماز پڑھ لے، اور اگر نماز کے دوران کپڑا ملے تو از سر نو نماز پڑھے۔ (تاتارخانیہ میں سراجیہ سے منقول ہے)۔ اور اگر کپڑا ملنے کی توقع ہے تو نماز اس وقت تک مؤخر کرے جب تک وقت کے فوت ہونے کا

اندیشہ نہ ہو جس طرح نماز پڑھنے کے لیے پاک جگہ نہیں ملی لیکن ملنے کی توقع ہے تو اس صورت میں بھی نماز اس وقت تک مؤخر کرے جب تک وقت گذرنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (قنیہ)۔ ننگے لوگ علیحدہ علیحدہ فاصلہ سے نماز پڑھیں اور اگر جماعت کریں تو امام بیچ میں آجائے، ہر شخص اپنے پاؤں قبلہ کی طرف کرے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں کے بیچ میں رکھے اور اشارہ سے نماز پڑھے، کھڑے ہوکر اشارہ سے یا بیٹھکر رکوع وسجدے نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے (زاہدی)

حجۃ میں ہے کہ ننگے کے پاس بوریا یا بچھونا ہو تو اس سے ستر ڈھک کر نماز پڑھے ننگا نماز نہ پڑھے، یہی حکم اس صورت میں ہے جب گھاس سے اپنا ستر ڈھک سکتا ہے (تاتارخانیہ) ننگا آدمی اگر اپنے ستر پہ گارا لگا سکتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ باقی رہے گا، تو اس کے لیے اس کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہیں ہے، اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب پتوں سے اپنا ستر ڈھک لینے پر قادر ہو (قنیہ) اگر صرف اتنا کپڑا ملے جس سے تھوڑا سا ستر ڈھک سکتا ہے تو اس کا استعمال واجب ہے، اس سے پیشاب اور پاخانہ کا مقام ڈھک لے، (معراج الدرایہ) اگر صرف اتنا ہے کہ اس سے ایک جانب ڈھکی جا سکتی ہے تو بعض حضرات نے کہا ہے کہ دُبر ڈھک لے اس لیے کہ رکوع کی حالت میں اس کے کھلنے میں زیادہ فحش ہے اور بعض نے کہا کہ اگلا حصہ ڈھک لے اس لیے کہ اس کا رخ قبلہ کی جانب ہوتا ہے (سراج الوہاج)۔ ریشمی کپڑوں میں مردوں کی نماز جائز نہیں ہے عورتوں کی نماز جائز ہے اگر اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا نہ ملے تو اسی سے نماز پڑھے ننگا نہ پڑھے (فتح القدیر) ایک عورت کھڑے ہوکر نماز پڑھتی ہے تو اتنا حصہ کھل جاتا ہے جس سے نماز جائز نہیں اور بیٹھکر نماز پڑھتی ہے تو کچھ نہیں کھلتا تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھ لینی چاہیے (تبیین) اگر سجدہ کرنے میں عورت کا چوتھائی عضو ستر کھل جاتا ہے تو سجدہ نہ کرے، (تاتارخانیہ) مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑے پہن کر نماز پڑھے ازار، کرتہ اور عمامہ، اگر ایک کپڑے میں بدن ڈھک کر نماز پڑھی تو بلا کراہت جائز ہے، اگر صرف ازار میں نماز پڑھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے، عورت کے لیے تین کپڑے کرتہ، ازار، دوپٹہ" پہن کر نماز پڑھنا مستحب ہے، اگر عورت دو کپڑوں میں نماز پڑھے تو جائز ہوگی (خلاصہ) اگر ایک کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھے تو جائز نہ ہوگی لیکن اس میں اگر اس کا پورا بدن اور ستر ڈھک گیا تو نماز جائز ہوگی۔ (محیط سرخسی)۔

اگر دو شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھیں کہ ہر شخص ایک کنارہ سے ستر ڈھک لے تو جائز ہوگی (جوہرہ نیرہ) اگر ایک شخص کپڑے کے ایک کنارہ سے اپنا ستر ڈھک لے اور دوسرا کنارہ کسی سوتے ہوئے پر ڈال دے تو جائز ہے (جوہرہ نیرہ) اگر عورت کو اتنا کپڑا ملا جس سے اپنا بدن اور چوتھائی سر ڈھانک سکتی ہے اور اس کے باوجود اپنا سر نہیں ڈھکا تو نماز جائز نہ ہوگی، اور اگر چوتھائی سر سے کم ڈھک سکتی ہے اور پھر اپنا سر نہیں ڈھکا تو کوئی حرج نہیں لیکن سر ڈھک لینا افضل ہے (تبیین) ننگے آدمی کو اگر صرف اتنا کپڑا ملا جس سے اعضاء ستر میں سب سے چھوٹے عضو کا ایک چوتھائی حصہ ڈھک سکتا ہے اور پھر نہیں ڈھکا تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نماز فاسد نہ ہوگی (قنیہ) اگر پانی کے اندر نماز پڑھی اور وہ گدلا ہے نماز صحیح ہوگی اور اگر پانی صاف ہے جس میں سے ستر نظر آتا ہے تو نماز صحیح نہ ہوگی (سراج الوہاج)

دوسری فصل ــــ ستر ڈھکنے والی چیزوں کی پاکی کا بیان

ایسا کپڑا ملا جس کا چوتھائی حصہ پاک ہے تو ننگے ہوکر نماز پڑھنی جائز نہ ہوگی، اگر چوتھائی سے کم پاک ہے یا پورا ناپاک ہے تو ننگے شخص کو اختیار ہے کہ بیٹھکر اشاروں سے نماز پڑھے یا کپڑا پہننے کے بعد کھڑا ہوکر رکوع وسجدے سے نماز پڑھے اور یہی افضل ہے (کافی)

اگر مردار کی کھال ملی جو دباغت شدہ نہیں ہے اور اس کے علاوہ ستر ڈھکنے والی کوئی اور چیز بھی نہیں ہے تو اس کھال سے ستر ڈھانکنا جائز نہیں ہے اور اس سے نماز جائز نہ ہوگی۔ (سراج الوہاج)

ایک شخص کے پاس دو کپڑے ہیں، ان میں سے ہر ایک مقدار درہم سے زائد اور چوتھائی کپڑے سے کم ناپاک ہے تو اس کو اختیار

ہے جس طرح چاہے نماز پڑھے اس لیئے کہ نماز کے مانع ہونے میں دونوں برابر ہیں (تبیین) اور مستحب یہ ہے کہ اس کپڑے سے نماز پڑھو جس میں نجاست کم ہے (خلاصہ)۔ اگر ایک کپڑے کے چوتھائی میں خون لگا ہوا ہے اور دوسرے میں چوتھائی سے کم ہے تو جس کپڑے میں کم خون لگا ہوا ہے اس میں نماز پڑھے اور دوسرے کپڑے میں نماز جائز نہ ہوگی، اگر ہر کپڑے میں چوتھائی حصہ کے برابر نجاست لگی ہوئی ہے یا ایک کپڑے میں چوتھائی سے زیادہ ہے لیکن تین چوتھائی نہیں ہے تو اس کو اختیار ہے جس کپڑے میں چاہے نماز پڑھے، افضل یہ ہے کہ اس کپڑے میں نماز پڑھے جس میں نجاست کم ہے، ایک کپڑے کا چوتھائی حصہ پاک ہے اور دوسرا کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہے تو اس کپڑے میں نماز پڑھے جس کا چوتھائی حصہ پاک ہے اور دوسرے کپڑے میں نماز جائز نہ ہوگی (تبیین)

اگر کپڑے کی ایک جانب خون لگا ہوا ہے اور اس کا اتنا حصہ پاک ہے جس سے تہبند باندھ سکتے ہیں۔ اگر بغیر باندھے ہوئے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی اس لیئے کہ یہ پاک کپڑے سے ستر ڈھکنے پر قادر ہے، اور اس میں فرق نہیں کیا گیا کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہلتی ہے یا نہیں (محیط سرخسی)

اگر کپڑے کی ایک طرف سے تہبند باندھا جاسکتا ہے تو تہبند باندھ کر نماز پڑھے اس کے علاوہ کوئی صورت جائز نہیں ہے خواہ کپڑا ایسا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہل جاتی ہے یا دوسری طرف نہیں ہلتی۔ (خلاصہ)

اس قسم کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ ایک شخص اگر دو بلاؤں میں گرفتار ہے اور وہ دونوں یکساں ہیں تو جسے چاہے اختیار کرے اور اگر مختلف ہیں تو ان میں جو زیادہ سہل ہے اس کو اختیار کرے، (بحر الرائق) پاک اور ناپاک کپڑے میں اگر اشتباہ ہوگیا ہے تو گمان غالب پر عمل کرکے نماز پڑھے اگرچہ گمان غالب میں ناپاک کپڑا آجائے (سراجیہ)۔ ایک کپڑے کے بارے میں سوچا اور غور و فکر کیا، اس سے ظہر کی نماز پڑھ لی پھر گمان غالب دوسرے کپڑے پر ہوا اس سے عصر کی نماز پڑھ لی تو عصر کی نماز فاسد ہوجائے گی، ایک شخص کے پاس دو کپڑے ہیں اور یہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کونسا ناپاک ہے ایک کپڑے سے ظہر کی اور دوسرے سے عصر کی نماز پڑھی پھر پہلے کپڑے سے مغرب اور دوسرے سے عشا ادا کی اس کے بعد ایک کپڑے میں قدر درہم سے زائد نجاست لگی ہوئی دیکھی لیکن یہ نہیں جانتا کہ پہلا کپڑا کونسا ہے اور دوسرا کونسا تو ظہر اور مغرب کی نماز جائز ہوگی اور عصر اور عشا کی نمازیں فاسد ہوں گی، یہی حکم اس صورت میں ہے کہ ظہر کی نماز "تحری" سے پہلے کپڑے میں اور عصر کی نماز دوسرے کپڑے میں پڑھی اور پھر مغرب پہلے کپڑے میں اور عشا دوسرے کپڑے میں ادا کی، امام سرخسی رح نے اس کو بیان کیا ہے (خلاصہ) ایسے کپڑے میں نماز پڑھی جو اس کے نزدیک ناپاک تھا پھر نماز سے فارغ ہوکر معلوم ہوا کہ وہ پاک تھا تو نماز جائز ہوگی، (محیط) ننگے آدمی کے پاس ریشمی کپڑا ہے اور ایک ٹاٹ کا کپڑا ہے جس میں مقدار درم سے زائد نجاست لگی ہوئی ہے تو ریشمی کپڑے سے نماز پڑھے (خلاصہ)۔ نماز پڑھنے والے نے اپنے کپڑے پر ایک درہم سے کم نجاست لگی ہوئی دیکھی اور وقت میں گنجائش ہے تو افضل یہ ہے کہ کپڑا دھوئے اور از سر نو نماز پڑھے، اگر جماعت سے نماز فوت ہوجائے اور دوسری جگہ جماعت مل جائے تب بھی یہی حکم ہے، اگر یہ اندیشہ ہے کہ جماعت نہیں ملے گی یا وقت ختم ہوجائے گا تو اسی طرح نماز پوری کرے۔ (ذخیرہ)۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ نماز میں شامل ہے اور اگر نماز میں شامل نہیں ہے لیکن جماعت کے قریب پہونچ گیا اور جماعت والے نماز میں ہیں اور اس کو اندیشہ ہے کہ دھونے میں جماعت فوت ہوجائے گی تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نماز میں داخل ہوجائے اور اس کو نہ دھوئے (خلاصہ) اپنے کپڑے پر ایک درہم سے زائد نجاست غلیظہ لگی ہوئی دیکھی اور یہ معلوم نہیں ہے کہ کب لگی تھی تو بالاجماع یہ حکم ہے کہ کسی نماز کا اعادہ نہ کرے، یہی اصح ہے (محیط سرخسی، جوہرہ نیرہ)۔

امام کے کپڑے پر ایک درہم سے کم نجاست لگی ہوئی دیکھی پس اگر مقتدی کا مذہب یہ ہے کہ نجاستِ قلیلہ سے نماز ہو جاتی ہے اور امام

کا مذہب یہ ہے کہ نہیں ہوتی اور امام نے لاعلمی میں نماز پوری کرلی تو مقتدی کی نماز جائز ہوگی اور امام کی نماز جائز نہ ہوگی، اور اگر دونوں کا مذہب برخلاف ہے[1] تو دونوں کا حکم بھی برخلاف ہے (فتاویٰ قاضی خان، باب النجاسات) نصیر کا قول ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں (ذخیرہ)۔ موزوں پر نجاست لگی ہوئی ہے اور کپڑے پر بھی نجاست ہے اور ان میں سے ہر ایک، ایک درہم سے کم ہے اور دونوں جمع کی جائیں تو مقدار درہم سے زائد ہوجاتی ہیں تو دونوں نجاستوں کو جمع کریں گے اور اس سے نماز جائز نہ ہوگی، یہی حکم اس صورت میں ہے جب کپڑے پر کئی جگہ نجاست لگی ہوئی ہو (خلاصہ)۔

اگر ایک استر والا کپڑا جیسے کرتے وغیرہ میں نماز پڑھی اور اس پر مقدار درہم سے کم نجاست لگی ہوئی ہے اور نجاست دوسری جانب بھی پھوٹ نکلی ہے ان دونوں نجاستوں کو جمع کیا جائے تو قدر درہم سے زائد ہوتی ہیں. فقہاء کے قول کے مطابق یہ جوازِ صلوٰۃ کے لیے مانع نہیں ہے، ایک کپڑے پر متعدد جگہ نجاست لگی ہوئی ہے تو اس کو اُس مسئلہ پر قیاس نہیں کیا جائے گا، اگر دو کپڑوں میں نماز پڑھی اور ہر کپڑے میں درہم سے کم نجاست لگی ہوئی ہے لیکن دونوں کو جمع کیا جائے تو درہم سے زائد نجاست ہوجاتی ہے تو جمع کیا جائے گا اور نماز جائز نہ ہوگی، دو استر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھی ایک استر پر نجاست لگی اور دوسرے تک پہونچ گئی تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ایک کپڑے کے حکم میں ہے اور نماز جائز ہوگی، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس کپڑے میں نماز جائز نہ ہوگی، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں آسانی اور سہولت ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں احتیاط زیادہ ہے (فتاویٰ قاضی خان)

نمازی اس کے پاس ایسا درہم تھا جس کی دونوں طرفیں ناپاک تھیں تو مختار یہ ہے کہ نماز ہوجائے گی (خلاصہ) یہی صحیح ہے اس لیے کہ کل ایک درہم ہے (فتاویٰ قاضی خان)۔ ناک رکھنے کی جگہ ناپاک ہے اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہے تو بلاخلاف نماز جائز ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جہاں ناک رکھنے کی جگہ پاک ہو اور پیشانی رکھنے کی جگہ ناپاک، ناک پر سجدہ کرے تو بلاخلاف اس کی نماز جائز ہے اور اگر ناک و پیشانی دونوں کی جگہ ناپاک ہے تو زندویستی نے اپنی نظم میں ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناک پر سجدہ کرے پیشانی پر نہ کرے اور اس کی نماز جائز ہوگی اگرچہ پیشانی میں کوئی عذر نہیں ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ناک پر سجدہ کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک پیشانی میں کوئی عذر نہ ہو (محیط) اور ناک و پیشانی دونوں پر سجدہ کرے تو اصح یہ ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہوگی، (محیط سرخسی)۔

مصلی کے دونوں پاؤں کے نیچے اگر نجاست لگی ہوئی ہے تو نماز جائز نہ ہوگی (وجیز کردری) اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ دونوں پاؤں کی پوری جگہ میں نجاست ہے یا صرف انگلیوں کی جگہ نجاست ہے، ایک پاؤں کی جگہ پاک ہے اور دوسرے کی ناپاک، اور اس نے دونوں پیر رکھ کر نماز پڑھی تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہوگی، جو جگہ پاک ہے وہاں پیر رکھا اور جو جگہ ناپاک ہے وہاں پیر نہ رکھا تو اس کی نماز جائز ہے (محیط)

سجدہ میں ہاتھوں یا گھٹنوں کے نیچے نجاست ہے تو ظاہر روایت کے مطابق نماز فاسد نہ ہوگی، اور ابو اللیث نے اختیار کیا ہے کہ نماز فاسد ہوجائے گی، اسی کو عیون میں صحیح کہا ہے (سراج الوہاج)۔

---

[1] یعنی امام کا مذہب یہ ہے کہ نجاستِ قلیلہ سے نماز ہوجاتی ہے اور مقتدی کا مذہب یہ ہے کہ نہیں ہوتی تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ امام کی نماز ہوجائے گی اور مقتدی کی نہ ہوگی (مترجم)

پاک جگہ پر نماز پڑھی اور اسی جگہ پر سجدہ کیا لیکن سجدہ میں اس کا کپڑا خشک ناپاک زمین پر چلا جاتا ہے یا ناپاک کپڑے پر پڑتا ہے تو اس کی نماز جائز ہوگی (محیط) اگر ہر قدم کے نیچے درہم سے کم نجاست ہے اور دونوں کو جمع کریں تو نجاست درہم سے زائد ہو جاتی ہے تو جمع کریں گے اور نماز جائز نہ ہوگی (یہ فتاویٰ قاضی خان میں کپڑے پر نجاست لگنے کی فصل میں لکھا ہے) یہی مختار ہے (مضمرات)

اور فتاویٰ عتابیہ میں ہے کہ اسی طرح سجدہ کی جگہ اور پاؤں کی جگہ کی نجاست جمع کی جائے گی (تاتارخانیہ)۔ نماز پڑھنے والے کے کپڑے پر ایک درہم سے کم نجاست ہے اور اس کے دونوں پیروں کے نیچے بھی درہم سے کم نجاست ہے لیکن دونوں کو جمع کریں تو درہم سے زائد ہو جاتی ہے، اس صورت میں جمع نہ کریں گے (خلاصہ)

نمازی پاک جگہ کھڑا ہوا پھر ناپاک جگہ چلا گیا پھر پہلی جگہ آ گیا تو نجاست کی جگہ اگر اتنی دیر نہیں ٹھہرا جس میں کم سے کم رکن ادا کر سکتے ہیں تو اس کی نماز جائز ہوگی ورنہ اس کی نماز جائز نہ ہوگی (یہ فتاویٰ قاضی خاں کے کپڑے اور مکان پر نجاست لگنے کی فصل میں لکھا ہے) نماز نجس جگہ شروع کی پھر پاک جگہ چلا گیا تو نماز شروع ہی نہیں ہوئی (خلاصہ) سواری پر نماز پڑھی اور اس کی زین پر خون یا گوبر درہم سے زائد لگا ہوا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ نماز جائز ہے (محیط سرخسی)

فرش پر نماز پڑھی اُس کی ایک جانب ناپاک ہے لیکن اس کے دونوں پیر اور سجدہ کی جگہ نجاست نہیں ہے اس کی نماز جائز ہے فرش بڑا ہو یا چھوٹا جس کی ایک طرف ہلانے سے دوسری طرف ہل جاتی ہے۔ یہی مختار ہے (خلاصہ فصل رابع) کپڑے اور بورئے کا یہی حکم ہے (سراج الوہاج)۔ حجۃ میں ہے کہ فرش پر نجاست ہے لیکن یہ پتہ نہیں کس جگہ ہے اس کے لیے جائز ہے گمان غالب پر عمل کر کے اُس جگہ نماز پڑھے جس جگہ کی طہارت پر اس کا قلب مطمئن ہو جائے، (تاتارخانیہ)۔

مصلے کے استر پر یا اس کی تہہ میں نجاست ہے تو نماز اس پر جائز ہوگی یہ حکم اس صورت میں ہے جب ایک دوسرے پر سلا ہوا یا چپکا ہوا نہیں ہے، اور اگر ایک دوسرے میں سلا ہوا ہے، یا ایک دوسرے میں چپکا ہوا ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر نماز جائز ہے اس لیے کہ سلنے اور چپکنے کی وجہ سے کپڑا ایک نہیں ہو جاتا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز نہیں ہے، (محیط سرخسی) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول احتیاط سے زیادہ قریب ہے (فتاویٰ قاضی خان)

تر نجاست پر کپڑا ڈال کر نماز پڑھی اور اس کے نہالی کی طرح عرض میں دو کپڑے بن جاتے ہیں۔ امام محمدؒ کے نزدیک اس کی نماز جائز ہے اور اگر عرض میں دو کپڑے نہیں بن سکتے نماز جائز نہ ہوگی، نجاست خشک ہے تو نماز جائز ہے بشرطیکہ کپڑے کے اوپر نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو (خلاصہ)۔ فتاویٰ میں ہے کپڑے کی دوہری تہ کی اوپر کی تہہ پاک ہے اور نیچے کی ناپاک۔ نماز جائز ہے (سراج الوہاج) (شرح منیۃ مصنفہ ابن امیر الحاج نقل عن المنتقیٰ)

نجاست پر کھڑا ہوا ہے پیروں میں نعل، یا جرابیں ہیں اس پر نماز جائز نہ ہوگی، (محیط سرخسی) جوتے نکال کر ان پر کھڑا ہو گیا تو نماز جائز ہوگی خواہ جوتوں کے نیچے کا حصہ جو زمین سے متصل ہے ناپاک ہو یا پاک۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب جوتوں کا وہ حصہ پاک ہو جو پیروں کے نیچے ہے۔ اینٹیں اگر ایک طرف سے ناپاک ہیں اور دوسری طرف سے پاک ہیں اور پاک جانب پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو جائز ہوگی خواہ اینٹوں کا زمین پر فرش ہے یا ایسی ہی رکھی ہوئی ہیں (فتاویٰ قاضی خان)

چکی کے پتھر پر یا دروازہ پر یا دبیز بچھونے پر یا مکعب پر نماز پڑھی ان کے اوپر کا حصہ پاک ہے اور نیچے کا ناپاک۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوگی، شیخ ابو بکر اسکاف اسی پر فتویٰ دیتے تھے اور یہی ترجیح کے لائق ہے (شرح منیۃ المصلے مصنفہ ابن امیر الحاج) نمدے کا یہی حکم ہے (محیط)۔ لکڑی کا بھی یہی حکم ہے (بشرطیکہ وہ اتنی موٹی ہو جس کو چیرا جا سکتا ہے (خلاصہ)

ایسی زمین پر نماز پڑھنا چاہتا ہے جس پر نجاست ہے اس پر کچھ مٹی چھڑک دی، دیکھیں گے مٹی اگر اتنی تھوڑی ہے جس کے سونگھنے سے نجاست کی بُو آتی ہے تو اس پر نماز جائز نہ ہوگی اور اگر سونگھنے سے نجاست کی بُو نہیں آتی تو اس پر نماز جائز ہے (تاتارخانیہ) بچھائے ہوئے کپڑے پر نجاست ہے اور اس پر مٹی ڈال دی نماز جائز نہ ہوگی (سراج الوہاج) نجاست کی جگہ پر اپنی آستین رکھ دی اور اس پر سجدہ کیا، صحیح یہ ہے کہ نماز جائز نہ ہوگی (تاتارخانیہ)

جبّہ پہن کر نماز پڑھی جس کے اندر کچھ بھرا ہوا تھا نماز سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کے اندر مرا ہوا خشک چوہا ہے اور جبہ میں کوئی سوراخ ہے یا کہیں سے پھٹا ہوا ہے تو تین دن کی نمازوں کا اعادہ کرے اور اگر سوراخ وغیرہ نہیں ہے تو جتنی نمازیں اس جبہ میں پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھے، (سراج الوہاج)۔

متعلقہ مسائل

نماز پڑھی اور آستین میں گندا انڈا ہے جس کی زردی خون ہوگئی ہے، نماز جائز ہے، یہی حکم اس انڈے کا ہے جس میں مرا ہوا بچہ ہے (فتاویٰ قاضی خان) نصاب میں ہے ایک شخص نے نماز پڑھی اور اس کی آستین میں پیشاب کی شیشی ہے، نماز جائز نہ ہوگی خواہ شیشی میں پیشاب بھرا ہوا ہے یا بھرا ہوا نہیں ہے اس لیے کہ پیشاب اپنے اصلی مقام پر نہیں ہے اور گندے انڈے کا حکم اس لیے خلاف ہے کہ اس کی نجاست اپنی جگہ پر ہے، اسی پر فتویٰ ہے، (مضمرات)۔

نماز پڑھی اور کاندھے پر شہید کا لاشہ ہے جس کے کپڑے پر بہت خون پڑا ہوا ہے نماز جائز ہو جائے گی اور اگر کاندھے پر شہید کے کپڑے ہیں شہید نہیں ہے، نماز جائز نہ ہوگی۔ ایک شخص نماز میں داخل ہوا اس کی آستین پر پرندے کا زندہ بچہ تھا جب نماز سے فارغ ہوا مرا ہوا پایا اگر گمان غالب یہ ہے کہ نماز میں مرا ہے تو اس کا اعادہ واجب ہوگا اور اگر گمان غالب نہیں ہے بلکہ شک ہے تو نماز کا اعادہ واجب نہ ہوگا،

اکھڑے ہوئے دانت کو پھر منہ میں رکھ لیا، نماز جائز ہوگی اگرچہ وہ قدر درہم سے زائد ہے، ظاہر مذہب کے موافق ہمارے علماء میں خلاف نہیں ہے، یہی صحیح ہے کہ آدمی کے دانت، پاک ہیں (کافی) نماز پڑھی اور گردن میں پٹہ ہے جس میں کتے یا بھیڑیے کے دانت ہیں، نماز جائز ہے، نماز پڑھی اور اس کے ساتھ چوہا، بلی یا سانپ ہے، نماز جائز ہوگی اور اس نے بُرا کیا، یہی حکم ان سب جانوروں کا ہے جن کے جھوٹے پانی سے وضو جائز ہے، آستین میں لومڑی، کتے یا سور کا بچہ ہے، نماز جائز نہ ہوگی، اس لیے کہ ان کا جھوٹا پانی ناپاک ہے (فتاویٰ قاضی خان)

نمازی کی گود میں ایسا بچہ رکھ دیا گیا جس میں خود سنبھلنے کی صلاحیت نہیں ہے اور بچہ پر ایسی نجاست موجود ہے جس سے نماز نہیں ہوتی اگر اتنی دیر نہیں ٹھہرا جس میں نماز کا ایک رکن ادا کیا جا سکتا ہے، نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر اتنی دیر ٹھہرا رہا جس میں ایک رکن ادا ہو سکتا ہے نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بچہ میں خود سنبھلنے کی صلاحیت ہے، نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نمازی کا فی دیر ٹھہرا رہے، نجس کبوتر نمازی کی پیٹھ پر بیٹھ جائے اس کا بھی یہی حکم ہے (خلاصہ، فتح القدیر)۔ جنبی یا بے وضو کو ایک شخص نے کاندھے پر اٹھایا، پھر نماز پڑھی، اس کی نماز جائز ہے (سراج الوہاج)۔

نو جگہ نماز مکروہ ہے

(۱) رہ گذر پر نماز پڑھنا (۲) اونٹوں کا اصطبل۔ (۳) گھوڑوں کا اصطبل (۴) مذبح (۵) پاخانہ (۶) غسل خانہ (۷) حمام (۸) مقبرہ (۹) کعبہ شریف کی چھت۔

گھاس، بورے، زمین اور فرش پر نماز پڑھنے اور سجدہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خان)

ناپاک کپڑا مصلّی کے سر پر اس طرح لٹکا ہوا ہے کہ کھڑے ہونے کے بعد کاندھے پر آجاتا ہے، ایک رکن اگر اسی طرح ادا کیا

نماز فاسد ہوجائے گی، یہی حکم اس صورت میں ہے جب اس پر ناپاک قبا ڈال دی (خلاصہ)۔

دوسرے شخص کے کپڑے پر مقدار درہم سے زائد نجاست دیکھی اگر اسے یہ خیال ہے کہ اطلاع دینے سے وہ نجاست دھوئے گا تو اس کو اطلاع کردے اور اگر یہ خیال ہے کہ وہ اس کی بات کی طرف توجہ نہیں دے گا اسے اس بات کا اختیار ہے کہ اس شخص کو مطلع نہ کرے، امر معروف کا یہی حکم ہے (فتاویٰ قاضی خان) امام سرخسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ امر معروف ہر صورت میں واجب ہے اس میں کوئی تفصیل نہیں ہے (خلاصہ)۔

تیسری فصل ــــ قبلہ کی طرف مُنہ کرنا

فرض، نفل، سجدہ تلاوت اور جنازے کی نماز قبلہ کی طرف منہ کیے بغیر جائز نہیں ہے (سراج الوہاج)۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو شخص مکہ میں ہے اس کے لیے عین کعبہ قبلہ ہے، اس کے لیے عین کعبہ کی طرف منہ کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان)۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ نماز پڑھنے والے اور کعبہ کے درمیان کوئی دیوار حائل ہے یا نہیں (تبیین) یہاں تک کہ مکے والا اپنے گھر میں اگر نماز پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ درمیان سے دیواریں اگر ہٹادی جائیں تو خانہ کعبہ کا کوئی جزاس کے منہ کے سامنے آجائے (کافی) حطیم کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی تو جائز نہ ہوگی (محیط)۔

جو شخص مکہ سے باہر ہے اس کا قبلہ جہت کعبہ[1] ہے، عامہ مشائخ کا یہی قول ہے، یہی صحیح ہے، (تبیین) جہت کعبہ دلیل سے معلوم ہوجاتی ہے، شہروں اور بستیوں میں دلیل وہ محرابیں ہیں جو صحابہؓ اور تابعینؒ نے بنوائی ہیں، ہم لوگوں پر ان کا اتباع واجب ہے اور اگر یہ نہ ملیں تو مقامی لوگوں سے دریافت کرلے، دریاؤں اور جنگلوں میں قبلہ کی دلیل "ستارے" ہیں (فتاویٰ قاضی خان)۔

خانہ کعبہ کی جگہ کی طرف منہ کرنے کا اعتبار ہے عمارت کا اعتبار نہیں ہے۔

فتاویٰ حجۃ میں ہے گہرے کنویں، پہاڑ، اونچے ٹیلے اور خانہ کعبہ کی چھت پر نماز جائز ہے اس لیے کہ قبلہ کعبہ کے بالمقابل ساتویں زمین سے ساتویں آسمان اور عرش تک کا نام ہے (مضمرات)۔ کعبہ کے اندر یا چھت پر نماز پڑھی تو جس طرف چاہے رخ کرے، کعبہ کی دیوار پر نماز پڑھی اور اس کا چہرہ کعبہ کی چھت کی جانب ہے، نماز جائز ہوگی اور اگر کعبہ کی چھت کی طرف منہ نہیں ہے، نماز جائز نہ ہوگی، (محیط)

ایک مریض صاحب فراش ہے وہ قبلہ کی طرف منہ نہیں کرسکتا اور اس کے پاس کوئی شخص بھی نہیں ہے جو اس کا منہ قبلہ کی طرف کردے، جس طرف نماز پڑھے گا اس کی نماز ہوجائے گی، یہی حکم اس صورت میں ہے جب اس کے پاس قبلہ کی طرف منہ کرنے والا موجود ہے لیکن منہ پھرنا اس کے لیے نقصان دہ ہے۔ (ظہیریہ)

جس شخص کو قبلہ کی طرف منہ کرنے میں خوف ہے وہ جس جہت پر قادر ہو اسی طرف نماز پڑھ لے (ہدایہ) برابر ہے کہ دشمن

---

[1] جہت کعبہ سے مراد وہ طرف ہے کہ جب آدمی اس کی طرف منہ کرے تو کعبہ یا فضاء کعبہ کا کچھ حصہ تحقیقاً یا تقریباً مقابل آجائے۔ تقابل حقیقی سے مراد یہ ہے کہ مصلی کے چہرے سے اگر افق میں سیدھا خط کھینچا جائے تو وہ کعبہ یا فضاء کعبہ پر گذرے۔ تقابل تقریبی سے مراد یہ ہے کہ مصلی کے چہرہ سے اگر افق میں سیدھا خط کھینچا جائے تو کعبہ یا فضاء کعبہ سے اگرچہ کچھ منحرف ہو لیکن فی الجملہ تقابل ہوجائے۔

(مترجم)

کا خوف ہو یا درندے کا ہو یا چور کا ہو، یہی حکم اس صورت میں ہے جب دریا میں لکڑی پر ہو اور یہ اندیشہ ہے کہ قبلہ کی طرف پھرے گا تو ڈوب جائے گا۔ (تبیین) اسی طرح فرض نماز عذر سے اور نفل بلاعذر اگر سواری پر پڑھے تو جس طرف سواری کا رخ ہو ادھر نماز پڑھ لے (منیۃ المصلی)

ایک شخص کشتی میں فرض یا نفل پڑھنا چاہتا ہے تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور یہ جائز نہیں ہے کہ جس طرف کشتی کا رخ ہے ادھر نماز پڑھے (خلاصہ)۔ یہاں تک کہ اگر کشتی گھوم گئی اور یہ نماز پڑھ رہا ہے تو کشتی کے گھومتے ہی یہ بھی قبلہ کی طرف منہ کرلے (شرح منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیر الحاج) قبلہ مشتبہ ہوگیا اور ایسا کوئی شخص موجود نہیں ہے جس سے دریافت کرسکے تو قبلہ کی طرف گمان کرکے نماز پڑھ لے (ہدایہ) نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ گمان غلط تھا تو نماز کا اعادہ نہ کرے، اور اگر نماز کے دوران علم ہوجائے تو قبلہ کی طرف پھر جائے اور بقیہ نماز اس پر پڑھے (زاہدی)۔

اگر اس کے سامنے کوئی ایسا شخص ہے جس سے دریافت کرسکتا ہے اور وہ یہیں کا باشندہ ہے اور قبلہ کی سمت سے بھی واقف ہے تو ایسی صورت میں گمان کرکے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، (تبیین) اور اگر اس کے پاس ایسا شخص ہے جس سے دریافت کرسکتا تھا لیکن اس سے دریافت نہیں کیا اور گمان کرکے نماز ادا کرلی، اگر قبلہ ہی کی طرف نماز پڑھی ہے جائز ہوگی اور اگر قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی جائز نہ ہوگی۔ (منیۃ المصلی، شرح طحاوی)۔ کسی شخص کے موجود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنے فاصلہ پر ہو کہ بلند آواز سے اگر اس کو پکاریں تو سن لے (جوہرہ نیرہ)۔

جنگل میں قبلہ مشتبہ ہوگیا اس کا گمان ایک جانب ہوا پھر دو معتبر آدمیوں نے بتایا کہ قبلہ دوسری جانب ہے اگر دونوں مسافر ہیں تو ان کے قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اگر اسی جگہ کے رہنے والے ہیں اور ان کا قول نہ مانا نماز جائز نہ ہوگی۔ (خلاصہ)۔ گمان کرکے ایک جانب قبلہ تجویز کیا اور نماز دوسری جانب پڑھی۔ دوبارہ نماز پڑھے اگرچہ قبلہ ہی کی طرف ہوگئی (منیۃ المصلی)۔ ایک جانب نماز شروع کی اور اس کو قبلہ میں شک نہ تھا پھر نماز میں اس کو شک ہوگیا اسی طرح نماز پڑھتا رہے لیکن جب اس کو یقیناً معلوم ہوجائے کہ وہ سمت غلط ہے تو نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ اگر غلطی کا انکشاف نماز ہی میں ہوگیا تو از سرِ نو نماز پڑھے اور اگر ظاہر ہوجائے کہ اس نے ٹھیک قبلہ ہی کی طرف نماز پڑھی ہے اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اسی کو پورا کرے اور از سرِ نو نماز نہ پڑھے (فتاویٰ قاضی خان)

قبلہ کے بارے میں شک ہوا اور تحری کیئے بغیر نماز پڑھ لی پس اگر نماز ہی میں شک زائل ہوگیا یعنی یہ معلوم ہوگیا کہ قبلہ کی طرف ہے یا قبلہ کی طرف نہیں ہے تو از سرِ نو نماز پڑھے اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد غلطی معلوم ہوئی یا کچھ معلوم نہ ہوا دوبارہ نماز پڑھے اور اگر یہ معلوم ہوا کہ قبلہ اسی سمت تھا نماز جائز ہوگی (خلاصہ)۔ ایک شخص نے تحری کی لیکن کسی جانب رائے قائم نہ ہوئی بعض لوگوں نے کہا کہ تاخیر کرے اور بعضوں نے کہا چاروں طرف پڑھے اور بعض کا خیال ہے کہ جدھر چاہے پڑھے۔ (بحر الرائق) ٹھیک یہ ہے کہ ادا کرے (مضمرات) پس اگر اس نے ایک جانب نماز پڑھی اور یہ معلوم ہوا کہ قبلہ ہی کی طرف نماز پڑھی ہے نماز جائز ہوگی اور اسی طرح اگر یہ معلوم ہوا کہ غلط سمت کی جانب نماز پڑھی ہے یا کچھ معلوم نہ ہوا نماز جائز ہوگی (ظہیریہ)

ایک شخص شہر میں داخل ہوا وہاں بنی ہوئی محرابیں دیکھیں انہی کی طرف نماز پڑھے تحری کرکے نماز نہ پڑھے۔ جنگل میں ہے اور آسمان صاف ہے اور ستاروں سے قبلہ کی سمت پہچان سکتا ہے، گمان کرکے نماز نہ پڑھے۔ (محیط سرخسی)، ایک شخص ایسی مسجد میں داخل ہوا جس میں محراب نہیں ہے اور قبلہ معلوم نہیں ہے اس نے گمان کرکے نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ گمان میں غلطی واقع ہوئی ہے اُس کے لیئے

اعادہ ضروری ہے اس لیے کہ وہاں کے رہنے والوں سے دریافت کرسکتا تھا اور اگر معلوم ہوا کہ قبلہ ہی کی جانب نماز پڑھی ہے۔ جائز ہوجائیگی (فتاویٰ قاضی خان)۔ اگر اُن سے دریافت کیا اور انھوں نے نہ بتایا اس نے گمان کرکے نماز پڑھ لی۔ نماز جائز ہے اگرچہ معلوم ہوجائے کہ قبلہ کی سمت میں خطا ہوئی ہے۔ (محیط سرخسی)

ایک شخص نے اندھیری رات میں مسجد کے اندر "تحری" کرکے نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کی سمت کی جانب نماز نہیں پڑھی ہے، نماز جائز ہوگی اس لیے کہ اس پر یہ ضروری نہیں ہے کہ قبلہ دریافت کرنے کے لیے لوگوں کے دروازوں پر جاکر دستک دے۔ تحری کرکے ایک رکعت ادا کی پھر اس کی رائے دوسری سمت کی جانب ہوگئی اور دوسری رکعت دوسری سمت کی جانب ادا کی پھر اس کی رائے پہلی سمت کی طرف قائم ہوگئی، مشائخ کا اس میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ وہ پہلی طرف اپنی نماز پوری کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ از سر نو نماز پڑھے (فتاویٰ قاضی خان)۔

ایک شخص نے تحری کرکے جنگل میں نماز پڑھی اس کے پیچھے ایک شخص نے تحری کیے بغیر اقتدار کی نیت کرلی۔ اگر امام نے قبلہ ہی کی طرف نماز پڑھی ہے دونوں کی نمازیں ہوجائیں گی اور اگر امام نے غلط سمت کی جانب نماز پڑھی ہے امام کی نماز ہوجائے گی اور مقتدی کی نہ ہوگی (خلاصہ)۔ ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں قبلہ کے اندر اشتباہ ہوا مثلاً وہ قید میں تھا اور اس کے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس سے دریافت کرسکے، اس نے تحری کرکے نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ تحری غلط تھی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس پر اعادہ واجب نہیں ہے اور یہی روایت قیاس کے زیادہ موافق ہے۔ اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب وہ مدینہ میں ہو (ظہیریہ)۔ قبلہ میں شبہ ہوا اس نے تحری کرکے ایک رکعت پڑھی پھر دوسری طرف رائے قائم ہوگئی اور دوسری رکعت اس نے دوسری جانب پڑھی اور اسی طرح چاروں رکعتیں چاروں جانب پڑھیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نماز جائز ہوگی (فتاویٰ قاضی خان)۔

اگر تحری کرکے ایک جانب نماز پڑھی پھر اس کی رائے دوسری جانب قائم ہوگئی اور دوسری رکعت دوسری جانب پڑھی پھر یاد آیا کہ پہلی رکعت میں ایک سجدہ چھوٹ گیا ہے مشائخ کا اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہوگی (قنیہ)۔ ایک شخص نے تحری کرکے ایک جانب نماز شروع کی، اس کی رائے غلط تھی لیکن اسے معلوم نہ تھا پھر دوران نماز میں اس کا علم ہوا تو قبلہ کی طرف پھر گیا پھر ایسا شخص آیا جس کو اس کی پہلی حالت معلوم تھی اور نماز میں اس کی جانب رخ کرکے داخل ہوگیا، پہلے شخص کی نماز جائز ہوگی اور داخل ہونے والے شخص کی نماز جائز نہ ہوگی، نابینا نے ایک رکعت قبلہ کے علاوہ کسی اور جانب پڑھی پھر ایک شخص نے آکر قبلہ کی طرف اس کا رخ کردیا اور اس کے پیچھے اقتدا کرلی۔ نابینا کو نماز شروع کرتے ہوئے اگر کوئی ایسا شخص ملا تھا جس سے وہ قبلہ دریافت کرسکتا تھا لیکن اس نے دریافت نہیں کیا، ایسی صورت میں امام اور مقتدی دونوں کی نمازیں فاسد ہوں گی اور اگر نابینا کو کوئی ایسا شخص نہیں ملا، امام کی نماز جائز ہوگی اور مقتدی کی فاسد (فتاویٰ قاضی خان)

لوگوں کی ایک جماعت کو قبلہ کے بارے میں شبہ ہوا، رات تاریک تھی اور وہ ایک گھر میں تھے ان کے پاس کوئی ایسا معتبر شخص بھی نہیں تھا جس سے دریافت کرسکیں اور نہ کوئی علامت تھی جس سے قبلہ دریافت ہوسکے یا سب لوگ جنگل میں تھے پھر انھوں نے تحری کرکے قبلہ کی جانب نماز پڑھی اگر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی ہے جائز ہوگی خواہ قبلہ کی طرف پڑھی یا کسی دوسری جانب ادا کی، اور اگر جماعت سے نماز پڑھی تب بھی جائز ہے لیکن اس شخص کی نماز جائز نہ ہوگی جو امام سے آگے تھا اور اسی طرح اس شخص کی نماز بھی جائز نہ ہوگی جس کو نماز کے دوران معلوم ہوا کہ وہ امام کی مخالف سمت میں ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب لے

یہ گمان ہو کہ وہ امام سے آگے ہے یا امام کی مخالف سمت میں نماز پڑھ رہا ہے۔

لوگوں کی ایک جماعت نے جنگل میں تحری سے نماز پڑھی ان میں مسبوق اور لاحق بھی تھا۔ جب امام نماز سے فارغ ہوا اور یہ دونوں کھڑے ہو کر اپنی باقی نماز پوری کرنے لگے اُس وقت معلوم ہوا کہ امام نے جس طرف نماز پڑھی ہے وہ قبلہ کی سمت نہ تھی مسبوق نے اگر قبلہ کی طرف رخ کر لیا اس کی نماز جائز ہو جائیگی اور لاحق کی نماز جائز نہ ہوگی (خلاصہ) تحری کر کے قبلہ کی سمت متعین کرنا جس طرح نماز کے لیے جائز ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت کے لیئے بھی جائز ہے (سراج وہاج)۔

کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے مسائل بھی اسی سے متعلق ہیں

کعبہ کے اندر فرض اور نفل نماز پڑھنا صحیح ہے۔ اگر خانہ کعبہ کے اندر جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور امام کے گرد جمع ہو جائیں تو جس کی پشت امام کی پشت کی جانب ہوگی یا جس کا منہ امام کی پشت کی جانب ہوگا اس کی نماز جائز ہوگی اور جس کا منہ امام کے منہ کی جانب ہے اور امام کے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے اس کی نماز بھی جائز ہوگی لیکن مکروہ ہوگی اور جس کی پشت امام کے منہ کی جانب ہے اس کی نماز جائز نہ ہوگی (جوہرہ نیرہ، سراج الوہاج)۔ جو شخص امام کی دائیں یا بائیں جانب ہے اس کی نماز جائز ہے بشرطیکہ جس دیوار کی جانب امام کا منہ ہے وہ امام کی بہ نسبت قریب نہ ہو۔ (زاد۔ مبسوط مصنفہ امام سرخسی)۔

امام نے مسجد حرام میں نماز پڑھی اور جماعت کے لوگ حلقہ باندھ کر کعبہ کے گرد کھڑے ہو گئے اور امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے جو شخص امام کی بہ نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہے اور وہ امام کی جانب میں نہیں ہے اس کی نماز جائز ہوگی (ہدایہ) امام کعبہ کے اندر کھڑا ہوا اور مقتدی کعبہ کے باہر حلقہ باندھ کر کھڑے ہو گئے، اگر کعبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے نماز جائز ہو جائے گی۔ (تبیین)

ایک عورت امام کے بالمقابل کھڑی ہوئی اور امام نے اس کی امامت کی نیت کرلی۔ اگر عورت نے بھی اسی سمت کی طرف اپنا رخ کر لیا جس سمت کی طرف امام کا رخ ہے، امام کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر دوسری سمت کی طرف رخ کیا نماز فاسد نہ ہوگی (ظہیریہ) جس شخص نے کعبہ کے اندر ایک رکعت ایک جانب اور دوسری رکعت دوسری جانب ادا کی نماز جائز نہ ہوگی اس لیئے کہ قبلہ کی یقینی سمت سے بلا ضرورت پھر گیا ہے۔ (بدائع)

چوتھی فصل —— نیت کا بیان

نماز میں داخل ہونے کے ارادہ کا نام نیت ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں جانتا ہو کہ وہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے اور کم از کم اتنا تو ہونا ہی چاہیئے کہ جب نماز کے بارے میں اس سے دریافت کریں تو بغیر سوچے فوراً جواب دے، اور اگر بغیر سوچے ہوئے جواب نہیں دے سکتا نماز جائز نہ ہوگی، زبان سے کہنے کا کچھ اعتبار نہیں ہے پس اگر زبان سے ادا کی تاکہ دل کے ارادہ کے ساتھ جمع ہو جائے، بہتر ہے (کافی) جو شخص حضور قلب سے عاجز ہے اس کے لیئے زبان سے کہدینا کافی ہے۔ (زاہدی)

نفل سنت اور تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے یہی صحیح ہے (تبیین) یہی ظاہر جواب ہے اور عامہ مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تجنیس) تراویح کی نیت میں احتیاطاً تراویح یا سنت وقت یا قیام لیل کی نیت کرنی چاہیئے (منیۃ المصلی)

سنتوں میں احتیاط یہ ہے کہ اس طرح نیت کرے "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں نماز پڑھ رہا ہوں"

(ذخیرہ)۔ واجب اور فرض نمازیں مطلق نماز کی نیت سے بالاجماع جائز نہیں ہیں۔ (غیاثیہ) دل میں اس طرح کی تعیین مثلاً یہ کہے کہ میں نے آج کی ظہر کی نماز یا آج کی عصر کی نماز یا اس وقت کے فرض یا اس وقت کی ظہر کی نماز کی نیت کی ضروری ہے (شرح مقدمہ ابو اللیث)

صرف فرض نماز کی نیت کافی نہیں ہے اور اگر اس وقت کے فرض کی نیت کرے نماز جائز ہوگی۔ لیکن جمعہ میں نماز جائز نہ ہوگی، اور اگر جمعہ کے دن کے علاوہ ظہر میں اس طرح کی نیت کرے کہا گیا ہے کہ جائز ہے اور یہی صحیح ہے، فرضِ وقت کی نیت اس وقت تک ہی جائز ہے جس وقت میں نماز ادا کی جائے اور اگر وقت نکل جانے کے بعد نماز پڑھی اور اسے وقت نکل جانے کی خبر نہیں ہے اور فرضِ وقت کی نیت کی نماز جائز نہ ہوگی۔ (سراج الوہاج)

اگر آج کے ظہر کی نیت کی نماز جائز ہوگی اگرچہ ظہر کا وقت نکل گیا ہو اور در اصل یہ (یعنی صرف آج کے ظہر کی نیت کرنا) اس شخص کے (جواز نماز) کے لیے حیلہ ہے جس کو خروجِ وقت میں شک ہو رہا ہے۔ (تبیین) جنازہ کی نماز میں اس طرح نیت کرے، اللہ کے لیے نماز کی اور میت کے لیے دعا کی نیت کرتا ہوں، عیدین میں صلوٰۃ عید اور وتر میں صلوٰۃ وتر کی نیت کرے (زاہدی)

اور غیاثیہ میں ہے کہ وتر میں یہ نیت نہ کرے کہ وہ واجب ہے، اس لیے کہ اس میں اختلاف ہے (تبیین) اسی طرح نذر کی نماز اور طواف کی دونوں رکعتوں میں تعیین شرط ہے (بحر الرائق) عدد رکعات کی نیت شرط نہیں ہے (شرح وقایہ) یہاں تک کہ اگر پانچ رکعات کی نیت کی اور چوتھی رکعت پر بیٹھ گیا تو پانچویں رکعت کی نیت لغو ہو جائے گی (شرح منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیر الحاج) کعبہ کی نیت شرط نہیں ہے، یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (مضمرات) قضا کی نماز میں بھی تعیین شرط ہے (فتح القدیر)

اگر بہت سی نمازیں فوت ہو گئیں اور ان کی قضا میں مشغول ہے تو ضروری ہے کہ ظہر اور عصر وغیرہ کی تعیین کرے اور یہ بھی نیت کرے کہ فلاں روز کی ظہر اور فلاں روز کی عصر پڑھتا ہوں (فتاویٰ قاضی خاں۔ ظہیریہ) اور یہی اصح ہے (تبیین) آسانی اور سہولت کے لیے اس طرح بھی نیت کر سکتا ہے "پہلی ظہر جو اس پر فرض ہے" میں اس کی نیت کرتا ہوں (فتاویٰ قاضی خان۔ ظہیریہ۔ تبیین فی مسائل شتیٰ)

اگر نفل شروع کرنے کے بعد توڑ دی تو اس کی قضا کی بھی تعیین کرے، اگر قضا میں ہفتہ کے روز کی نیت کی پھر معلوم ہوا کہ قضا اتوار کے روز کی تھی یا اس کے برعکس ہو مشائخ کا اس میں اختلاف ہے اور وقت کی نماز میں ایسی صورت پیش آجائے تو جائز ہو (زاہدی)۔ دل میں ظہر کی نماز کی نیت کی اور زبان سے عصر کا لفظ نکل گیا نماز جائز ہے۔ (شرح مقدمہ ابو اللیث۔ قنیہ)

ایک شخص نے فرض نماز شروع کی پھر اسے یہ گمان ہو گیا کہ وہ نفل نماز پڑھ رہا ہے اور نفل کی نیت پر نماز پوری کر لی وہ فرض نماز ہوگی اور اگر اس کے برعکس ہوا تو جواب بھی برعکس[1] ہوگا (فتاویٰ قاضی خان)۔ اگر ظہر کی نماز شروع کی پھر نفل نماز یا عصر کی نماز یا فائتہ یا جنازہ کی نماز کی نیت کر لی اور تکبیر کہی، وہ پہلی نماز سے نکل جائے گا اور دوسری نماز میں داخل ہو جائے گا۔ اور اگر تکبیر نہیں کہی صرف (دوسری نماز کی) نیت کی نماز سے باہر نہ ہوگا (تاتارخانیہ ناقلاً عن عتابیہ)

ظہر کی ایک رکعت پڑھی پھر ظہر کی نماز کی نیت سے تکبیر کہی وہ نماز اسی طرح رہے گی اور وہ ایک رکعت جائز ہوگی یہ اس صورت

---

[1] ایک شخص نے نفل نماز شروع کی اور بعد میں فرض نماز کی نیت کر لی تو نفل نماز ہی شمار کی جائے گی۔

(مترجم)

میں ہے جب صرف دل سے نیت کرے اور اگر اس نے زبان سے نیت کی اور کہا "میں ظہر کی نماز کی نیت کرتا ہوں" نماز ٹوٹ جائے گی اور وہ رکعت جائز نہ ہوگی (خلاصہ) اگر نفل نماز کی نیت سے تکبیر کہی پھر فرض نماز کی نیت سے تکبیر کہی، فرض نماز ادا کرنے والا شمار کیا جائے گا (فتاویٰ قاضی خان) منفرد نماز پڑھنے والے کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔

(۱) سب سے پہلے یہ نیت کرے کہ وہ اللہ کے لیے نماز پڑھ رہا ہے۔

(۲) دوسرے اس بات کا تعین کرے کہ وہ کون سی نماز ہے۔

(۳) تیسرے قبلہ کی نیت کرے، تاکہ سب کے نزدیک نماز جائز ہو جائے (خلاصہ)

امام بھی وہی نیت کرے جو تنہا نماز پڑھنے والا نیت کرتا ہے، نیت امامت کی ضرورت نہیں ہے، یہاں تک کہ امام نے اگر نیت کی کہ فلاں شخص کی امامت نہیں کرے گا اور اس شخص نے پیچھے آکر اقتدا کرلی، اس کی نماز جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں)۔ عورتوں کا امام نیت کے بغیر نہیں ہو سکتا (محیط)۔ مقتدی وہی نیت کرے جو تنہا نماز پڑھنے والا کرتا ہے اور اس کے علاوہ اقتدا کی نیت بھی کرے، اس لیے کہ اقتدا نیت کے بغیر جائز نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خان)

اگر یہ نیت کی کہ وہ امام کی نماز میں شریک ہوتا ہے یا امام کی نماز میں اس کی اقتدا کرتا ہے، نماز جائز ہے، اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب اس نے صرف امام کی اقتدا کی نیت کی، یہی اصح ہے (معراج الدرایہ)۔ امام کی نماز یا امام کے فرض کی نماز کی نیت کی، کافی نہ ہوگی (تبیین)۔ افضل یہ ہے کہ جب امام اللہ اکبر کہہ چکے اس وقت اقتدا کی نیت کرے تاکہ نماز میں امام کا مقتدی بن جائے، اقتدار کی نیت عامۂ علما کے نزدیک اس وقت جائز ہے جب امام امامت کی جگہ پر کھڑا ہو جائے، شیخ امام زاہد اسماعیل اور حاکم عبدالرحمٰن کاتب اسی پر فتویٰ دیتے تھے اور یہی اجود ہے (محیط) اگر اس نے امام کی نماز میں شریک ہونے کی نیت کی اور امام نے ابھی تک نماز نہیں شروع کی اور وہ اس بات کو جانتا ہے، جب امام نماز شروع کرے گا تب بھی نماز کا شروع کرنے والا سمجھا جائے گا، (محیط، فتاویٰ قاضی خان) امام کی نماز میں داخل ہونے کی نیت کی اور اسے یہ خیال ہے کہ امام نماز شروع کر چکا ہے حالانکہ امام نے ابھی نماز شروع نہیں کی تھی جائز نہ ہوگی، قاضی خاں نے اسی کو اختیار کیا ہے، (شرح منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیر الحاج)

امام کی اقتدار اور امام کی نماز کی نیت کی اور یہ نہیں جانتا کہ امام کس نماز کو ادا کر رہا ہے ظہر یا جمعہ جو نماز بھی ہو جائز ہو جائے گی اور اگر صرف امام کی اقتدا کی نیت کی اور امام کی نماز کی نیت نہیں کی، اس نے ظہر کی نیت کی اور امام جمعہ پڑھتا تھا۔ نماز جائز نہ ہوگی، مقتدی اپنی سہولت کے لیے یہ نیت کرے کہ وہ امام کے پیچھے امام کی نماز پڑھ رہا ہے یا امام کے ساتھ وہی نماز پڑھتا ہے جو امام ادا کر رہا ہے (محیط) جمعہ کی نماز میں امام کے اقتدا کی نیت کی اور ظہر و جمعہ دونوں کی ساتھ نیت کرلی، بعض حضرات نے اقتدار کی وجہ سے نیت جمعہ کو ترجیح دی ہے اور اگر امام کی اقتدا کی نیت کی اور اسے یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ زید ہے یا عمرو یا اسے یہ خیال تھا کہ وہ زید ہے اور وہ عمرو نکلا اقتدا درست ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خان)

مقتدی کو امام نظر آتا تھا اس نے کہا میں اس امام کی اقتدا کرتا ہوں اور اس کا نام عبداللہ ہے یا امام نظر نہ آتا تھا اس نے کہا میں اس امام کی اقتدا کرتا ہوں جو محراب میں کھڑا ہے اور اس کا نام عبداللہ ہے اور حالانکہ امام کا نام جعفر تھا نماز جائز ہو جائے گی (محیط) اگر یہ نیت کی میں زید کی اقتدار کرتا ہوں اور امام عمرو تھا جائز نہ ہوگی (تبیین)

جب بڑی جماعت ہو تو مقتدی کے لیے مناسب ہے کہ وہ کسی امام کو معین نہ کرے اور اسی طرح جنازہ کی نماز میں میت کو معین نہ کرے (ظہیریہ)۔

نماز پڑھنے والوں کی چھ قسمیں ہیں، پہلی قسم میں وہ لوگ داخل ہیں جو فرائض وسنن سے واقف ہیں اور فرض کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بجالانے میں ثواب اور چھوڑنے میں عذاب لاحق ہوتا ہے۔ اور سنت وہ فعل ہے جس کے کرنے پر انسان ثواب کا مستحق ہوجاتا ہے اور چھوڑنے پر عذاب کا مستحق نہیں ہوتا، ان لوگوں میں سے ایک شخص صرف فجر یا ظہر کی نیت کرے، کافی ہے، اور ظہر کی نیت فرض کی نیت کے قائم مقام ہوجائے گی دوسرے وہ لوگ ہیں جو ان سے (یعنی فرض وسنت کے معانی سے) تو واقف ہیں اور انھوں نے فرض نماز کی نیت فرض کے ارادہ سے باندھی لیکن یہ نہیں جانتے کہ اس وقت میں کتنے فرائض اور کتنی سنتیں ہیں، ان کی نیت جائز ہے، تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے فرض کی نیت کی اور فرض کے معنی نہیں جانتے، ان کی نیت جائز نہیں ہے، چوتھے وہ لوگ ہیں جو صرف یہ جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نمازیں پڑھتے ہیں اس میں کچھ فرض اور کچھ سنتیں ہیں اور جس طرح اور لوگ نماز پڑھتے ہیں یہ بھی نماز پڑھتے ہیں۔ فرائض ونوافل میں تمیز نہیں کرپاتے، ان کی نیت جائز نہ ہوگی۔ پانچویں وہ لوگ ہیں جن کا اعتقاد یہ ہے کہ سب نمازیں فرض ہیں ان کی نماز جائز ہے، چھٹے وہ لوگ ہیں جن کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر نماز فرض کی ہے لیکن وہ نماز کے وقتوں میں نماز پڑھتے ہیں، ان کی نماز ادا نہ ہوگی، (قنیہ)

جو شخص فرض ونفل میں تمیز نہیں کرسکتا اور ہر نماز میں فرض کی نیت کرلیتا ہے، اس کے پیچھے ان نمازوں میں اقتدا جائز ہے جن سے پہلے سنتیں نہیں ہیں جیسے عصر، مغرب اور عشا اور ان نمازوں میں جائز نہیں جن سے پہلے سنتیں ہیں جیسے فجر اور ظہر (فتاویٰ قاضی خان، شرح منیۃ المصلی مصنفہ امیر الحاج)

ہمارے فقہاء کا اجماع ہے افضل یہ ہے کہ نماز شروع کرنے کے ساتھ نیت ہونی چاہیئے (فتاویٰ قاضی خان) اللہ اکبر کہنے سے پہلے نیت کرلی اور اس کے بعد کوئی ایسا عمل نہیں پایا گیا جو اس کو قطع کردے اور عمل کی تفسیر یہ ہے کہ وہ نماز کے شایان شان نہ ہو تو یہ نیت بھی اسی نیت جیسی ہے جو نماز شروع کرنے کے ساتھ ہوتی ہے (کافی) یہاں تک کہ اگر نیت کی پھر وضو کیا اور مسجد کی طرف چلا پھر اللہ اکبر کہا اور اس وقت دل میں نیت حاضر نہیں تھی، جائز ہے، اور اس نیت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا جو اللہ اکبر کے بعد کی ہے، (تبیین)

ریا فرائض میں داخل نہیں ہوتی (خلاصہ) ایک شخص نے خالص اللہ کے لیئے نماز شروع کی پھر اس کے دل میں ریا کا خیال آیا، اس کی نماز اسی طرح ہوگی جس طرح شروع کی تھی، ریا اسے کہتے ہیں جو اکیلا نماز نہ پڑھے اور لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لیئے نماز پڑھے، لیکن جو شخص لوگوں کے سامنے اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور اکیلے اچھی طرح نہیں پڑھتا اس کو اصل نماز کا ثواب مل جاتا ہے، اچھی طرح پڑھنے کا نہیں ملتا۔ (مضمرات کے باب نوافل میں عتابیہ سے نقل کیا ہے)

ایک شخص مسجد میں ظہر کی نماز پڑھنے گیا اور امام کو قعدہ میں پایا اور یہ معلوم نہیں ہے کہ پہلا قاعدہ ہے یا اخیر کا قاعدہ ہے اس نے اس طرح نیت کی۔ اگر پہلا قاعدہ ہے تو اقتدار کرتا ہوں اور دوسرا ہے تو اقتدا نہیں کرتا یا قعدہ اولیٰ ہے تو فرض اور آخری ہے تو نفل کی نیت کرتا ہوں، فرض کی اقتدار صحیح نہ ہوگی۔ (تجنیس)۔

امام کو نماز کی حالت میں پایا اور یہ نہیں جانتا کہ فرض پڑھ رہا ہے یا تراویح، اس نے اس طرح نیت کی۔ اگر عشا ہے تو اقتدا کرتا ہوں اور اگر تراویح ہیں تو اقتدا نہیں کرتا، اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی خواہ عشا پڑھ رہا ہو یا تراویح۔ اور اگر اس طرح نیت کی عشا ہو یا تراویح میں امام کی اقتدار کرتا ہوں پھر معلوم ہوا کہ وہ عشا تھی یا تراویح تھیں اس کی اقتدار درست ہوگی۔ (خلاصہ)

چوتھا باب

صفتِ نماز

پانچ فصلیں

پہلی فصل ــــ نماز کے فرائض کا بیان

فرائض نماز چھ ہیں (۱) تکبیر تحریمہ (یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت باندھنا) [1]۔ یہ ہمارے نزدیک نماز کے لیے شرط ہے [2]۔ اگر ایک شخص نے فرض نماز کے لیے تحریمہ باندھا اسے اختیار ہے کہ اس سے نفل بھی ادا کرے (ہدایہ) لیکن مکروہ ہے اس لیے کہ فرض سے نکلنے کا جو طریقہ مشروع تھا وہ اس نے چھوڑ دیا، ایک فرض کے تحریمہ پر دوسرے فرض کی بنا بالاجماع جائز نہیں، اسی طرح نفل کے تحریمہ پر فرض کی بنا جائز نہیں (سراج الوہاج)۔

اگر تکبیر تحریمہ کے وقت اس پر نجاست تھی اور اللہ اکبر کہتے ہی اس نے نجاست پھینک دی، یا ستر کھلا ہوا تھا اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی عمل قلیل سے ڈھک لیا یا زوال کے ظاہر ہونے سے پہلے تکبیر کہی اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی زوال ظاہر ہوگیا یا تکبیر کہتے ہوئے قبلہ سے منحرف تھا اور تکبیر کہتے ہی قبلہ کی طرف متوجہ ہوگیا، نماز جائز ہوگی (بحر الرائق)

نماز کا آغاز سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ سے کرنا جائز ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ اللہ اکبر سے نماز شروع کرے (تبیین) اللہ اکبر کے علاوہ کسی اور لفظ سے نماز شروع کرنے میں مشائخ کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ مکروہ ہے اور یہی اصح ہے (ذخیرہ۔ محیط ظہیریہ)۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو نام صرف تعظیم کے لیے ہیں ان سے نماز شروع کرنا جائز ہے جیسے اللہ، اللہ، سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ (تبیین) اور اسی طرح الحمد للہ اور لا الٰہ غیرہ وتبارک اللہ سے نماز شروع کرنا جائز ہے (محیط)

اسی طرح اگر اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہا امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے لیکن اگر پہلے اجل، اعظم اور اکبر کہا اور اللہ کا نام ان صفات کے ساتھ نہ ملایا بالاجماع نماز شروع نہ ہوگی (جوہرہ نیرہ، سراج الوہاج) اور اگر صرف اللّٰھم کہا فقہاء کے نزدیک نماز جائز ہوگی (خلاصہ۔ فتاویٰ قاضی خاں) یہی اصح ہے (محیطین) اگر نام کا ذکر کیا اور صفت کا ذکر نہ کیا جیسے اللہ یا رحمٰن یا رب کہا اور ان پر کسی صفت کا اضافہ نہیں کیا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہو جائے گی (تبیین) اور یہی صحیح ہے۔ پھر مشائخ اور روایات میں اختلاف ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کیا انہی ناموں کے ساتھ نماز شروع ہوتی ہے جو اللہ سے مختص ہیں یا مختص اور مشترک دونوں سے نماز جائز ہو جاتی ہے جیسے رحیم اور کریم وغیرہ، اظہر اور اصح یہ ہے کہ اللہ کے ہر نام سے نماز جائز ہو جاتی ہے یہ کرخی نے ذکر کیا ہے۔ مرغینانی کا یہی فتویٰ ہے (زاہدی)

اگر اللّٰھم اغفرلی سے نماز شروع کی، جائز نہ ہوگی اس لیے کہ اس میں خالص تعظیم نہیں بلکہ بندہ کی حاجت بھی شامل ہے۔ (محیط سرخسی) اگر استغفر اللہ یا اعوذ باللہ یا انا للہ یا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یا ما شاء اللہ کان وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے نماز جائز نہ ہوگی (محیط)

---

[1] تکبیر تحریمہ اس کا دوسرا نام تکبیر افتتاح ہے تکبیر تحریمہ کو تحریمہ اس بنا پر کہتے ہیں کہ اس سے پہلے جو امور مباح تھے وہ حرام ہو جاتے ہیں۔

[2] اور حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمدؒ کے نزدیک تحریمہ رکن ہے۔

اللہ اکبر بطور تعجب استعمال کیا اور تعظیم کا ارادہ نہ کیا یا مؤذن کے جواب کی نیت کی نماز جائز نہ ہوگی اگرچہ نماز کی نیت کی ہو (تاتارخانیہ) اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہی نماز شروع نہ ہوگی (تبیین) اگر آللہ اکبر الف استفہام کے ساتھ کہا بالاتفاق نماز شروع نہ ہوگی (تاتارخانیہ ناقلاً عن صیرفیہ) اللہ اکبر گاف فارسی سے کہا نماز شروع ہوجائے گی (محیط) نماز اسی وقت شروع ہوگی جب اللہ اکبر کھڑے ہوکر کہے یا ایسی حالت میں کہے جو بہ نسبت رکوع کے قیام سے زیادہ قریب ہے (زاہدی) اگر اللہ اکبر بیٹھ کر کہا پھر کھڑا ہوگیا نماز شروع نہ ہوگی، کھڑے ہونے کی قدرت کے باوجود بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا شروع کرنا جائز ہے (محیط سرخسی)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام کے تحریمہ کے ساتھ تحریمہ باندھنا چاہیئے اور امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں امام کے تحریمے کے بعد تحریمہ باندھے صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ ہے (معدن)۔ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اختلاف جواز میں نہیں ہے اور یہی صحیح ہے بلکہ خلاف اس بارے میں ہے کہ اولیٰ کونسی صورت ہے (تبیین) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام کے تحریمہ کے ساتھ مقتدی کا تحریمہ اس طرح ہونا چاہیئے جیسے انگلی کی حرکت کے ساتھ انگوٹھی کی حرکت ہوتی ہے۔ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ جو یہ فرماتے ہیں کہ امام کے تحریمہ کے بعد مقتدی تحریمہ باندھے ان کے نزدیک یہاں "بعدیت" سے مراد صرف اتنا وقفہ ہے کہ امام کے اللہ اکبر کی راء سے مقتدی اپنے اللہ کے ہمزہ کو ملائے (صفی باب الحنفیہ)

مقتدی نے اللہ اکبر کہا لفظ اللہ تو امام کے ساتھ واقع ہوا اور اکبر کا لفظ امام سے پہلے کہہ دیا۔ فقیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اصح یہ ہے کہ فقہا کے نزدیک نماز شروع نہ ہوگی، اور اسی طرح اگر امام کو رکوع کی حالت میں پایا اللہ کا لفظ حالتِ قیام میں اور اکبر کا لفظ رکوع میں جاکر کہا، نماز شروع نہ ہوگی، فقہا کا اجماع ہے اگر مقتدی نے اللہ کا لفظ امام سے پہلے کہہ دیا تو اظہر روایات کے مطابق اس کی نماز شروع نہ ہوگی (خلاصہ)

امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی اور اس سے امام کی اقتدا کی نیت کی صحیح یہ ہے کہ اس کی نماز شروع نہ ہوگی اور اگر اس سے اقتدا کی نیت نہیں کی تو اس کی علیحدہ نماز شروع ہوجائے گی (محیط سرخسی) تکبیر تحریمہ کی فضیلت حاصل ہونے کے وقت میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے جس شخص کو پہلی رکعت مل گئی اس کو تکبیر تحریمہ کی فضیلت حاصل ہوگئی (حصر باب ابی یوسف)۔ امام کو رکوع کی حالت میں پایا اس نے کھڑے ہوکر تکبیر تحریمہ کہی لیکن اس سے رکوع کی تکبیر کا ارادہ کیا، اس کی نماز جائز ہوگی اور نیت لغو ہوجائے گی، فارسی میں تکبیر تحریمہ کہی نماز جائز ہوگی (متون) خواہ عربی میں تکبیر کہنے پر قادر ہو یا نہ ہو۔ لیکن عربی میں تکبیر تحریمہ اگر اچھی طرح کہہ سکتا ہے تو فارسی میں مکروہ ہوگی۔ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے قول کے مطابق اگر عربی میں اچھی طرح تکبیر تحریمہ کہہ سکتا ہے تو فارسی میں جائز نہ ہوگی (محیط) نماز کے سارے اذکار جیسے تشہد، قنوت، دعا، رکوع اور سجدے کی تسبیحات میں اختلاف ہے جو حکم فارسی کا ہے وہی ان سب زبانوں کا ہے جو عربی نہیں جیسے ترکی، زنجی، حبشی اور نبطی وغیرہ (فتاویٰ قاضی خان) مبسوط میں ہے گونگا اور جاہل شخص جو اچھی طرح پڑھنے پر قادر نہیں ہے ان کی نماز صرف نیت سے شروع ہوجاتی ہے، زبان ہلانا ضروری نہیں ہے (تبیین)

قیام فرض اور وتر کی نماز میں قیام فرض[1] ہے (جوہرہ نیرہ، سراج الوہاج) جتنی دیر ٹھہرنے پر قیام کا اطلاق کیا جاسکتا ہے اس سے فرض ادا ہوجاتا ہے (کافی، فصل قراءت) اور قیام کی صورت یہ ہے اگر ہاتھ لانبے کیئے جائیں تو گھٹنوں تک نہ پہونچیں، بلا عذر

---

[1] قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ (اللہ کے سامنے خاموش کھڑے رہو) یہاں قیام سے مراد قیام فی الصلوٰۃ ہے اس لیئے کہ قیام خارج صلوٰۃ میں واجب نہیں ہے، نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس میں آپ نے نماز میں قیام کا امر فرمایا ہے صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فقاعدًا فان لم تستطع فعلى جنبك ...... (باقی ص۳۸ پر دیکھیئے)

ایک پیر پر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور نماز جائز ہو جائے گی، اور اگر کوئی عذر ہے تو مکروہ نہیں ہے، (جوہرہ نیرہ، سراج الوہاج)

قرارت

نماز کا تیسرا فرض قرارت[1] ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک آیت کے پڑھنے سے اگرچہ وہ چھوٹی آیت ہو فرض قرارت ادا ہو جاتا ہے (محیط) اور خلاصہ میں ہے کہ یہی اصح ہے (تاتارخانیہ) لیکن جو شخص صرف اس قدر پر اکتفا کرے وہ گنہ گار ہوگا (وقایہ) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر چھوٹی آیت پڑھی جس میں متعدد کلمے ہیں یا صرف دو کلمے ہیں جیسے ثم قتل کیف قدر یا ثم نظر نماز جائز ہو جائے گی۔ اس میں مشائخ کا اختلاف نہیں ہے اگر ایسی آیت پڑھی جس میں ایک کلمہ ہے جیسے مدہامتان یا ایسی آیت پڑھی جس میں ایک حرف ہے جیسے ص، ن، ق تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، (مصفی) اصح یہ ہے کہ نماز جائز نہ ہوگی (شرح مجمع مصنفہ ابن ملک۔ ظہیریہ، سراج الوہاج، فتح القدیر) اگر طویل آیت دو رکعتوں میں پڑھی مثلاً آیۃ الکرسی یا آیۃ المداینۃ کچھ پہلی رکعت میں اور کچھ دوسری رکعت میں پڑھی عامہ فقہاء کا قول ہے کہ یہ جائز ہے، (محیط) اور یہی اصح ہے (کافی، منیۃ المصلی) قرارت میں تصحیح حروف ضروری ہے اگر زبان سے صحیح حروف ادا کیے لیکن خود نہیں سنا جائز نہ ہوگا، عامۂ مشائخ نے یہی اختیار کیا ہے (محیط) یہی مختار ہے (سراجیہ) یہی صحیح ہے (نقایہ) ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا اور قسم میں استثناء کا، طلاق، عتاق، ایلاء، اور بیع کا یہی حکم ہے، فرائض میں موقع قرارت دو رکعتیں ہیں (محیط) خواہ فرض کی دو رکعتیں ہوں یا تین یا چار خواہ پہلی دو رکعتیں ہوں یا آخری دو رکعتیں یا پہلے شفعہ کی ایک رکعت ہو اور دوسرے شفعہ کی ایک، (شرح نقایہ مصنفہ شیخ ابو المکارم)

اگر ایک رکعت میں بھی قرارت نہ کی یا صرف ایک رکعت میں قرارت کی۔ نماز فاسد ہوگی (شرح وقایہ) وتر اور نفل کی تمام رکعات میں قرارت فرض ہے (محیط) اگر نیند کی حالت میں قرارت کی اصح یہ ہے کہ جائز نہ ہوگی (ظہیریہ) امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک فارسی میں قرارت، بلا عذر جائز نہیں ہے، اسی پر فتویٰ دیا جائے (شرح نقایہ شیخ ابو المکارم) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فارسی یا کسی اور زبان میں قرارت جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور روایت ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین رح کے قول کی طرف رجوع کیا ہے، اسی پر اعتماد ہے (ہدایہ) اور اسرار میں ہے کہ یہی اختیار کیا گیا ہے اور تحقیق میں ہے کہ عامہ مشائخ کا یہی مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (شرح نقایہ، مصنفہ شیخ ابو المکارم) اور یہی اصح ہے (مجمع البحرین)۔

رکوع

اس میں مقدار واجب یہ ہے کہ اس پر "رکوع" کا اطلاق کیا جا سکے[2] تاکہ اپنی حد کو پہنچ جائے اور رکوع کی حد یہ ہے کہ جب اپنے ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں (سراج الوہاج) اگر رکوع نہ کیا اور قیام سے سجدے میں سنت کے خلاف اونٹ کی طرح گر پڑا اس طرح کا جھکنا رکوع کے قائم مقام ہو جائے گا۔ کبڑے کی پیٹھ رکوع کی حد تک جھک جائے تو رکوع کے لیے اپنے سر سے اشارہ کرے۔ (خلاصہ تجنیس) رکوع کا وقت قرارت سے فارغ ہونے کے بعد ہے۔ یہی اصح ہے (محیط)۔

سجدہ

دوسرا سجدہ پہلے سجدہ کی طرح باجماع امت فرض ہے (زاہدی) سنت کا پورا طریقہ یہ ہے کہ پیشانی اور ناک دونوں سجدے میں لگائے اگر سجدے میں صرف ایک رکھی اور اسے عذر بھی ہے تو مکروہ نہیں اور اگر کوئی عذر نہیں ہے اور صرف پیشانی رکھی اور ناک نہ رکھی بالاجماع

(بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۷) کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو پہلو پر نماز ادا کرو۔ نوافل میں چونکہ آپ نے بیٹھنے کی اجازت دی ہے اور خود آپ کا عمل بھی اس پر شاہد ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اس لیے قیام کی فرضیت صرف فرائض وغیرہ کے ساتھ خاص رہے گی، مترجم۔ (حاشیہ صفحہ ھذا) [1] قرارت کی فرضیت قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اقراء ما تیسر معک من القرآن۔ [2] رکوع اور سجدہ کی فرضیت قرآن کریم کے اس ارشاد سے ثابت ہے یا ایھا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا اے ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو۔ مترجم۔

جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر ناک لگائی اور پیشانی نہ لگائی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے، اسی پر فتویٰ ہے، اگر سجدے میں صرف رخسار یا ٹھوڑی لگائی جائز نہیں ہے نہ حالتِ عذر میں اور نہ حالتِ صحت میں۔ اگر پیشانی اور ناک دونوں میں عذر ہے، اشارہ کرے اور سجدہ نہ کرے۔ (خزانۃ المفتین)۔ صرف ناک پر اکتفا اس وقت جائز ہے جب اس قدر ناک لگائے جہاں تک وہ سخت ہے اور اگر صرف اتنا حصہ لگائے جہاں تک ناک نرم ہے جسے نرمہ بینی بھی کہتے ہیں جائز نہیں (سراج الوہاج)

اگر گھاس، بُھس، روئی، بچھونے یا برف پر سجدہ کیا اور اس کی پیشانی اور ناک اس پر ٹھہر گئی اور اس کی سختی معلوم ہوئی جائز ہے اور اگر ناک و پیشانی اس پر نہ ٹھہری جائز نہیں ہے، گاڑی پر سجدہ کیا اور گاڑی بیلوں پر ہے سجدہ جائز نہ ہوگا اور گاڑی زمین پر ہے تو سجدہ جائز ہے جس طرح تخت پر سجدہ کرنا جائز ہے، (خلاصہ)۔ اگر ٹانڈ جسے فارسی میں "کازہ کہتے ہیں) پر سجدہ کیا جائز ہے جس طرح تخت پر سجدہ کرنا جائز ہے (خلاصہ)۔ گیہوں یا جو پر سجدہ کرے جائز ہے۔ اگر مکئی، باجرہ، کنگنی یا چاولوں پر سجدہ کیا جائز نہ ہوگا، اگر یہ اناج اور دھنی ہوئی روئی تھیلوں میں ہے ان پر سجدہ کرنا جائز ہے، (سراج الوہاج)

کسی شخص کی پشت پر سجدہ کیا اور وہ بھی نماز میں ہے، جائز ہوگا اور اگر وہ نماز میں نہیں ہے یا نماز میں ہے لیکن اس کے ساتھ جماعت میں شریک نہیں ہے سجدہ جائز نہ ہوگا، اگر اپنی ران پر بلا عذر سجدہ کیا مختار یہ ہے کہ جائز نہ ہوگا اور اگر عذر سے کیا تو مختار یہ ہے کہ جائز ہوگا۔ اگر اپنے دونوں گھٹنوں پر سجدہ کیا تو عذر یا بلا عذر دونوں صورتوں میں جائز نہیں ہے، (خلاصہ)۔ اگر زمین پر ہتھیلی رکھی اور اس پر سجدہ کیا اصح قول کے بموجب جائز ہے، (تبیین) اگر میت کی پشت پر سجدہ کیا اور اس پر نمدہ پڑا ہوا ہے اگر مردہ کی سختی اس کو محسوس ہوتی ہے سجدہ جائز نہ ہوگا، اور اگر سختی محسوس نہیں ہوتی اس پر سجدہ جائز ہے، (محیط سرخسی)

اگر سجدہ کی جگہ پیروں کی جگہ سے ایک یا دو کھڑی اینٹوں کے برابر بلند ہے اس پر سجدہ جائز ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ بلند ہو تو سجدہ جائز نہ ہوگا (زاہدی)۔ اینٹ کی حد چوتھائی ہاتھ ہے (سراج الوہاج) جحہ میں ہے اگر سجدے کی جگہ پر بہت سے کانٹے یا شیشے کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں اور اس نے وہاں سے سر اٹھا کر کسی دوسری جگہ رکھ لیا، جائز ہے اور یہ دوسرا سجدہ شمار نہیں کیا جائیگا بلکہ ایک ہی سجدہ ہوگا (تاتارخانیہ) اگر ہاتھ اور گھٹنے نہیں رکھے بالاجماع نماز جائز ہوگی (سراج الوہاج)۔ سجدہ کیا اور دونوں پاؤں زمین پر نہ رکھے نماز جائز نہ ہوگی، اگر ایک پاؤں بلا عذر رکھا۔ کراہت کے ساتھ جائز ہے (شرح منیۃ المصلی مصنفہ امیر الحاج) قدم رکھنا انگلیوں کے رکھنے سے ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی انگلی ہو، قدم کی پشت رکھی اور انگلیاں جگہ تنگ ہونے کے باعث نہ رکھ سکا اگر ایک پاؤں رکھ لیا ہے نماز جائز ہو جائے گی، جیسے کھڑا ہونے والا ایک پاؤں پر نماز پڑھے (خلاصہ)

سوتے میں سجدہ کیا تو دوبارہ سجدہ کرے، رکوع اور سجدے میں سو گیا تو کسی کا اعادہ نہ کرے (محیط سرخسی) بچہ کی گود میں پیشانی رکھی اگر پیشانی کا اکثر حصہ زمین پر ہے سجدہ جائز ہے اور اگر اکثر حصہ زمین پر نہیں ہے سجدہ جائز نہ ہوگا، (تجنیس، محیط)۔

آخری قعدہ

آخری قعدہ بقدر تشہد فرض ہے (تبیین)، تشہد التحیات للّٰہ سے عبدہٗ ورسولہٗ تک ہے یہی صحیح ہے یہاں تک کہ مقتدی اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے فارغ ہو گیا اور بات چیت کی اس کی نماز پوری ہو گئی۔ (جوہرہ نیرہ) فرض اور نفل دونوں نمازوں میں آخری قعدہ فرض ہے، یہاں تک کہ اگر دو رکعتیں پڑھیں اور ان کے آخر میں نہ بیٹھا، کھڑا ہوا اور چلتا بنا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی (خلاصہ)

اپنے ارادہ اور اختیار سے نماز سے باہر نکلنا فرض نہیں ہے، یہی صحیح[1] ہے (تبیین، عینی، شرح کنز، اکثر کتب)۔

(۱؎ حاشیہ صفحہ ۴۲ پر)

دوسری فصل ــــــــــ واجباتِ نماز

فرض نماز میں (خواہ تین رکعت کی ہو یا چار کی) فرضِ قرارت ادا کرنے کے لیے پہلی دو رکعتوں کو متعین کرنا واجب ہے یہاں تک کہ اگر چار رکعات والی نماز کی آخری دو رکعتوں میں قرارت کی اور پہلی دو رکعتوں میں قرارت نہ کی یا پہلے شفعہ کی ایک رکعت اور دوسرے شفعہ کی ایک رکعت میں بھول کر قرارت کی سجدۂ سہو واجب ہوگا (بحرالرائق)۔ سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے بعد سورۃ یا اس کے قائم مقام چھوٹی تین آیتیں یا ایک بڑی آیت کا پہلی دو رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے (نہرالفائق) نفل اور وتر کی تمام رکعات میں (قرارت فاتحہ، ضم سورۃ) واجب ہے (بحرالرائق) الحمد شریف کو سورۃ سے پہلے پڑھنا واجب ہے (نہرالفائق) اگر پہلی یا دوسری رکعت میں الحمد شریف پڑھنا بھول گیا تھا سورۃ پڑھ لی پھر خیال آیا الحمد شریف پڑھے اور اس کے بعد پھر سورۃ پڑھے، ظاہر روایت یہی ہے (محیط)

جس شخص نے عشا کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ پڑھی اور الحمد شریف نہ پڑھی، آخری کی دو رکعتوں میں الحمد شریف کا اعادہ نہ کرے، اگر پہلی دو رکعتوں میں صرف الحمد شریف پڑھی اور اس پر زیادتی نہ کی تو آخری کی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور سورۃ دونوں جہر کے ساتھ پڑھے اور یہی صحیح ہے (ہدایہ)۔ اگر پہلی دو رکعتوں میں کچھ نہ پڑھا تو آخری کی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور سورۃ جہر کے ساتھ پڑھے اور سجدۂ سہو کرے (فتاویٰ قاضی خان فصل سجدۂ سہو)۔

پہلی دو رکعتوں کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا ایک بار پڑھنا واجب ہے (منیۃ المصلی) اگر پہلی دو رکعات میں یا ان میں سے کسی رکعت میں سورۂ فاتحہ مسلسل دو بار پڑھی، سجدۂ سہو لازم ہوگا، اگر فاتحہ پڑھی اس کے بعد کوئی سورۃ پڑھی پھر سورۂ فاتحہ پڑھی، سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا (ظہیریہ، تجنیس)، یہی صحیح ہے (زاہدی)

جو فعل ہر رکعت میں مکرر ہوتا ہے جیسے سجدہ یا تمام نماز میں مکرر ہوتا ہے .... جیسے عدد رکعات اس میں ترتیب واجب ہے فرض نہیں۔ یہاں تک کہ اگر پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور اس کو آخری رکعت میں قضا کیا جائز ہے، امام کے فارغ ہونے کے بعد مسبوق جو نماز پڑھتا ہے ہمارے نزدیک اس کی پہلی رکعت ہے اگر ترتیب فرض ہوتی تو اس کی یہ آخری رکعت ہوتی، البتہ جو افعال ہر رکعت میں مکرر نہیں ہیں مثلاً قیام و رکوع یا پوری نماز میں مکرر نہیں ہیں جیسے قعدۂ اخیرہ ان میں ترتیب فرض ہے، یہاں تک کہ اگر قیام کو

---

[1] حاشیہ صفحہ ۳۹) اپنے ارادہ اور اختیار سے نماز سے باہر آنا جسے اصطلاح میں خروج بصنعہ کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ یہ فرض نہیں ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ وہ خروج بصنعہ کو فرض کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ امام صاحب سے اس کی فرضیت کے بارے میں کچھ ثابت نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ بارہ اختلافی مسائل جو مفسدات نماز کے بیشتر ذکر کیے جا رہے ہیں اور جن میں خروج بصنعہ کے علاوہ نماز کے تمام ارکان پورے ہیں ان میں صاحبین کے نزدیک نماز ہو جاتی ہے اور امام صاحب کے نزدیک نہیں ہوتی۔ اس سے احمد بن حسین بردعی نے یہ نتیجہ نکالا کہ خروج بصنعہ امام صاحب کے نزدیک فرض ہے اور پھر اس کی نسبت امام صاحب کی طرف کر دی حالانکہ بردعی کی رائے غلط ہے اس لیے کہ ان مسائل میں نماز کا باطل ہونا اس وجہ سے نہیں ہے کہ خروج بصنعہ نہیں پایا گیا بلکہ اس وجہ سے ہے کہ نماز کے اندر ایسی چیزیں پیش آ گئی ہیں جن سے فرض میں تغیر پیدا ہو گیا ہے، زیلعی نے تصریح کی ہے کہ خروج بصنعہ باتفاق امام و صاحبین فرض نہیں ہے۔ درمختار میں بھی یہی ہے۔ مجتبیٰ میں ہے کہ اہل تحقیق اور اصحاب رائے کا یہی فیصلہ ہے کہ خروج بصنعہ فرض نہیں ہے۔ مترجم۔

پہلے رکوع کرلیا یا رکوع سے پہلے سجدہ کرلیا جائز نہ ہوگا، اسی طرح قعدہ میں بقدر تشہد بیٹھا تھا پھر یاد آیا کہ فلاں رکعت کا ایک سجدہ یا کوئی رکن رہ گیا ہے اس کا قعدہ باطل ہوگا (محیط) فقہاء کا اجماع ہے کہ رکوع کے قومہ میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اعتدال واجب نہیں ہے (ظہیریہ) اسی طرح جلسہ (بیٹھنے) میں طمانیت وسکون واجب نہیں ہے (کافی)

رکوع، سجدہ اور ہر وہ رکن کہ جو بالذات اصل ہے، امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ صاحبین رحمہما اللہ کے قول کے مطابق اس میں اعتدال واجب ہے، (ظہیریہ) یہی صحیح ہے (شرح منیۃ المصلی مصنفہ امیر الحاج)۔ اعتدال اعضاء کے ایسے سکون کو کہتے ہیں کہ ان کے سب جوڑ کم از کم ایک تسبیح کی مقدار ٹھہر جائیں (عینی شرح کنز، نہر الفائق) چار رکعت یا تین رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے جب سر اٹھائے تو قعدہ اولیٰ بقدر تشہد واجب ہے، یہی اصح ہے (ظہیریہ) دونوں قعدوں میں تشہد واجب ہے (سراج الوہاج) تشہد یہ ہے:-

التحیات للہ والصلوٰت والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ	ترجمہ	ہر قسم کی تعریفیں، دعائیں اور پاک کلمے اللہ کے لیے ہیں اے نبی آپ پر اللہ کی سلامتی اس کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہمارے اوپر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اس کے بندے اور رسول ہیں

تشہد کے یہ الفاظ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد کے مقابلہ میں اس تشہد کو اختیار کرنا اولیٰ ہے (ہدایہ) تشہد کے الفاظ سے معانی کا ارادہ کرنا ضروری ہے گویا وہ اللہ پر تحیۃ بھیجتا ہے، نبی پر اپنے نفس پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیجتا ہے (زاہدی) سلام کا لفظ واجب ہے (کنز) وتر میں دعاء قنوت واجب ہے، عیدین کی تکبیریں واجب ہیں، یہی صحیح ہے۔ ان کے چھوڑنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ جہر کے مقام پر جہر اور اخفاء کے مقام پر اخفاء واجب ہے (تبیین) امام فجر، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہر کرے اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں اخفاء کرے (زاہدی) امام ظہر اور عصر میں اخفاء (آہستہ) کرے اگرچہ عرفہ میں ہو، جمعہ اور عیدین میں جہر کرے (ہدایہ) اسی طرح امام تراویح اور وتر میں جہر کرے۔ اگر علیحدہ نماز پڑھتا ہے اور "سری" یعنی آہستہ پڑھی جانے والی نماز ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے، یہی صحیح ہے اور اگر "جہری" نماز ہے تو اسے اختیار ہے اور جہر افضل ہے لیکن امام کی طرح جہر نہ کرے اس لیے کہ یہ دوسرے کو نہیں سناتا۔ (تبیین) امام بلند آواز سے پڑھنے میں زیادہ کوشش نہ کرے (بحر الرائق)، امام کا ضرورت سے زائد بلند آواز سے پڑھنا ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ امام کا بلند آواز سے پڑھنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگ سنیں قرات میں فکر کریں اور حضور قلبی حاصل ہو (سراج الوہاج) جو ذکر نماز کے لیے واجب ہے اس میں جہر کرے جیسے تکبیر تحریمہ، اور جو فرض نہیں ہے بلکہ علامت کے لیے مقرر ہے اس میں بھی جہر کرے جیسے جھکتے اور اٹھتے ہوئے تکبیرات انتقال یہ حکم امام کے لیے ہے، منفرد اور مقتدی ان میں جہر نہ کرے، اگر ذکر نماز کے کسی حصہ سے مختص ہے جیسے عیدین کی تکبیریں۔ اس میں بھی جہر کرے۔ اہل عراق کے مذہب کے موافق قنوت میں بھی جہر کرے۔ اور صاحب ہدایہ نے قنوت میں اخفاء اختیار کیا ہے، اور ان کے علاوہ دیگر چیزیں جیسے تشہد، آمین، اور تسبیحات وغیرہ میں جہر نہ کرے (بحر الرائق) رات کی نمازوں میں سے کوئی نماز بھول کر چھوڑ دی اور اس کو دن میں جماعت سے قضا کی اس نے امامت کی اور اخفاء کیا۔ اس پر سجدۂ سہو لازم ہے، دن کی کوئی نماز رات میں جماعت سے قضا کی، امام اخفاء کرے جہر سے نہ پڑھے۔ اگر بھول کر جہر سے پڑھا سجدۂ سہو لازم ہے (فتاویٰ قاضی خان) منفرد اگر جہریہ نماز قضا کرے اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، اصح یہ ہے کہ جہر افضل ہے۔ (محیط) یہی کافی میں ہے، شمس الائمہ اور فخر الاسلام اور بہت سے

متاخرین نے اسی کو اختیار کیا ہے یہی صحیح ہے (قاضی خاں) یہی اصح ہے (ذخیرہ، تبیین)۔ خلاصہ میں اصل سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص اکیلا نماز پڑھتا تھا ایک شخص آیا اور اس نے اس کی اقتدا اس وقت کی جب وہ سورۂ فاتحہ پوری پڑھ چکا تھا یا اس کا کچھ حصہ پڑھ چکا تھا وہ دوبارہ جہر کے ساتھ سورۂ فاتحہ پڑھے (بحرالرائق) دن کی نفلوں میں اخفا کرنا ضروری ہے اور رات کی نوافل میں اختیار ہے (زاہدی) جہر اور اخفا کی حد میں اختلاف ہے۔ ابوجعفر اور ابوبکر محمد بن الفضل نے کہا ہے کہ کم از کم جہر یہ ہے کہ دوسرے شخص کو سنائے اور کم از کم اخفا یہ ہے کہ اپنے آپ کو سنائے اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ (محیط) یہی صحیح ہے (وقایہ، نقایہ،) اسی کو عامہ مشائخ نے اختیار کیا ہے (زاہدی) اگر اس کے ہونٹوں سے اس طرح حروف نکلیں کہ دوسرا شخص اپنے کان اس کے ہونٹوں کے قریب لے جائے تو اس کے کان میں آواز پہونچ جائے اور وہ سمجھ جائے جو پڑھ رہا ہے اس کو عربی میں مجمجہ کہتے ہیں (اور اردو میں اس کا اطلاق غیر واضح اور غیر ظاہر کلام پر کیا جا سکتا ہے)۔ (خلاصہ)۔

تیسری فصل — نماز کی سنتیں اور اس کے آداب وکیفیات

نماز میں سنتیں یہ ہیں۔ تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا، انگلیاں کھولنا، تکبیرات میں امام کا جہر کرنا، سبحانک اللھم، تعوذ، بسم اللہ اور آمین آہستہ پڑھنا، بایاں ہاتھ ناف کے نیچے اور اس کے اوپر داہنا ہاتھ رکھنا، رکوع کی تکبیر، رکوع کی تسبیح تین بار کہنا، رکوع میں دونوں گھٹنے ہاتھوں سے پکڑنا اور انگلیاں کشادہ رکھنا، سجدہ اور سجدے سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہنا، سجدہ سے اٹھنا، سجدے میں تین بار تسبیح کہنا، سجدہ میں دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے رکھنا اور بایاں پیر بچھانا اور دایاں کھڑا کرنا، قومہ، جلسہ کو (بحرالرائق)۔ اسی طرح قومہ اور جلسہ میں بقدر تسبیح طمانیت وسکون حاصل کرنا (شرح منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیر الحاج) درود شریف، دعا۔

نمازکے آداب[1] یہ ہیں قیام میں سجدہ کی جگہ پر، رکوع میں دونوں قدموں کی پشت پر، سجدہ میں ناک کے سرے پر قعود میں اپنی گود پر، پہلے سلام کے وقت دائیں کاندھے اور دوسرے سلام کے وقت بائیں کاندھے پر نظر رکھنا جمائی کے وقت منہ بند کر لینا، تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ آستین سے باہر نکال لینا، ممکن حد تک کھانسی روکنا۔ (بحرالرائق)

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے جب نماز میں شامل ہونے کا ارادہ کرے اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لَو تک اور انگلیوں کے سرے کانوں کے بالائی حصہ تک آجائیں (تبیین) اللہ اکبر کہتے ہوئے سر نہ جھکائے (خلاصہ) فقیہ ابوجعفر نے کہا ہے کہ دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں اور انگلیاں جدا جدا اور جب وہ اس قدر اٹھ جائیں کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل آجائیں اس وقت اللہ اکبر کہے، شمس الائمہ سرخسی رح نے کہا ہے کہ عامہ مشائخ کا یہی قول ہے (محیط)۔ ہاتھ تکبیر سے پہلے اٹھائے، یہی اصح ہے (ہدایہ) اسی طرح قنوت اور عیدین کی تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے اور ان کے علاوہ کسی اور تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھائے۔ (اختیار شرح مختار) اور اگر اٹھائے تو ہمارے نزدیک صحیح قول کے مطابق نماز فاسد نہ ہوگی (سراج الوہاج) عورت اپنے کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے۔ یہی صحیح ہے (ہدایہ۔ تبیین) جس وقت ہاتھ اٹھائے انگلیاں نہ بالکل بند کرلے نہ بالکل کشادہ رکھے بلکہ نیم کشادہ رکھے (نہایہ) یہی معتمد ہے (محیط) ہاتھ نہیں اٹھائے اور اللہ اکبر

---

[1] ادب ایسے عمل کا نام ہے کہ جس کے کرنے پر ثواب اور بلا عذر نہ کرنے کی وجہ سے قابلِ ملامت نہیں ہوتا ۱۲

(مترجم)

کہہ چکا ہے تو پھر ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر اللہ اکبر کہتے ہوئے یاد آجائے تو ہاتھ اٹھالے۔ مقامِ مسنون تک ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تو جہاں تک ممکن ہو وہاں تک ہاتھ اٹھائے، اگر ایک ہاتھ اٹھا سکتا ہے اور دوسرا ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تو ایک ہی اٹھائے، ایک شخص کے ہاتھ طریقہ مسنون سے اوپر ہی اٹھتے ہیں اور اس کے بغیر وہ ہاتھ نہیں اٹھا سکتا وہ اتنا ہی اٹھالے، (تبیین) مبسوط میں ہے اللہ کے الف کو مد کے ساتھ یعنی کھینچ کر پڑھا، نماز شروع نہ ہوگی، قصداً مد کے ساتھ پڑھے گا تو اس پر کفر کا خوف ہے، اسی طرح اکبر کا الف یا اس کی ب مد کے ساتھ پڑھی، نماز شروع نہ ہوگی۔ اللہ کی ہ میں مد کیا یہ لغوی خطا ہے، رے کو مد کے ساتھ پڑھنے کا یہی حکم ہے اللہ کے لام کا مد صحیح ہے اور ہ پر جزم خطا ہے، (فتح القدیر) اگر اللہ اکبر میں اللہ کے الف یا اکبر کے ہمزہ کو مد کے ساتھ پڑھا۔ شک پیدا ہوجانے کی وجہ سے نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر اکبر کی بے اور رے کے درمیان الف شامل کردیں، بعض حضرات کا خیال ہے نماز فاسد ہوجائے گی اور بعض نے کہا ہے نماز فاسد نہ ہوگی، (نہایہ) تکبیر سے فارغ ہوتے ہی ناف کے نیچے بایاں ہاتھ اور اس پر اپنا داہنا ہاتھ رکھے (محیط میں خواہر زادہ سے منقول ہے)۔ (نہایہ) عورت اپنے ہاتھ چھاتی پر باندھے (منیۃ المصلی) جس قیام میں ذکر مسنون ہے اس میں ہاتھ باندھنا سنت ہے، جیسے سبحانک اللہم، قنوت اور جنازہ کی نماز اور جس قیام میں ذکر سنت نہیں ہے جیسے عیدین کی تکبیرات وہاں ہاتھ چھوڑنا سنت ہے (نہایہ) یہی صحیح ہے (ہدایہ) شمس الائمہ سرخسی صدر الکبیر، برہان الائمہ اور صدر الشہید حسام الدین اسی پر فتویٰ دیتے تھے (محیط) رکوع کے قومہ میں بالاتفاق ہاتھ چھوڑے اس لیے کہ ذکر منتقل ہونے کے لیے سنت ہے قومہ کے لیے نہیں ہے۔ (شرح نقایہ شیخ ابی المکارم) ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور اس کو پکڑنا ہمارے اکثر مشائخ کے نزدیک مستحب ہے مصنف میں ہے کہ یہی صحیح ہے (شرح نقایہ شیخ ابی المکارم) اس کا طریقہ یہ ہے کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے، چھنگلیا اور انگوٹھے سے پہونچے کو گرفت میں لے اور باقی انگلیاں کلائی پر چھوڑ دے۔ قیام کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ (خلاصہ) اس کے بعد پڑھے:-

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک ولا الٰہ غیرک (ہدایہ)

اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور تیری تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری شان بلند ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

امام ہو یا مقتدی یا تنہا نماز پڑھتا ہو سب کا ایک ہی حکم ہے (تاتارخانیہ) جل ثناءک کے الفاظ نہ اصل میں مذکور ہیں نہ نوادر میں (محیط) فرائض میں جل ثناءک کے الفاظ نہ پڑھے۔ (ہدایہ)

انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔

میں نے اپنا منہ کیا اسی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہو کر اور میں نہیں شریک کرنے والا۔

تحریمہ کے بعد نہ پڑھے اور نہ سبحانک اللہم کے بعد پڑھے (شرح نقایہ مصنفہ شیخ ابی المکارم) اولیٰ یہ ہے کہ تکبیر (اللہ اکبر) سے پہلے بھی اس سے نیت متصل کرنے کے لیے اس کو نہ پڑھے یہی صحیح ہے (ہدایہ) پھر تعوذ پڑھے وہ یہ ہے:-

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی مردود شیطان سے۔

یہی مختار ہے (خلاصہ) اسی پر فتویٰ ہے (زاہدی) تعوذ کو آہستہ پڑھنا سنت ہے، ہمارے علماء کا یہی مذہب ہے۔ (ذخیرہ) تعوذ امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک قراءت کے تابع ہے سبحانک اللہم الخ کے تابع نہیں ہے، اس لیے مسبوق جب اپنی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوگا تعوذ پڑھے گا اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے گا۔ عید کی نماز میں تکبیرات کے بعد تعوذ پڑھے۔ (ہدایہ۔ اکثر متون)۔

تعوذ نماز شروع ہونے کے وقت ہے اس کے بعد نہیں ہے۔ اس لیئے اگر نماز شروع کر دی اور تعوذ بھول گیا، یہاں تک کہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی اس کے بعد تعوذ نہ پڑھے۔ (خلاصہ)

بسم اللہ پڑھنا

تعوذ کے بعد آہستہ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے) پڑھے۔ بسم اللہ الخ قرآن شریف کی ایک آیت ہے جو سورتوں میں فصل کے لیئے نازل کی گئی ہے (ظہیریہ میں مکروہاتِ صلوٰۃ کے بیان میں لکھا ہے) صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے فرضِ قرارت ادا نہیں ہوتا (جوہرہ نیرہ) ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے (محیط) حجۃ میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے (تاتارخانیہ) الحمد شریف اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ نہ پڑھے (وقایہ۔ نقایہ) یہی صحیح ہے (بدائع، جوہرہ نیرہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الحمد شریف پڑھے (سراج الوہاج) جب الحمد شریف پڑھ چکے آمین کہے، آمین آہستہ کہنا سنت ہے (محیط) منفرد اور امام برابر ہے اسی طرح مقتدی اگر قرارت سنے آمین کہے (زاہدی) آمین میں دونوں لغت ہیں مد کے ساتھ اور قصر کے ساتھ، اس کے معنی قبولیت سے نوازنے کے ہیں، اس کو تشدید کے ساتھ پڑھنا کھلی ہوئی خطا ہے۔ آمّین مد اور تشدید کے ساتھ پڑھی۔ نماز فاسد نہ ہوگی، اسی پر فتویٰ ہے، اس لیئے کہ یہ قرآن میں موجود ہے (تبیین) اگر مقتدی سری نماز جیسے ظہر و عصر میں امام سے ولا الضالین سن لے، بعض مشائخ نے کہا ہے کہ آمین نہ کہے اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے کہا ہے کہ آمین کہے (محیط) جمعہ اور عیدین کی نماز میں مقتدی اگر دوسرے مقتدیوں کی آمین سن لے امام ظہیر الدین نے کہا ہے کہ آمین کہے، (سراج الوہاج میں فتاویٰ سے نقل ہے) پھر الحمد شریف کے ساتھ سورۃ یا تین آیتیں ملائے (شرح منیۃ المصلی مصنفہ امیر الحاج)۔ طویل آیت بھی تین آیات کے قائم مقام ہے (تبیین) جب قرارت سے فارغ ہو جائے رکوع کرے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہوا ہو، یہی صحیح مذہب ہے (خلاصہ) جامع صغیر میں ہے جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر (اللہ اکبر) کہے (ہدایہ) طحاوی نے کہا ہے یہی صحیح ہے (معراج الدرایہ) تکبیر کا آغاز جھکتے ہی کرے اور جب رکوع میں پورا چلا جائے اس وقت اس سے فارغ ہو (محیط) امام رکوع وغیرہ کی تکبیروں میں جہر کرے، یہی ظاہر روایت ہے (تاتارخانیہ) یہی اصح ہے (خلاصہ) اللہ اکبر کی ر، پر جزم کرے (نہایہ) اپنے ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں پر سہارا دے۔ (ہدایہ) یہی صحیح ہے (بدائع)۔ انگلیاں کشادہ رکھے اس وقت کے علاوہ انگلیوں کا کشادہ رکھنا اور حالتِ سجدہ کے علاوہ انگلیوں کا بند کرنا کسی اور وقت میں مستحب نہیں ہے ان دو اوقات کے علاوہ بقیہ اوقات میں انگلیاں اپنی حالت پر رکھے، (ہدایہ) رکوع میں پشت اس طرح بچھائے کہ اگر اس پر پانی کا پیالہ رکھ دیں تو ٹھہر جائے اور سر کو نہ جھکائے نہ اٹھائے بلکہ سر سُرین کی سیدھ میں آنا چاہیئے (خلاصہ) اپنے گھٹنوں کو کمان کی طرح جھکانا مکروہ ہے، عورت رکوع میں تھوڑی سی جھکے، اپنے ہاتھوں پر سہارا نہ دے، انگلیاں کشادہ نہ کرے بلکہ بند کرلے اور گھٹنوں پر رکھدے گھٹنوں کو جھکائے رکھے، بازو جسم سے علیحدہ نہ کرے، (زاہدی) رکوع میں سبحان ربی العظیم تین بار پڑھے یہ کم سے کم تسبیح ہے، اگر تسبیح بالکل نہ پڑھی یا صرف ایک بار پڑھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے، جب اطمینان و سکون کے ساتھ رکوع کرلے، سر اٹھائے، اطمینان کے ساتھ رکوع نہ کیا امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز ہو جائے گی۔ (خلاصہ) امام بالاجماع سمع اللہ لمن حمدہ اور مقتدی بلا خلاف ربنا لک الحمد پڑھے۔ مقتدی سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے، منفرد اصح قول کے مطابق دونوں پڑھے (محیط) اسی پر اعتماد ہے (تاتارخانیہ) یہی اصح ہے (ہدایہ) جس روایت کے بموجب دونوں کو جمع کرنے کا حکم ہے وہاں سمع اللہ لمن حمدہ

رکوع سے اٹھتے ہوئے کہے اور ربنالک الحمد اس وقت کہے جب وہ سیدھا کھڑا ہو جائے (زاہدی) یہی صحیح ہے (قنیہ) یوسف بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک شخص نے رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہا اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا اگر سیدھا کھڑا ہو گیا سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے، اسی طرح یہ حکم ہر اس ذکر کے لیے ہے جو حالت انتقال کے لیے موضوع ہے اور اس کو دوسرے محل میں ادا کیا جائے، جیسے تکبیر جو قیام سے رکوع کی طرف جھکتے ہوئے یا رکوع سے سجدہ کی جانب جھکتے ہوئے کہتے ہیں، اسی طرح سجدہ میں جو تسبیح باقی رہ گئی ہے وہ سر اٹھانے کے بعد نہ کہے بلکہ ہر چیز میں محل اور اس کی جگہ کی رعایت ضروری ہے (یہ تاتارخانیہ میں حجت سے نقل کیا ہے) سمع اللہ لمن حمدہ کی ہ پر جزم کرے اور حرکت ظاہر نہ کرے (تاتارخانیہ میں حجت سے نقل کیا ہے) جب سیدھا کھڑا ہو جائے تو تکبیر کہکر سجدہ میں جائے (ہدایہ) تکبیر جھکتے ہوئے کہے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ تین بار کہے، یہ کم سے کم تسبیح ہے (محیط) رکوع اور سجدہ کی تسبیح تین بار سے زیادہ کرنا مستحب ہے لیکن طاق پر ختم کرنی چاہیئے (ھدایہ) تسبیح کی کم سے کم مقدار تین بار، اوسط پانچ بار اور کامل مقدار سات بار ہے (زاد) اگر امام ہے تو نمازیوں کے ملول خاطر ہونے کے باعث تین بار سے زائد نہ پڑھے (ہدایہ) فقہاء نے کہا ہے جب سجدہ کا ارادہ کرے پہلے وہ اعضاء رکھے جو زمین سے زیادہ قریب ہیں، پہلے گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک، پھر پیشانی اور جب اٹھنے کا ارادہ کرے، پہلے پیشانی پھر ناک پھر دونوں ہاتھ پھر گھٹنے اٹھائے، فقہاء نے کہا ہے یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ ننگے پیر ہو، لیکن اگر موزے پہنے ہوئے ہے اور پہلے گھٹنے نہیں رکھ سکتا تو دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے اور داہنے کو بائیں پر مقدم کرے۔ (تبیین) سجدے میں دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل، انگلیاں قبلہ کی جانب رکھے، پاؤں کی انگلیوں کا یہی حکم ہے، ہتھیلیوں پر سہارا دے، اپنے بازو پہلو سے علیحدہ رکھے، ہاتھوں کو زمین پر نہ بچھائے (خلاصہ) پیٹ کو رانوں سے جدا رکھے (ہدایہ) عورت رکوع اور سجدہ میں اپنے اعضا ملے ہوئے رکھے، جدا جدا نہ کرے سجدہ میں دونوں پاؤں پر بیٹھے اور پیٹ کو اپنی رانوں پر رکھے۔ (خلاصہ) آزاد عورت کی طرح باندی کا حکم ہے لیکن نیت باندھتے ہوئے مرد کی طرح ہاتھ اٹھائے، (سراج الوہاج) پھر سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہے، اس میں سنت یہ ہے کہ سر اٹھا کر سیدھا بیٹھ جائے اس جلوس میں ہمارے نزدیک کوئی مسنون ذکر نہیں ہے (جوہرہ نیرہ) اگر سیدھا نہ بیٹھا اور دوسرا سجدہ کر لیا امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک کافی ہے (ہدایہ) سجدہ سے سر اٹھانا رکن نہیں ہے، سجدہ پورا کر کے اس سے باہر ہونا رکن ...... ہے اس لیے کہ دوسرا سجدہ پہلے سجدہ سے باہر آئے بغیر ممکن نہیں ہے اور چونکہ دوسرے سجدہ کی طرف انتقال بغیر سر اٹھائے ممکن نہیں ہے اس لیے سر اٹھانا لازم ہے یہاں تک کہ اگر دوسرے کی طرف انتقال بغیر سر اٹھائے ممکن ہو مثلاً تکیہ پر سجدہ کیا پھر وہ تکیہ نکال لیا گیا اور اس وقت اس کی پیشانی زمین پر لگ گئی، کافی ہے (نہایہ) سر اٹھانے کی مقدار میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اگر قعود کر زیادہ قریب ہو تو جائز ہے اور اگر زمین سے زیادہ قریب ہے سجدہ جائز نہیں ہے (تبیین) یہی اصح ہے (ہدایہ) اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے جب سجدہ سے اتنا سر اٹھائے جس کو سجدہ سے سر اٹھانے والا کہہ سکیں جائز ہے، محیط میں ہے کہ یہی اصح ہے۔ (تبیین) یہی صحیح ہے (بدائع) پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدہ کے لیے جھکے دوسرے سجدہ میں بھی پہلے سجدہ کی طرح سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔ (محیط)۔ سجدہ سے فارغ ہو کر پیروں کے پنجوں پر کھڑا ہو جائے، نہ بیٹھے اور نہ کھڑے ہوتے ہوئے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے، البتہ گھٹنوں پر ضرور سہارا دے، (محیط) غیر معذور شخص کے لیے سہارا نہ لینا ہمارے نزدیک مستحب ہے، بہت سی مشہور کتابوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ (بحرالرائق) اگر بیٹھا اور دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے (ظہیریہ) دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کرے جس طرح پہلی رکعت ادا کی ہے لیکن سبحانک اللھم الخ اور تعوذ

نہ پڑھے (قدوری) جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھائے بایاں پیر بچھا کر بیٹھ جائے اور دایاں پیر کھڑا کرے پیروں کی انگلیاں قبلہ رخ ہونی چاہئیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر انگلیاں پھیلا دے (ہدایہ) گھٹنے نہ پکڑے یہی صحیح ہے (خلاصہ) اگر عورت ہو تو بائیں سرین پر بیٹھے اور دونوں پیر دائیں طرف کو نکال دے (ہدایہ) اور حضرت ابن مسعودؓ کا تشہد پڑھے (کافی) اور اس پر کچھ زیادتی نہ کرے، (محیط سرخسی) جب اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پر پہونچے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے، مختار یہ ہے کہ اشارہ نہ کرے (خلاصہ) اسی پر فتویٰ ہے (مضمرات میں کبریٰ سے نقل کیا ہے) بہت سے مشائخ نے اشارہ کو جائز نہیں کہا ہے، منیۃ المفتی میں اسے مکروہ لکھا ہے، (تبیین) جب التحیات پڑھ چکے کھڑا ہو جائے (محیط) جلابی میں ہے قعدہ سے بھی اسی طرح پنجوں کے بل کھڑا ہونا چاہیئے جس طرح سجدہ سے کھڑا ہوتا ہے، طحاوی میں ہے ہاتھوں کو زمین پر ٹیکنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (زاہدی) کھڑے ہو کر دوسرے شفعہ میں رکوع و سجدے اسی طرح ادا کرے جس طرح پہلے شفعہ میں ادا کیئے تھے، (محیط) دوسرے شفعہ میں صرف الحمد شریف پڑھے (کافی) اس پر زیادتی مکروہ ہے (سراج الوہاج میں اختیار شرح مختار سے نقل کیا ہے) اگر قرارت اور تسبیح نہ پڑھی کوئی حرج نہیں ہے اگر بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا لیکن قرارت افضل ہے، سب روایات میں یہی صحیح ہے (ذخیرہ) اسی پر اعتماد ہے (فتاویٰ قاضی خاں) یہی اصح ہے (محیط فصل قرارت) یہی صحیح اور ظاہر روایت ہے (بدائع) سکوت مکروہ ہے (خلاصہ) قعدۂ اخیر میں بھی اسی طرح بیٹھے جس طرح پہلے قعدہ میں بیٹھ چکا ہے (ہدایہ) تشہد پڑھے پھر درود پڑھے (محیط) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے درود کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ پڑھے:۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم و بارک علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔	اے اللہ رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پر جیسے تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم کی اولاد پر۔ اور برکت نازل فرما محمدؐ پر اور محمدؐ کی اولاد پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی اولاد پر بلاشبہ تو تعریف کا مستحق بزرگ ہے

بعضوں نے اللھم ارحم محمداً کہنا مکروہ کہا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے (تبیین) جب درود سے فارغ ہو جائے اپنے لیئے، اپنے ماں باپ کے لیئے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیئے مغفرت کی دعا مانگے (خلاصہ) اپنے لیئے اور اپنے علاوہ دوسرے مسلمانوں کے لیئے دعا مانگے اور دعا میں صرف اپنی تخصیص نہ کرے، یہی سنت ہے (تبیین) اس کے بعد یہ پڑھے:۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (خلاصہ)	اے اللہ مجھے دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرمایئے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیئے۔

ان الفاظ سے دعا نہ مانگے جو کلام ناس سے مشابہ ہوں، یا جن چیزوں کا مانگنا آدمیوں سے محال نہیں ہے جیسے یہ کہے اے اللہ فلاں عورت سے میرا نکاح کرا دے، یہ آدمیوں سے کرنے کی باتیں ہیں، اور جن چیزوں کا مانگنا آدمیوں سے محال ہے مثلاً یہ کہے اللھم اغفرلی۔ اے اللہ میری مغفرت کر دیجئے، یہ آدمیوں سے کرنے کی باتیں نہیں ہیں۔ اللھم ارزقنی کہنا قسم اول میں داخل ہے (ہدایہ) اس لفظ سے دعا جائز نہیں ہے۔ یہی صحیح ہے (عینی شرح ہدایہ)۔ اگر اللھم ارزقنی مالا عظیما (اے اللہ مجھے بہت سارا مال دے) کہا نماز فاسد ہو جائے گی۔ اللھم ارزقنی العلم والحج (اے اللہ مجھے علم اور حج کا رزق عطا فرما) کہا یا اسی طرح کے اور الفاظ کہے۔ نماز فاسد نہ ہوگی (مضمرات)۔ دلوالجیہ میں ہے نماز میں ایسی دعا مانگنی چاہیئے جو اسے یاد ہے اس لیئے کہ اس کی زبان پر کہیں ایسا کلام جاری نہ ہو جائے جو لوگوں کے کلام سے مشابہ ہے اور نماز فاسد ہو جائے (تاتارخانیہ) اور جن چیزوں کو ہم نے

مفسد صلوٰۃ کہا ہے وہ اس صورت میں ہے جب وہ آخر صلوٰۃ میں بقدر تشہد نہ بیٹھا ہو اور اگر بقدر تشہد بیٹھ گیا اس کی نماز پوری ہو جائے گی اور اس کے ذریعہ سے وہ نماز سے باہر آجائے گا (تبیین)

اُن دعاؤں میں جو احادیث سے ثابت ہیں ایک دعا وہ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا تھا کہ مجھے کوئی ایسی دعا بتلایئے جس کو میں نماز میں پڑھا کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ دعا پڑھا کرو:۔

اللھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً وانہ لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم۔

اے اللہ میں نے بے شک اپنے اوپر بہت ظلم کیے اور تمام گناہوں کو آپ ہی معاف فرما سکتے ہیں لہٰذا میری خاص مغفرت اپنی جانب سے کیجئے اور مجھ پر رحم فرمایئے بلاشبہ آپ ہی بہت مغفرت فرمانے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جن کلمات کو اختیار فرمایا تھا ان میں سے یہ ہے:۔

اللھم انی اسئلك من الخیر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذ بك من الشر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم۔

اے اللہ میں آپ سے ہر قسم کی بھلائی طلب کرتا ہوں جو مجھے معلوم ہے اور جو مجھے معلوم نہیں ہے اور میں آپ سے ہر قسم کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس سے میں واقف ہوں اور جس سے میں واقف نہیں ہوں۔ (نہایہ)

نماز کے آخر میں درود شریف پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:۔

اللھم اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعائ ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب

اے اللہ مجھے نماز کا پابند کر دیجئے اور میری اولاد کو بھی اے اللہ میری دعا قبول کیجئے اے اللہ میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مؤمنین کی بھی حساب کے قائم ہونے کے دن

(تاتارخانیہ میں حجۃ سے نقل کیا ہے) اس کے بعد دو سلام پھیرے ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف، پہلے سلام میں دائیں طرف اتنا رخ موڑے کہ داہنے رخسار کی سفیدی نظر آجائے اور اسی طرح دوسری جانب بھی اتنا ہی رخ موڑے کہ اس کے بائیں رخسار کی سفیدی نظر آجائے۔ قنیہ میں ہے کہ یہی اصح ہے (شرح نقایہ مصنفہ شیخ ابی المکارم) اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ (تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو) کہے (محیط) الف لام کے ساتھ سلام کہنا مختار ہے، اسی طرح التحیات میں الف لام کے ساتھ سلام کہے۔ (ظہیریہ) اس سلام میں ہمارے نزدیک "وبرکاتہ" نہ کہے، ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ دوسرا سلام پہلے سلام کی بہ نسبت پست ہو (محیط) یہی بہتر ہے (محیط) اگر صرف دائیں جانب سلام پھیر کر اٹھ کھڑا ہوا اور ابھی تک باتیں نہیں کیں اور مسجد سے باہر نہیں نکلا تو بیٹھ کر دوسرا سلام پھیر دے (تاتارخانیہ میں حجت سے نقل کیا ہے) صحیح ہے کہ قبلہ کی طرف پشت کرنے کے بعد دوسرا سلام نہ پھیرے (قنیہ) اگر بائیں جانب سلام پھیر دیا تو جب تک باتیں نہیں کیں داہنی طرف سلام پھیر دے اور بائیں طرف کے سلام کا اعادہ نہ کرے اور اگر منہ کے سامنے سلام پھیرا ہے تو بائیں طرف سلام پھیر دے (تبیین) مقتدی کے سلام میں اختلاف ہے فقیہ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے مقتدی کا انتظار کرنا مختار ہے جب امام دائیں جانب سلام پھیر چکے تب مقتدی داہنی طرف سلام پھیرے اور جب امام بائیں جانب کے سلام سے فارغ ہو جائے تب مقتدی بائیں جانب سلام پھیرے (فتاویٰ

قاضی خان) محافظ فرشتے اور وہ مسلمان جو اس کی دونوں جانب ہیں سلام میں ان سب کی نیت کرنی چاہیئے (زاہدی) ہمارے زمانہ میں عورتوں کی نیت نہ کرے اور نہ ان لوگوں کی نیت کرے جو اس کی نماز میں شریک نہیں ہیں، یہی صحیح ہے (ہدایہ) مقتدی ان لوگوں کے ساتھ امام کی بھی نیت کرے، امام دائیں جانب ہو تو اس طرف کے لوگوں میں اور بائیں جانب ہو تو اُس طرف کے لوگوں میں اس کی نیت کرے اور اگر امام اس کے سامنے ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دائیں جانب میں اس کی نیت کرے اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں جانب اس کی نیت کرے (محیط) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی روایت ہے (کافی) فتاویٰ میں ہے کہ یہی صحیح ہے (تاتارخانیہ) اکیلا نماز پڑھنے والا محافظ فرشتوں کی نیت کرے اور کسی کی نیت نہ کرے، فرشتوں کی نیت میں کوئی عدد معین نہ کرے (ہدایہ) یہی صحیح ہے (بدائع) امام ظہر مغرب اور عشاء کا سلام جب پھیر دے اس کے لیئے بیٹھ کر توقف کرنا مکروہ ہے اور سنتوں کے لیئے کھڑا ہو جائے۔ جہاں فرض نماز پڑھی ہے اسی جگہ سنتیں نہ شروع کرے، دائیں بائیں یا کچھ پیچھے ہٹ جائے اور اگر چاہے تو گھر جا کر سنتیں پڑھے، اگر مقتدی ہے یا منفرد اور وہ نماز کی جگہ بیٹھ کر دعا مانگتا ہے تو جائز ہے، اور اسی طرح اگر وہ سنتوں کے لیئے اپنی جگہ پر یا دائیں بائیں کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو جائے جائز ہے، یہ سب صورتیں برابر ہیں، اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر ان میں اسی جگہ قبلہ کی طرف منہ کیئے ہوئے بیٹھے رہنا مکروہ ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بدعت ٹھہرایا ہے، پھر اس کو اختیار ہے چاہے چلا جائے اور چاہے اپنی محراب میں طلوع شمس تک بیٹھا رہے، یہی افضل ہے، نمازیوں کی طرف منہ کرے اگر سامنے کوئی مسبوق نہ ہو۔ اور اگر مسبوق ہے تو دائیں یا بائیں جانب کو پھر جائے، سردی اور گرمی کے موسم کا ایک ہی حکم ہے یہی صحیح ہے (خلاصہ اور حجۃ) میں ہے جب امام ظہر، مغرب اور عشاء سے فارغ ہو جائے، سنتیں شروع کرے اور لمبی دعاؤں میں مشغول نہ ہو (تاتارخانیہ)

چوتھی فصل ــــــ قرات کے مسائل

اگر سفر میں مجبوری ہے مثلاً کسی کا خوف ہے یا چلنے میں جلدی ہے تو سنت یہ ہے کہ الحمد شریف کے ساتھ جو سورۃ چاہے پڑھے اور اگر حضر میں مجبوری ہے مثلاً وقت تنگ ہے یا اپنی جان و مال کا اندیشہ ہے اس کے لیئے اس قدر پڑھنا سنت ہے جس سے وقت اور امن فوت نہ ہو جائے (زاہدی) سفر میں حالت اختیاری ہو مثلاً وقت میں وسعت، امن اور قرار ہے تو اس کے لیئے فجر کی نماز میں سورۂ بروج یا اس جیسی کسی سورت کا پڑھنا سنت ہے تاکہ سنت قرات کی رعایت اور سفر کی تخفیف دونوں جمع ہو جائیں (شرح منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیر الحاج) ظہر میں بھی اتنی ہی قرات کرے، عصر اور عشاء میں اس سے کم اور مغرب میں نہایت چھوٹی سورتیں پڑھے (زاہدی) حضر میں سنت یہ ہے کہ فجر کی دونوں رکعات میں الحمد شریف کے علاوہ چالیس یا پچاس آیتیں پڑھے، جامع صغیر میں لکھا ہے، ظہر میں بھی فجر کی طرح طویل قرات کرے اور اصل میں لکھا ہے یا اس سے کم پڑھے، عصر اور عشاء میں الحمد شریف کے علاوہ بیس آیتیں پڑھے مغرب کی ہر رکعت میں چھوٹی سورت پڑھے (محیط) حضر میں فجر اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل پڑھنا فقہاء کے نزدیک مستحسن ہے، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھے اور مغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھے (وقایہ) سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک کی سورتوں کا نام "طوال مفصل" ہے اور سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک اوساط مفصل، اور لم یکن سے آخر قرآن تک "چھوٹی سورتیں" کہلاتی ہیں (محیط، وقایہ، منیۃ المصلی) یتیمہ میں ہے اگر عصر کی نماز مکروہ وقت میں پڑھ رہا ہے تب بھی قرات مسنون ہی کا پڑھنا درست ہے (تاتارخانیہ) وتر کی نماز میں الحمد شریف کے علاوہ کوئی اور سورت متعین نہیں ہے۔ جو پڑھے بہتر ہے (محیط)

لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے وتر میں سبح اسم ربک الاعلیٰ الخ. قل یا ایہا الکافرون الخ اور قل ہو اللہ احد پڑھی ہیں کبھی تبرکاً یہ سورتیں پڑھے اور کبھی ان کے علاوہ اور سورتیں پڑھے تاکہ باقی قرآن کے چھوٹ جانے سے بچ جائے (تہذیب) مستحب قرارت سے زیادہ نہ پڑھے، لوگوں پر نماز گراں نہ ہونے دے لیکن مستحب قرارت اور سنت ادا کرنے کے بعد تخفیف کا لحاظ کرے (مضمرات میں طحاوی سے نقل کیا ہے) فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے طویل قرارت بالاجماع مسنون ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک سب نمازوں میں پہلی رکعت دوسری رکعت کے اعتبار سے طویل ہونی چاہیئے، اسی پر فتویٰ ہے (زاہدی، معراج الدرایہ) حجۃ میں فتوی کے لیئے یہی قول لیا گیا ہے (تاتارخانیہ) جمعہ اور عیدین میں اسی طرح خلاف ہے (بدائع) پھر مشائخ کا ایک اور اختلاف ہے بعض حضرات نے کہا ہے دونوں رکعتوں میں دو ثلث اور ایک ثلث کا فرق ہونا چاہیئے یعنی پہلی رکعت میں دو ثلث اور دوسری رکعت میں ایک ثلث قرارت کرے اور شرح طحاوی میں ہے پہلی رکعت میں تیس آیتیں اور دوسری رکعت میں دس بیس آیتیں پڑھے (محیط) یہ اولویت کا بیان ہے اور اگر بہت زیادہ فرق ہے مثلاً پہلی رکعت میں ایک یا دو سورتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں تین آیتیں پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (ظہیریہ) جامع صغیر کی بعض شرحوں میں مذکور ہے کہ اگر دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے تین آیتیں زیادہ پڑھی ہیں بالاخلاف مکروہ ہے اور اگر تین آیتوں سے کم پڑھی ہیں مکروہ نہیں ہے. (خلاصہ) مرغینانی نے کہا ہے زیادتی کا اعتبار آیتوں سے اس وقت کیا جائے گا جب آیتیں برابر ہوں. اور اگر آیتیں چھوٹی بڑی ہیں تو کلمات و حروف سے زیادتی کا اعتبار کیا جائے گا. (تبیین) نماز میں قرآن کی کسی سورۃ کو متعین کر لینا مکروہ ہے طحاوی اور اسبیجابی نے کہا ہے یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس کے نزدیک متعینہ سورت کا پڑھنا اس قدر یقینی اور واجب ہو کہ اس کے علاوہ دوسری سورت کا پڑھنا ناجائز یا مکروہ خیال کرے لیکن اگر سہولت کے لیئے کوئی صورت متعین کر لی ہے یا کسی سورت کو تبرکاً اس لیئے پڑھتا ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے لیکن اس میں بھی شرط یہ ہے کہ کبھی کبھار دوسری سورتیں بھی پڑھ لیا کرے، تاکہ کوئی جاہل یہ خیال نہ کر بیٹھے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسری سورت جائز ہی نہیں ہے. (تبیین) فرض کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے علاوہ پوری سورۃ پڑھنا افضل ہے اور اگر عاجز ہے تو دونوں رکعتوں میں ایک سورت پوری کرے (خلاصہ) اگر ایک سورت میں سے کچھ ایک رکعت میں اور کچھ دوسری رکعت میں پڑھا بعضوں نے کہا ہے مکروہ ہے اور بعض فرماتے ہیں مکروہ نہیں ہے. یہی صحیح ہے (ظہیریہ) لیکن اس طرح نہ پڑھی اور اگر اس طرح پڑھا کوئی مضائقہ نہیں ہے (خلاصہ) اگر ایک رکعت میں سورۃ کے درمیان سے یا آخر سے پڑھا اور دوسری رکعت میں دوسری سورۃ کے درمیان یا آخر سے پڑھا ظاہر روایت کے مطابق ایسا نہ کرنا چاہیئے اور اگر اس طرح کیا کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے (ذخیرہ) حجۃ میں ہے ایک رکعت میں کسی سورۃ کے آخر سے پڑھا اور دوسری رکعت میں چھوٹی سی سورۃ پڑھی جیسے ایک رکعت میں آمن الرسول الخ والا رکوع پڑھا اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھی. مکروہ نہیں ہے (تاتارخانیہ) دونوں رکعتوں میں سورۃ کا آخری حصہ پڑھنا کسی ایسی مکمل سورۃ کے پڑھنے سے افضل ہے جس کی بہ نسبت سورۃ کے آخری حصہ میں زیادہ آیتیں ہوں، اور اگر سورۃ میں زیادہ آیتیں ہیں اس کا پڑھنا افضل ہے (ذخیرہ) ایک طویل آیت جیسے آیت مدائنہ یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا چاہیئے اس کی اولویت میں بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے اگر تین چھوٹی آیتیں قرآن شریف کی چھوٹی سی چھوٹی سورۃ کے برابر ہو جائیں تو ان کا پڑھنا افضل ہے (تاتارخانیہ). ایک رکعت میں ایسی دو صورتیں پڑھنا جن کے درمیان کئی سورتوں کا یا ایک سورۃ کا فاصلہ ہو مکروہ ہے اور اگر دو رکعتوں میں ایسی دو صورتیں پڑھیں جن کے درمیان کئی سورتوں کا فصل ہے مکروہ نہیں ہے اور اگر ایک سورۃ کا فصل ہے بعضوں نے کہا ہے مکروہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے اگر لمبی سورۃ ہے تو مکروہ نہیں ہے (محیط) جیسے دو چھوٹی سورتوں کے فصل میں کراہت نہیں ہے (خلاصہ) بعضوں نے کہا ہے کسی حالت میں

بھی کراہت نہیں ہے، اگر ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت میں یا اسی رکعت میں اس سے اوپر کی آیت پڑھی مکروہ ہے اسی طرح ایک رکعت میں ایک آیت پڑھی اور دوسری رکعت میں یا اسی رکعت میں اس سے اوپر کی آیت پڑھی مکروہ ہے، اگر ایک رکعت میں یا دو رکعتوں میں دو ایسی آیتیں پڑھے جن کے درمیان ایک یا کئی آیتوں کا فصل ہے ان کا وہی حکم ہے جو سورتوں کا ذکر کیا جاچکا ہے (محیط) احکامات کی یہ تفصیل "فرائض" میں ہے۔ سنتوں میں یہ چیزیں مکروہ نہیں ہیں (محیط) اگر ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت میں ایسی سورۃ پڑھی کہ ان دونوں میں ایک سورۃ کا فصل ہے یا اس سے اوپر کی سورۃ پڑھی مختار یہ ہے کہ اسی طرح پڑھتا رہے اور نہ چھوڑے (ذخیرہ) ایک سورۃ شروع کی ایک یا دو آیتیں پڑھنے کے بعد دوسری سورت شروع کرنے کا ارادہ کیا یہ مکروہ ہے، یہی حکم اس صورت میں ہے جب ایک آیت سے کم پڑھی ہے اگرچہ آیت میں ایک ہی حرف کم ہو، اگر رکوع کے لیے تکبیر کہی اور اسی قرارت میں زیادتی کرنی چاہی اور رکوع نہیں کیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (خلاصہ) اگر نماز میں صرف الحمد شریف پڑھی یا الحمد کے ساتھ ایک دو آیتیں پڑھیں یہ مکروہ ہے (محیط) جو شخص نماز میں قرآن شریف پورا کرے، وہ ایک رکعت میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر رکوع کرے اور دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر الحمد شریف کے بعد سورۂ بقرہ کی کچھ آیتیں تلاوت کرے (خلاصہ) حجۃ میں ہے قرآن شریف ساتوں قرارت اور تمام روایات کے ساتھ پڑھنا جائز ہے لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ عجیب قرارتیں اماموں کے ساتھ اور غریب روایات کی قرارت نہ کرے (تاتارخانیہ) بیٹھ کر نفل نماز شروع کی جب رکوع کا ارادہ کیا کھڑا ہو گیا اور رکوع کیا افضل یہ ہے کہ جب کھڑا ہوا ہے تو قرآن کی کچھ آیات بھی پڑھے اور اگر نہ پڑھیں اور سیدھا کھڑے ہو کر رکوع کرلیا جائز ہے اور اگر سیدھا کھڑے نہ ہونے پایا تھا کہ رکوع کرلیا نماز جائز نہ ہوگی (خلاصہ)

پانچویں فصل ــــ قاری کی لغزشوں کا بیان[1]

ایک کلمے کے حرف کو دوسرے کلمے کے حرف سے ملانا

اگر کلمہ کے کسی حرف کو دوسرے کلمہ کے کسی حرف سے ملا دیا مثلاً ایاک نعبد اس طرح پڑھا کہ کاف نون سے مل گیا یا غیر المغضوب علیہم کی قرارت اس طرح کی

---

[1] قاری کی لغزش مختلف نوعیتوں کی ہوتی ہے اور اس کی جزئیات میں نہایت توسع ہے اس بنا پر یہاں چند اصول ذکر کیے جاتے ہیں جن سے ہر قسم کی غلطی کا حکم معلوم ہو سکتا ہے غلطی یا اعراب میں ہو گی مثلاً زبر زیر پیش سکون میں اور اسی کے حکم میں داخل ہے مشدد لفظ کو تخفیف سے پڑھنا یا تخفیف والے لفظ کو مشدد پڑھنا اور مد والے لفظ کو قصر سے پڑھنا یا قصر والے لفظ کو مد سے پڑھنا، یا غلطی حروف میں ہو گی یعنی ایک حرف کی جگہ دوسرے کو ذکر کرنا یا کسی حرف کا زیادہ کرنا، کم کرنا یا مقدم و مؤخر کرنا، یا غلطی کلمات میں ہو گی مثلاً ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ ذکر کرنا یا کسی کلمہ کا زیادہ کرنا یا کم کرنا یا مقدم و مؤخر کرنا یا غلطی جملہ میں ہو گی اس طرح یعنی ایک جملہ کی جگہ دوسرا ذکر کرنا، ایک جملہ کو زیادہ کرنا، کم کرنا، یا مقدم و مؤخر کرنا ان تمام صورتوں میں حضرات متقدمین کا اصول یہ ہے کہ جس غلطی سے ایسے معنی بگڑ جائیں کہ ان کا اعتقاد کفر ہو تو اس قسم کی غلطی سے نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر غلطی سے معنی ایسے نہیں بگڑتے جن کا اعتقاد کفر ہو لیکن معنی میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو جائے جیسے ھذا الغراب، ھذا الغبار پڑھ دیا یا بالکل بے معنی لفظ ہو جائے جیسے سرائر کی جگہ سرائل پڑھ دیا تو اس صورت میں بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر غلطی سے معنی میں نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوئی اگرچہ مطلب سے معنی بعید ہو گئے تو دیکھنا چاہیے کہ ایسا لفظ قرآن میں موجود ہے یا نہیں اگر موجود نہیں ہے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر وہ لفظ قرآن میں موجود ہے تو طرفین کے نزدیک نماز فاسد ہو گی اور حضرت امام ابو یوسف ...... رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہو گی اسی پر فتویٰ ہے (باقی بر ۵۱)

کہ با، عین سے مل گئی یا سمع اللّٰہ لمن حمدہ اس طرح پڑھا کہ اللّٰہ کی ہا، لام سے مل گئی۔ صحیح یہ ہے کہ اگرچہ عمداً پڑھے نماز فاسد نہ ہوگی (خلاصہ)

ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کا ذکر کرنا

اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ذکر کیا اور معنی نہ بدلے مثلاً ان المسلمین کی جگہ ان المسلمون اور ان الظالمین کی جگہ ان الظالمون پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل گئے اور وہ دونوں ایسے حرف تھے جن میں فصل آسانی کے ساتھ ممکن تھا جیسے طا، اور صاد اور صالحات کی جگہ طالحات پڑھا سب کے نزدیک نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر دونوں حرف ایسے تھے جن میں مشقت کے بغیر فصل ممکن نہ تھا جیسے ظا اور ضاد، صاد اور سین، طا اور تا اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اور اکثر مشائخ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ امام ابوالحسن اور قاضی امام ابو عاصم نے کہا ہے اگر عمداً ایسا کرے گا اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر اتفاقاً اس کی زبان سے نکل گیا یا ان میں تمیز نہیں کرسکتا نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی سب اقوال میں درست اور مختار ہے (وجیز مصنفہ کردری) جو شخص اچھی طرح حروف ادا نہیں کرتا اسے کوشش کرنی چاہیئے اور اس میں معذور نہ ہوگا۔ بعض حروف اگر اس کی زبان پر جاری نہیں ہوتے اور اسے کوئی ایسی آیت نہیں ملی جس میں یہ حروف نہ ہوں اس کی نماز سب کے نزدیک جائز ہوگی، اگر وہی آیت پڑھتا ہے جس میں یہ حروف ہیں بعضوں نے کہا ہے اس کی نماز جائز نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) یہی صحیح ہے (محیط)

حرف کا حذف کردینا

اگر کوئی حرف ایجاز[1] و ترخیم کے ماتحت حذف ہوا ہے اور اس کی شرائط موجود ہیں مثلاً اس طرح پڑھا وَنَادَوا یا مالُ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایجاز و ترخیم کے ماتحت حذف نہیں ہوا اور معنی نہیں بدلے جیسے ولقد جاءہم رسلنا بالبینات پڑھا اور تا چھوڑدی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل گئے جیسے فمالہم لایؤمنون کی جگہ فمالہم یؤمنون پڑھ دے عامہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد ہوجائے گی (محیط) عتابیہ میں ہے کہ یہی اصح ہے (تاتارخانیہ) اور مثلاً وہم لایظلمون افرأیت کو لایظلمون فرأیت پڑھا اور افرأیت کا الف حذف کردیا اور یظلمون کے نون کو افرأیت کی فا سے ملادیا یا لایحسبون انہم یحسنون صنعا کو یحسبون نہم یحسنون صنعا پڑھا اور انہم کا الف حذف کرکے دونوں کا نون ملادیا نماز فاسد نہ ہوگی (ذخیرہ)۔

حرف کا اضافہ کرنا

اگر کوئی حرف بڑھا دیا اور معنی نہیں بدلے مثلاً وانہ عن المنکر کو وانہی عن المنکر پڑھا عامہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی (خلاصہ) اسی طرح اگر ہم الذین کفروا کو اس طرح پڑھا کہ ہم کے میم پر جزم اور الذین کے الف محذوف کو ظاہر کیا نماز فاسد نہ ہوگی، اسی طرح اگر ماخلق الذکر والانثی کو اس طرح پڑھا کہ الف محذوف اور لام مدغم کو ظاہر کیا نماز فاسد نہ ہوگی۔ (محیط) اگر معنی بدل جائیں جیسے زرابی کو زرابیب پڑھا یا مثانی کو مثانین پڑھا یا الذکر والانثی ان سعیکم لشتّیٰ میں وان سعیکم پڑھا اور واؤ کا اضافہ کردیا یا والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین میں وانک لمن المرسلین پڑھا اور واؤ کا اضافہ کردیا نماز فاسد ہوجائے گی (خلاصہ)۔

ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ ذکر کرنا

ایک کلمہ چھوڑ کر اس کی جگہ دوسرا کلمہ بڑھا دیا اور جو کلمہ پڑھا ہے وہ اُس کلمہ سے معنی کے لحاظ سے قریب ہے اور وہ قرآن شریف میں دوسری جگہ موجود ہے جیسے علیم کی جگہ حکیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰) اور اگر غلطی سے معنی نہ بگڑیں اور وہ لفظ قرآن شریف میں موجود نہیں ہے تو طرفین رحمہم اللہ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی (مترجم)

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) [1] کلمہ سے کسی حرف کو حذف کردینا خواہ ابتداء سے ہو یا وسط سے یا آخر سے ایجاز کہلاتا ہے اور آخر سے کسی حرف کے حذف کردینے کو ترخیم کہتے ہیں

پڑھ دیا نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر یہ کلمہ قرآن شریف میں موجود نہیں ہے لیکن معنیٰ کے لحاظ سے اس سے قریب ہے جیسے توّابین کی جگہ تیّابین پڑھ دیا امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے نماز فاسد ہوجائے گی۔ اگر یہ کلمہ قرآن شریف میں نہیں ہے اور نہ دونوں کلمے معنیٰ ہی کے لحاظ سے قریب ہیں نیز وہ کلمہ تسبیح، تحمید یا ذکر کی قسم سے بھی نہیں ہے۔ بلاخلاف نماز فاسد ہوجائے گی، اور اگر یہ کلمہ قرآن شریف میں تو موجود ہے لیکن دونوں کلمے معنیٰ کے لحاظ سے قریب نہیں ہیں جیسے انا کنا فاعلین میں فاعلین کے بجائے غافلین پڑھ دیا اور اسی طرح ایسا کلمہ پڑھ دیا جس کے اعتقاد سے کفر لازم آجاتا ہے عامّہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد ہوجائے گی، اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح مذہب بھی یہی ہے (خلاصہ) اگر کسی چیز کی نسبت ایسی چیز کی طرف کردی جس کی طرف وہ منسوب نہیں ہے اور وہ چیز جس کی طرف نسبت ہے قرآن شریف میں موجود نہیں ہے جیسے مریم بنت غیلان پڑھا بلاخلاف نماز فاسد ہوگی اور اگر وہ چیز جس کی طرف نسبت ہے قرآن شریف میں موجود ہے جیسے مریم بنت لقمان یا موسیٰ ابن عیسیٰ پڑھا حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور یہی عامہ مشائخ کا مذہب ہے اگر عیسیٰ ابن لقمان پڑھا نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر موسیٰ ابن لقمان پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ عیسیٰ عؑ کے باپ نہیں اور موسیٰ کے باپ ہیں۔ ہاں اس نے نام میں ضرور غلطی کی ہے (وجیز مصنفہ کردری)۔

کلمہ کا بلاعوض اضافہ کرنا زائد کلمہ سے اگر معنیٰ بدل جائیں اور یہ کلمہ قرآن شریف میں دوسری جگہ موجود ہے مثلاً اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ کو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ پڑھا یا یہ کلمہ قرآن شریف میں موجود نہیں ہے مثلاً اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا کو اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَّجَمَالًا پڑھا بلاخلاف نماز فاسد ہوجائے گی، اور اگر معنیٰ نہیں بدلتے اور یہ کلمہ قرآن شریف میں دوسری جگہ موجود ہے مثلاً اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا کو اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا پڑھا بالاجماع نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر یہ کلمہ قرآن شریف میں موجود نہیں ہے مثلاً فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ کو فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّتُفَّاحٌ وَّرُمَّانٌ پڑھا عامہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی (محیط)

حرف یا کلمہ مکرر پڑھنا اگر ایک حرف مکرر پڑھا اور اس میں "تضعیف"[1] کا اظہار ہے مثلاً مَنْ یَّرْتَدَّ کو مَنْ یَّرْتَدِدْ پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایک حرف کی زیادتی ہوئی ہے مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو تین لاموں سے پڑھا نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر کلمہ مکرر پڑھا اور معنیٰ نہیں بدلے نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنیٰ بدل گئے مثلاً رَبِّ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یا مَالِکِ مَالِکِ یوم الدین پڑھا صحیح یہ ہے نماز فاسد ہوجائے گی (ظہیریہ)۔

تقدیم و تاخیر میں غلطی کرنا اگر ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے مقدم کردیا یا اس کو مؤخر کردیا اور معنیٰ نہیں بدلے مثلاً لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ پڑھا اور شَهِیْقٌ کو مقدم کردیا نماز فاسد نہ ہوگی (خلاصہ) اور اگر معنیٰ بدل گئے مثلاً اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ کو اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ پڑھا اکثر مشائخ کا یہ قول ہے کہ نماز فاسد ہوجائے گی، یہی صحیح ہے (ظہیریہ) اور اگر دو کلموں پر مقدم کردیا اور معنیٰ بدل گئے مثلاً اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ کو اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ فَخَافُوْهُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ پڑھا نماز فاسد ہوجائے گی، اور اگر معنیٰ نہیں بدلے مثلاً تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ وَّتَبْیَضُّ وُجُوْهٌ پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی

[1] تضعیف صرفیوں کی ایک خاص اصطلاح کا نام ہے ہر وہ کلمہ جس میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہوجائیں "مضاعف" کہلاتا ہے۔

اور اگر ایک حرف کو دوسرے حرف پر مقدم کر دیا اور معنی بدل گئے مثلاً عصف کو عفص پڑھا نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معنی نہیں بدلے مثلاً غُثَاءً اَحوٰی کو غُثَاءً اَوحٰی پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی۔ یہی مختار ہے (خلاصہ)

ایک آیت کی جگہ دوسری آیت پڑھنا اگر ایک آیت پر پورا وقف کر کے دوسری آیت پوری یا تھوڑی سی پڑھی نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ پڑھ کر اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ پڑھ دیا یا سورۂ وَالتِّیْنِ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ تک پڑھی پھر وقف کیا اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ پڑھ دیا یا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پڑھا اس کے بعد وقف کیا پھر اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اگر وقف نہ کیا اور دوسری آیت سے ملا دیا اور معنی نہیں بدلے مثلاً اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ کی جگہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَزَآءُ الْحُسْنٰی پڑھ دیا نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اگر معنی بدل جائیں...... مثلاً اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ پڑھ دیا اور اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کو خٰلِدِیْنَ فِیْهَا تک پڑھ کر اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ پڑھ دیا تمام علماء کے نزدیک نماز فاسد ہوگی اور یہی صحیح ہے (خلاصہ)۔

غیر موضع میں وقف، وصل اور ابتداء اگر ایسی جگہ وقف کیا جہاں وقف کا موقع نہیں ہے یا ایسی جگہ سے ابتداء کی جو ابتداء کا مقام نہیں ہے اور معنی میں بہت کھلا ہوا تغیر بھی نہیں ہوا مثلاً ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات پڑھ کر وقف کیا پھر اولٰئک ہم خیر البریہ سے ابتدا کی ہمارے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی (محیط)۔ اگر ایسی جگہ وصل کیا جہاں وصل کا موقع نہیں ہے مثلاً اصحاب النار پر وقف نہ کیا اور اس کو اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ سے ملا دیا نماز فاسد نہ ہوگی لیکن قبیح ہے (خلاصہ) اور اگر معنی میں کھلا ہوا تغیر ہو جائے مثلاً شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ پڑھا اور پھر وقف کیا پھر الا ھو پڑھا اکثر علماء کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور فتویٰ اس پر ہے کہ کسی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ (محیط) قاضی امام سعید نجیب ابوبکر نے کہا ہے جب قرأت سے فارغ ہو جائے اور رکوع کا ارادہ کرے اور قرأت اللہ کی تعریف پر ختم ہوئی ہے تو اللہ اکبر کا اس سے ملانا اولیٰ ہے اور اگر اللہ کی تعریف پر ختم نہیں ہوئی مثلاً اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ پڑھا وہاں اللہ اکبر کو اس سے جدا کرنا اولیٰ ہے (تاتارخانیہ)

اعراب کی غلطی اگر اعراب میں غلطی کی اور معنی نہیں بدلے مثلاً لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ میں تاء پر پیش پڑھا نماز بالاجماع فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی میں کھلا ہوا تغیر ہو گیا جیسے عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ میں آدم کے میم پر زبر اور ربہ کی باء پر پیش پڑھا یا اسی قسم کی اور غلطی کی جسکے قصد کرنے سے کفر لازم آجاتا ہے اگر بطور خطا قرأت کی گئی متقدمین کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور متاخرین میں اختلاف ہے محمد ابن مقاتل اور ابو نصر محمد بن سلام اور ابوبکر ابن سعید بلخی اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی اور ابوبکر محمد ابن فضل اور شیخ امام زاہد شمس الائمہ حلوائی کا یہ قول ہے نماز فاسد نہ ہوگی۔ متقدمین کے قول میں زیادہ احتیاط ہے اس لیے کہ اس کے عمداً پڑھنے سے کفر لازم آجاتا ہے اور جس کے پڑھنے سے کفر لازم آجاتا ہو وہ قرآن شریف میں نہیں ہے۔ اور متاخرین کے قول میں آسانی اور سہولت زیادہ ہے اس لیے کہ اکثر آدمی ایک اعراب کو دوسرے اعراب سے ممتاز نہیں کر پاتے (فتاویٰ قاضی خاں)

یہی اشبہ ہے (محیط) اسی پر فتویٰ ہے (عتابیہ) اور یہی "ظہیریہ" میں لکھا ہے۔

تشدید اور مد چھوڑ دینا ۱

اگر تشدید اور مد کو اپنی جگہ پر چھوڑ دیا مثلاً اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں تشدید نہ پڑھی یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں بار بر تشدید نہ پڑھی مختار یہ ہے نماز فاسد نہ ہوگی اور ہر جگہ یہی حکم ہے عامہ مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی اور مد چھوڑنے میں اگر معنی نہیں بدلتے مثلاً اُولٰئِکَ بغیر مد کے پڑھا یا اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ کا مد چھوڑ دیا نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل جائیں مثلاً سَوَاءٌ عَلَیْہِمْ میں مد چھوڑ دیا یا دعاء اور نداء میں مد نہ پڑھا مختار یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی جس طرح تشدید کے چھوڑنے میں نماز فاسد نہیں ہوتی (خلاصہ) اگر وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ میں تشدید پڑھی، بعض نے کہا ہے نماز فاسد نہ ہوگی، اسی پر فتویٰ ہے (عتابیہ)

ادغام اور ترک ادغام ۲

اگر ایسی جگہ ادغام کیا جہاں کسی نے ادغام نہیں کیا اور اس ادغام سے عبارت بگڑ جاتی ہے اور کلمہ کے معنی سمجھ میں نہیں آتے مثلاً قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ میں غین کا لام میں ادغام کیا نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر ایسی جگہ ادغام کیا جہاں کسی نے ادغام نہیں کیا ہے لیکن اس سے کلمہ کے معنی نہیں بدلتے اور وہی معنی سمجھ میں آتے ہیں جو ادغام کے بغیر سمجھے جاتے تھے مثلاً قُلْ سِیْرُوْا پڑھا اور لام کا سین میں ادغام کر دیا نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایسی جگہ ادغام نہیں کیا مثلاً اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ پڑھا اور ادغام چھوڑ دیا نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ عبارت بگڑ جائے گی (محیط)

امالہ کرنا ۳

ایسی جگہ امالہ کیا جہاں امالہ کا موقع نہیں ہے مثلاً بسم اللہ امالہ سے پڑھی یا مالک یوم الدین کی قرارت امالہ کے ساتھ کی اور اسی طرح بے موقع امالہ کیا نماز فاسد نہ ہوگی (محیط)

مصحفِ عثمانی کی قرارت ترک کرنا

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جس مصحف کو جمع کیا ہے اگر اس مصحف سے قرارت نہیں کی اور اس کے معنی ادا نہیں ہوئے اور وہ دعاء اور ثنا نہیں ہے بعض مشائخ نے ذکر کیا ہے بالاتفاق نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر اس سے معنی ادا ہوتے ہیں حضرت امام اعظم اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس مسئلہ میں صحیح جواب یہ ہے اگر حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ کے مصحف سے قرارت کی وہ نماز کی قرارت میں شمار نہ ہوگی لیکن اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ یہاں تک اگر اس کے ساتھ مشہور قرآن سے اس قدر قرارت کی جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے اس کی نماز جائز ہو جائے گی۔ (محیط)

پورا کلمہ نہ پڑھنا

اگر ایک کلمہ کے کچھ حروف پڑھے اور پورا کلمہ نہ پڑھ سکا اس وجہ سے کہ اس کا سانس ٹوٹ گیا تھا یا باقی کلمہ بھول گیا تھا بعد میں یاد آیا تو پڑھ دیا مثلاً الحمد للہ پڑھنے کا ارادہ کیا اور اَل پر سانس ٹوٹ گیا یا باقی کلمہ بھول گیا تھا پھر یاد آیا اور حمد للہ پڑھا یا باقی کلمہ ذکر نہیں کیا مثلاً الحمد اور سورۃ پڑھنے کا ارادہ کیا تھا اور الحمد پڑھنا بھول گیا پھر پڑھنے کا ارادہ کیا اور جب اَل کہا اسے خیال آیا کہ میں پڑھ چکا ہوں اور قرارت ترک کر کے رکوع کر لیا یا تھوڑا

---

۱ کسی حرف کے مکرر پڑھنے کو تشدید کہتے ہیں اور مد کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو کھینچنا اور دراز کرنا اور اصطلاح میں اس کے معنی ہیں حرف مد یا لین میں آواز کو دراز کرنا۔ ۲ ادغام کے معنی ہیں ایک شی کو دوسری شی میں داخل کرنا اور اصطلاح میں اس کے معنی ہیں پہلے حرف کو دوسرے کا مثل بنا کر اس میں داخل کر دینا ۳ امالہ کے لغوی معنی مائل کرنا اور جھکانا ہیں اور اصطلاح میں الف کو مائل بیا اور فتحہ کو مائل بکسرہ کرنے کے آتے ہیں۔ مترجم

سا کلمہ پڑھا اور اس کو چھوڑ کر دوسرا کلمہ شروع کر دیا پس ان سب صورتوں میں اور اسی طرح کی دیگر صورتوں میں بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔ شمس الائمہ حلوائی اسی پر فتویٰ دیتے تھے، بعض مشائخ کا یہ قول ہے اگر ایسا کلمہ تھوڑا سا پڑھا جس کے کل پڑھنے میں نماز فاسد ہو جاتی ہے تو بعض حروف کے پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ایسا کلمہ تھوڑا سا پڑھا جس کے کل پڑھنے میں نماز فاسد نہیں ہوتی تو بعض حروف کے پڑھنے سے بھی نماز فاسد نہ ہوگی (ذخیرہ)

جو حکم کل کلمہ کا ہے وہی بعض کلمہ کا حکم ہے۔ یہی صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں)۔ بعض مشائخ نے کہا ہے اگر جزکلمہ کے معنی بھی لغوی اعتبار سے کچھ درست ہو سکتے ہیں اور لغو نہیں ہیں اور قرآن کے معنی بھی نہیں بدلتے تو نماز فاسد نہ ہونی چاہیئے اور اگر جزکلمہ کے کچھ معنی نہیں ہیں، لغو ہوں یا نہ ہوں لیکن اس سے قرآن کے معنی بدل جاتے ہیں، نماز فاسد ہو جائے گی اور اکثر مشائخ کا مذہب یہ ہے نماز فاسد نہ ہوگی، اس لیئے کہ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے بچنا ممکن نہیں ہے، ان کا وہی حکم ہوگا جو نماز میں کھنکارنے کا ہے (ذخیرہ، محیط) اگر کلمہ کے بعض حروف آہستہ پڑھے صحیح یہ ہے نماز فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ ایسی صورت اکثر واقع ہو جایا کرتی ہے (محیط)

نماز میں لحن کے ساتھ قرآن پڑھا اور کلمہ بدل گیا نماز فاسد ہو جائے گی، اگر مد اور لینؔ[1] کے حروف میں لحن کیا نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اگر بہت کھلا ہوا لحن کیا نماز فاسد ہو جائے گی۔ نماز کے علاوہ قرآن لحن سے پڑھا اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اکثر مشائخ نے اس کو مکروہ بتایا ہے (خلاصہ) یہی صحیح ہے (وجیز کردری) اس کا سننا بھی مکروہ ہے (خلاصہ) ابوالقاسم صفار بخاری نے نقل کیا ہے اگر اس طرح نماز ادا کی جس میں بعض وجہ جواز کی ہیں اور بعض وجہ فساد کی۔ احتیاطاً فساد کا حکم کیا جائے گا لیکن قرارت کے مسئلہ میں جواز کا حکم کیا جائے گا اس لیئے کہ اس کی غلطیوں میں تمام لوگ مبتلا ہیں (ظہیریہ)

اسماء باری میں تانیث

اگر کسی نے نماز میں هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ میں یاتیہم کو تَاتِیَہُم تا سے پڑھا، محمد بن علی بن محمد ادیب نے کہا نماز فاسد ہو جائے گی اس لیئے کہ اللہ کے ناموں میں تانیث داخل کرنا جائز نہیں ہے جس طرح لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ میں اور اسی طرح دیگر صفاتِ الٰہی میں تانیث داخل کرنا جائز نہیں ہے، اور شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے کہا ہے نماز فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ یہ غیر اللہ کا فعل ہے، بعض مشائخ نے اسی کو صحیح کہا ہے (محیط، ذخیرہ)۔ فوائد میں ہے اگر کسی نے نماز میں کھلی ہوئی خطا کی پھر لوٹا کر صحیح پڑھ دیا میرے نزدیک اس کی نماز جائز ہے اعراب کی غلطی کا یہی حکم ہے۔ اگر کسی نے پیش کی جگہ زبر پڑھا یا زبر کی جگہ پیش پڑھا یا زبر و پیش کی جگہ زیر پڑھا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

(پانچواں باب) **امامت کا بیان** (سات فصلیں)

پہلی فصل — جماعت کا بیان

جماعت سنت مؤکدہ ہے (متون، خلاصہ، محیط سرخسی) غایۃ میں ہے ہمارے مشائخ نے اس کو واجب کہا ہے، مفید میں ہے

[1] حروف مد اور لین حروف علت یعنی واؤ الف یائی کو کہتے ہیں بشرطیکہ ان کے ماقبل کی حرکت ان ہی کی جنس سے ہو۔ (مترجم)

جماعت کو سنت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے، بدائع میں ہے ایسے مردوں پر جو عاقل، بالغ، آزاد ہیں اور بلاحرج جماعت پر قادر ہیں ان پر جماعت واجب ہے اگر جماعت فوت ہوجائے تو ہمارے اصحاب کا بلاخلاف یہ قول ہے کہ دوسری مسجد میں اس کی طلب واجب نہیں لیکن اگر دوسری مسجد میں جماعت کے لیئے چلا جائے تو بہتر ہے، اگر اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھے بہتر ہے۔ قدوری نے ذکر کیا ہے کہ اپنے گھر کے لوگوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ نماز پڑھے۔ شمس الائمۃ نے کہا ہے ہمارے زمانہ میں اولیٰ یہ ہے اگر اپنے محلہ کی مسجد کے اندر داخل نہیں ہوا کسی اور جگہ جماعت تلاش کرے اور اگر داخل ہوگیا ہے تو وہیں نماز پڑھ لے۔ جماعت مختلف عذروں سے ساقط ہوجاتی ہے یہاں تک کہ جماعت بیمار، لنگڑے اپاہج اور وہ شخص جس کا دایاں ہاتھ بایاں پیر یا اس کے برعکس کٹے ہوئے ہیں یا فقط پیر کٹے ہوئے ہیں یا فالج کی بنا پر چلنے سے معذور ہے یا زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے چلنے سے عاجز ہے یا نابینا ہے، ان تمام صورتوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر جماعت واجب نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ بارش، کیچڑ، زیادہ سردی اور گھٹا ٹوپ تاریکی میں بھی جماعت ساقط ہوجاتی ہے۔ (تبیین)۔

اندھیری رات میں تیز ہوا سے بھی ساقط ہوجاتی ہے۔ دن میں ہوا عذر نہیں ہے، اسی طرح پیشاب پاخانہ یا ان میں سے ایک کی حاجت ہو جماعت ساقط ہوجاتی ہے۔ اگر یہ اندیشہ ہے کہ جماعت کے لیئے نکلے گا تو اس کا قرض خواہ اسے گرفتار کرلیگا یا سفر کا ارادہ ہے اور جماعت کھڑی ہوگئی اور اسے اندیشہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھے گا تو قافلہ چھوٹ جائے گا، اسی طرح کسی بیمار کی تیمارداری میں مصروف ہے یا اپنے مال کے ضیاع کا اندیشہ ہے، اسی طرح شام کا کھانا حاضر ہے اور جماعت کھڑی ہوگئی اور اس کا نفس کھانے کی طرف راغب ہے اسی طرح کھانا عشا کے وقت کے علاوہ حاضر ہے اور اس کا نفس اس کی طرف راغب ہے ان تمام صورتوں میں جماعت ساقط ہوجاتی ہے (سراج الوہاج)۔

اگر محلہ کی مسجد میں امام متعین ہے اور لوگ مصروف ہیں اور ان لوگوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو اذان کے ساتھ دوسری نماز اس مسجد میں جماعت کے ساتھ جائز نہیں ہے، اور اگر بغیر اذان کے پڑھیں بالاجماع مباح ہے، راستہ کی مسجد کا یہی حکم ہے (شرح مجمع) جمعہ کے علاوہ دیگر نمازوں میں ایک سے زیادہ مرد ہوں تو جماعت ہے اگرچہ ساتھ ایک سمجھدار لڑکا ہی (سراجیہ) لوگوں کو بلا بلا کر نفل کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے اور صدر الشہید کی اصل میں ہے اگر اذان و اقامت کے بغیر مسجد کے مختلف گوشوں میں جماعت سے نماز پڑھی مکروہ نہیں ہے۔ شمس الائمۃ حلوائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اگر امام کے علاوہ تین آدمی ہوں بالاتفاق مکروہ نہیں ہے۔ چار میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ مکروہ ہے (خلاصہ)

دوسری فصل —— امامت[1] کا زیادہ حقدار کون ہے

امامت کے لیئے وہ شخص سب سے زیادہ اولیٰ ہے جو نماز کے احکام سے زیادہ واقف ہو (مضمرات) یہی ظاہر ہے (بحرالرائق)

---

[1] امامت کی دو قسمیں ہیں کبریٰ و صغریٰ۔ امامت کبریٰ کی تعریف یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بن کر لوگوں کی دینی و دنیوی مصالح کی حفاظت اور ان کا بندوبست کرنا اور صغریٰ کی تعریف یہ ہے کہ مقتدی کی نماز کا امام کی نماز سے چند شرائط کے ساتھ وابستہ ہونا، یہاں پر امامت کی یہی قسم مراد ہے۔ (مترجم)

یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ قرات سے اس قدر واقف ہو جس سے قرات کی سنت ادا ہو جائے (تبیین) دین کے بارے میں مطعون نہ ہو (کفایہ، نہایہ) ظاہری گناہوں سے بچتا ہو اگرچہ اس کے علاوہ اس سے زیادہ کوئی اور پرہیزگار ہو۔ (محیط، زاہدی) ایک شخص کو نماز کا علم کامل ہے لیکن اس کے سوا دیگر علوم سے ناواقف ہے یہی زیادہ مستحق ہے (خلاصہ) اگر نماز کے احکام برابر جانتے ہیں تو جو شخص علم قرات سے زیادہ واقف ہے یعنی وقف کی جگہ وقف، وصل کی جگہ وصل، تشدید کی جگہ تشدید اور تخفیف کی جگہ تخفیف کرے وہ زیادہ مستحق ہے[1] (کفایہ) اگر قرات کے علم میں بھی سب یکساں ہیں جو ان میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو وہ اولیٰ ہے اور اگر تقویٰ میں بھی سب برابر ہیں تو جو ان میں عمر میں سب سے زیادہ ہے وہ اولیٰ ہے[2] (ہدایہ) اگر عمر میں بھی سب برابر ہیں تو جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو وہ اولیٰ ہے اور اگر اس میں بھی سب برابر ہیں تو جو ان میں زیادہ خوب صورت ہے وہ اولیٰ ہے (فتح القدیر) خوب صورتی سے مراد وہ نورانیت ہے جو رات میں زیادہ نماز پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے (کافی) اور اگر اس میں بھی سب برابر ہیں تو وہ شخص زیادہ مستحق ہے جو سب سے زیادہ شریف نسب والا ہے (فتح القدیر)

جو شخص سب سے زیادہ کامل ہوگا وہی سب سے زیادہ مستحق ہوگا۔ اس لیے کہ مقصود کثرتِ جماعت ہے اور لوگوں کی رغبت ایسے شخص میں زیادہ ہوتی ہے، (تبیین) ساری خصلتیں اگر جمع ہو جائیں تو ان میں قرعہ ڈالا جائے یا قوم کے اعتبار پر چھوڑ دیں، اگر کسی گھر میں مہمان ہوں اور جماعت کریں تو گھر والا امامت کے لیے سب سے اولیٰ ہے لیکن اگر ان میں بادشاہ یا قاضی ہے اور گھر والا ان میں سے کسی کو تعظیماً بڑھا دے تو افضل ہے اور اگر ان میں سے کوئی خود ہی آگے بڑھ جائے جائز ہے، اگر کسی گھر میں کرایہ دار بھی ہے اور مالک مکان بھی تو جماعت کی اجازت دینے کا حق کرایہ دار کو ہے اور اجازت اس سے طلب کی جائے گی (تاتارخانیہ) اسی طرح کسی شخص نے مکان مستعار لیا ہے تو مستعار دینے والے سے مستعار لینے والا اولیٰ ہے (سراج الوہاج)

مسجد میں ایسا شخص داخل ہوا جو امامت کی صفات میں امام محلہ کے اعتبار سے زیادہ کامل ہے تو محلہ کا امام اولیٰ ہے (قنیہ) گونگا اگر گونگوں کا امام ہے سب کی نماز جائز ہے، گونگے نے اُمّی کی امامت کی، بعض مواضع میں لکھا ہے ہمارے علماء کے نزدیک یہ جائز نہیں اور شیخ الاسلام نے کتاب الصلوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے گونگا اور امی اگر نماز پڑھنا چاہیں تو امی امامت کے لیے اولیٰ ہے امی نے گونگے کی امامت کی بلاخلاف دونوں کی نماز جائز ہوگی (تاتارخانیہ)

منیۃ المصلی میں لکھا ہے صرف جنابت سے تیمم کرنے والا اس شخص سے اولیٰ ہے جس نے حدث سے تیمم کیا ہو (نہر الفائق) مسجد میں کچھ لوگ اندر ہیں اور کچھ باہر مؤذن نے تکبیر کہی باہر بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور ان کا امام بن گیا اور اندر بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور ان کا امام بن گیا جس شخص نے پہلے نماز شروع کر دی اس کے اور مقتدیوں کے حق میں کراہت نہیں ہے (خلاصہ) دو شخص فقہ اور نیکی میں برابر ہیں لیکن ان میں ایک علم قرات میں زیادہ ہے اور مسجد والوں نے دوسرے کو امام بنایا تو برا کیا اور اگر بعض نے قاری کو اور بعض نے دوسرے شخص کو پسند کیا تو اکثر کا اعتبار ہے (سراج الوہاج) اگر محلہ میں امامت کے لائق ایک ہی شخص ہے اس پر امامت لازم نہیں ہے وہ امامت کے چھوڑنے سے گنہ گار نہ ہوگا (قنیہ)۔

---

[1] اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُهُمْ قوم کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں کا سب سے عمدہ قاری ہے۔ [2] اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ملیکہ کے دونوں لڑکوں سے فرمایا ولیؤمکما اکبرکما سناً۔ تم دونوں میں سے وہ امام بنے جو تم میں عمر کے لحاظ سے بڑا ہے۔

تیسری فصل ــــــ امامت کے لائق کون ہے؟

مرغینانی نے کہا صاحب ہویٰ اور صاحب بدعت کے پیچھے نماز جائز ہے، رافضی، جہمی، قدری، مشبہ اور اس شخص کے پیچھے جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہے نماز جائز نہیں، اور حاصل یہ ہے اگر "دینی خرابی" ایسی ہے جس سے کافر نہیں ہوتا تو کراہت کے ساتھ نماز جائز ہے ورنہ نماز جائز نہیں ہے (تبیین. خلاصہ) یہی صحیح ہے (بدائع)

ایک شخص معراج کا منکر ہے دیکھیں گے اگر "اسراء" یعنی مکہ سے بیت المقدس تک جانے کا انکار کرتا ہے کافر ہے اور اگر بیت المقدس سے آگے معراج کا منکر ہے کافر نہ ہوگا۔ ایک شخص نے بدعتی یا فاسق کے پیچھے نماز پڑھی اس کو جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن اس قدر ثواب حاصل نہ ہوگا جو متقی کے پیچھے نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے (خلاصہ) شافعی المذہب کی اقتداء جائز ہے جبکہ امام اختلافی مقامات سے بچتا ہو مثلاً غیر سبیلین سے نجس چیز نکلے یا فصد کھلوائے تو وضو کرلے، اور قبلہ سے بہت زیادہ منحرف نہ ہوتا ہو (نہایہ، کفایہ، باب الوتر) اس میں شک نہیں اگر مواضع غروب سے منحرف ہوجائے تو قبلہ سے ہٹا ہوا شمار کیا جائے گا (فتاویٰ قاضی خان)

امام متعصب نہ ہو اپنے ایمان میں شک نہ رکھے، ٹھہرے ہوئے تھوڑے پانی سے وضو نہ کرے، منی لگ جائے تو اپنے کپڑے دھوئے خشک منی کھرچ ڈالے۔ وتر کو قطع نہ کرے، قضا نمازوں میں ترتیب کا لحاظ رکھے، چوتھائی سر کا مسح کرے (نہایہ۔ کفایہ باب الوتر)۔ تھوڑے پانی میں اگر نجاست گر جائے اس سے وضو نہ کرے (فتاویٰ قاضی خاں) مستعمل پانی سے وضو نہ کرے (سراجیہ) امام تمرتاشی نے شیخ الاسلام خواہر زادہ سے نقل کیا ہے اگر شافعی امام کے بارے میں یہ چیزیں یقینی طور پر معلوم نہ ہوں اس کی اقتداء کراہت کے ساتھ جائز ہے (کفایہ، نہایہ) مقتدی امام کے بارے میں ایسی چیزیں جانتا ہے جن سے امام کے نزدیک نماز فاسد ہوجاتی ہے جیسے عورت یا ذکر کا چھونا اور امام کو اس کی اطلاع نہیں ہے اکثر فقہاء کے نزدیک مقتدی کی نماز جائز ہوگی اور بعض کے نزدیک جائز نہ ہوگی پہلا قول اصح ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مقتدی کی رائے کے بموجب امام کی نماز جائز ہے اور اس کے حق میں اپنی ہی رائے معتبر ہے اس لیے جواز کا قول معتبر ہے (تبیین)

فضلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے حنفی کی اقتداء وتر میں اس شخص کے پیچھے جس کی رائے امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے موافق ہو جائز ہے (خلاصہ) تیمم کرنے والے نے وضو کرنے والوں کی امامت کی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے (ہدایہ) شیخ الاسلام نے یہ اختلاف اس صورت میں ذکر کیا ہے جب وضو کرنے والوں کے پاس پانی نہ ہو اور اگر ان کے پاس پانی ہے تو تیمم کرنے والا وضو کرنے والوں کی امامت نہ کرے (نہایہ) وضو کرنے والے کی اقتدار تیمم کرنے والے کے پیچھے جنازہ کی نماز میں بلا اختلاف جائز ہے (خلاصہ) دونوں کا عذر اگر ایک ہے تو ایک معذور کی اقتداء دوسرے معذور کے پیچھے جائز ہے اور اگر عذر مختلف ہیں تو ایک معذور کی اقتدا دوسرے معذور کے پیچھے جائز نہیں ہے (تبیین) پس انفلات ریح والے مریض کی اقتداء سلسل البول والے مریض کے پیچھے جائز نہیں ہے۔ (بحرالرائق)

اسی طرح سلسل البول والے مریض کی اقتدار انفلاتِ ریح والے مریض کے پیچھے یا اس شخص کے پیچھے جس کا زخم اچھا ہونے میں نہیں آتا جائز نہیں ہے اس لیے کہ امام میں دو اور مقتدی میں ایک عذر ہے (جوہرہ نیرہ) پاک شخص سلسل البول والے مریض کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور نہ پاک عورتیں اس عورت کے پیچھے نماز پڑھیں جس کو استحاضہ کی بیماری ہے یہ حکم اس صورت میں ہے جب وضو کرتے ہوئے یا وضو

کے بعد حدث ہو جائے (زاہدی)

پیر دھونے والے کی اقتداء موزوں یا جبیرہ پر مسح کرنے والے کے پیچھے جائز ہے، جس شخص نے فصد لگوائی ہے اگر اسے خون نکلنے کا اندیشہ نہیں ہے وہ تندرست لوگوں کا امام بن سکتا ہے، جو شخص جانور پر سوار ہے وہ اس کا امام بنے جو اس کے ساتھ جانور پر سوار ہے یا اشارہ سے نماز پڑھنے والا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا یا ننگا ننگوں کا امام بنے جائز ہے (خلاصہ) ننگوں کے لیئے افضل یہ ہے کہ بیٹھکر الگ الگ نماز پڑھیں اور ایک دوسرے سے دور ہو جائیں۔ اگر جماعت سے نماز پڑھیں امام عورتوں کی جماعت کی طرح بیچ میں کھڑا ہو (جوہرہ نیرہ) امام آگے بڑھ گیا جائز ہے (نہایہ) ان کی نماز جماعت سے مکروہ ہے (جوہرہ نیرہ۔ سراج الوہاج) کھڑے ہونے والے کی اقتداء اس شخص کے پیچھے جو بیٹھ کر نماز پڑھے رکوع وسجدہ کرے درست ہے، رکوع وسجدہ کرنے والے کی اقتداء اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے جائز نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

کبڑا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی امامت اسی طرح کر سکتا ہے جس طرح بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی امامت کر سکتا ہے (ذخیرہ، خانیہ) نظم میں ہے کبڑے کے قیام و رکوع میں اگر فرق ظاہر ہے بالاتفاق نماز جائز ہو گی اور اگر فرق ظاہر نہیں ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے اسی کو اکثر علماء نے اختیار کیا ہے، حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے (کفایہ) امام کا پاؤں ٹیڑھا ہے وہ تھوڑے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے پورے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا اس کی امامت جائز ہے، اگر دوسرا شخص امام بنے اولیٰ ہے (تبیین) نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے (ہدایہ) اگرچہ آخر کی دو رکعتوں میں قرأت نہ کرے (تاتارخانیہ ناقلاً عن جامع الجوامع) نفل پڑھنے والے نے فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کی پھر نماز توڑ دی پھر اسی فرض میں امام کی اقتدا کی اور اس نماز کی نیت کی جس کی قضا نماز توڑنے کی وجہ سے اس پر لازم ہوئی ہے ہمارے نزدیک جائز ہے (کافی)

ہر وقت جنون میں رہنے والے اور نشے والے کے پیچھے اقتداء جائز نہیں ہے، اگر کبھی جنون ہو جاتا ہے اور کبھی افاقہ ہو جاتا ہے تو افاقہ کے زمانہ میں اس کے پیچھے اقتداء جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں) فقیہ نے کہا ہے ظاہر روایت کے بموجب اس میں فرق نہیں ہے کہ اس کے افاقہ کا وقت معلوم ہے یا نہیں ہے، وہ افاقہ کے زمانہ میں تندرست آدمی کی طرح ہے یہی قول ہم نے اختیار کیا ہے (تاتارخانیہ) مقیم کا مسافر کے پیچھے اقتداء کرنا وقت اور خارج وقت دونوں میں صحیح ہے اور مسافر کی مقیم کے پیچھے اقتدا وقت میں درست ہے خارج وقت میں درست نہیں ہے۔ مقیم نے عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور سورج غروب ہو گیا ایک مسافر آیا اس نے امام کی اس عصر میں اقتداء کی اس کی اقتدا درست نہ ہو گی۔ ظہر کی دو سنتیں پڑھنے والے شخص نے اس شخص کی اقتدا کی جو ظہر سے پہلے کی چار سنتیں پڑھ رہا ہے اس کی اقتدا درست ہے (خلاصہ)

دیہاتی، نابینا، غلام، ولد زنا اور فاسق کا امام بننا جائز ہے (خلاصہ) لیکن مکروہ ہے (متون) مرد کے پیچھے عورت کا نماز پڑھنا اس وقت جائز ہے جب امام عورت کی نیت کرے اور خلوت نہ ہو اگر امام خلوت میں ہے سب عورتوں کا یا کچھ کا محرم ہے کراہت کے ساتھ اس کی امامت جائز ہے (نہایہ شرح طحاوی)۔ مرد کے پیچھے عورت کی اقتدا جمعہ کی نماز میں جائز ہے اگرچہ مرد اس کی نیت نہ کرے اسی طرح عیدین کی نماز میں جائز ہے یہی اصح ہے (خلاصہ) عورت کے پیچھے مرد کی اقتدا جائز نہیں ہے (ہدایہ)

فرائض و نوافل سب میں عورت کا دیگر عورتوں کا امام بننا مکروہ ہے لیکن جنازہ کی نماز میں مکروہ نہیں ہے (نہایہ) عورتیں جماعت سے نماز پڑھیں تو امام درمیان میں کھڑی ہو لیکن درمیان میں کھڑے ہونے سے بھی کراہت زائل نہیں ہوئی اور اگر امام بڑھ جائے تو نماز فاسد نہ ہو گی (جوہرہ نیرہ) عورتوں کے لیئے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا افضل ہے (خلاصہ) عورتوں سے آگے بڑھ کر خنثیٰ

مشکل امامت کرے جائز ہے۔ خنثیٰ مشکل درمیان میں کھڑا ہو گیا اگر وہ مرد کے حکم میں ہے تو برابر ہو جانے کے باعث عورتوں کی نماز فاسد ہو جائے گی (محیط سرخسی) خنثیٰ مشکل کی امامت مردوں کے لیے اور اسی طرح خنثیٰ مشکل کے لیے جائز نہیں ہے۔ جو لڑکا قریب البلوغ ہو اس کا اپنے جیسے لڑکوں کا امام بننا جائز ہے (خلاصہ) تراویح اور مطلق سنتوں میں ائمہ بلخ کے قول کے مطابق لڑکوں کے پیچھے اقتدا جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں) مختار یہ ہے کہ کسی نماز میں جائز نہیں (ہدایہ) یہی اصح ہے (محیط) اکثر فقہاء کا یہی قول ہے، یہی ظاہر روایت ہے (بحر الرائق)۔ گونگا منفرد نماز پڑھے اس کی نماز جائز ہے اگرچہ قاری کی اقتدا پر قادر ہو (تاتارخانیہ)

امّی لوگوں کی امامت امی کرے جائز ہے (سراجیہ) اگر امی نے ایک امی اور ایک قاری کی امامت کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک صرف قاری کی نماز فاسد ہوگی اگر یہ سب علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں بعض کہتے ہیں اس میں بھی اختلاف ہے اور بعضوں کے نزدیک نماز صحیح ہوگی، یہی صحیح ہے (شرح مجمع البحرین)

امی نے نماز شروع کی پھر قاری آ گیا بعضوں نے کہا نماز فاسد ہو گی اور امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نماز فاسد نہ ہو گی۔ اگر امی حاضر ہوا اور قاری نماز پڑھا رہا تھا اس نے اقتدا نہ کی اور نماز پڑھ لی اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہے قاری مسجد کے دروازے پر ہے یا مسجد کے پڑوس میں ہے اور امی مسجد میں اکیلا نماز پڑھے بلا اختلاف امی کی نماز جائز ہے، اگر قاری اور نماز پڑھتا ہے اور امی دوسری نماز پڑھنا چاہے بالاتفاق امی کو علیحدہ نماز پڑھنا جائز ہے، قاری کے فارغ ہونے کا انتظار نہ کرے

امام تمرتاشی نے لکھا ہے امی کے لیے ضروری ہے کہ رات دن اس کوشش میں رہے کہ اسے اس قدر پڑھنا آ جائے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے اگر اس نے کوتاہی کی عند اللہ معذور نہ ہوگا۔ (نہایہ) قاری کی اقتدا امی اور گونگے کے پیچھے صحیح نہیں ہے اور اسی طرح امی کی اقتدا گونگے کے پیچھے اور کپڑا پہننے والے کی اقتدا ننگے کے پیچھے اور مسبوق کی اقتدا اپنی باقی نماز میں دوسرے مسبوق کے پیچھے صحیح نہیں (فتاویٰ قاضی خاں) لاحق کی اقتدا لاحق کے پیچھے اور سواری سے اتر کر نماز پڑھنے والے کی اقتدا سوار کے پیچھے صحیح نہیں (خلاصہ) ظہر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا عصر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اور آج کی ظہر پڑھنے والے کی اقتدا کل کی ظہر پڑھنے والے کے پیچھے یا جمعہ کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اور جمعہ پڑھنے والے کی اقتدا ظہر پڑھنے والے کے پیچھے اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں۔ اور نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں .... لیکن اگر کسی نے دوسرے شخص کی نماز کی نذر کی اور ان میں سے ایک دوسرے کی اقتدا کرے صحیح ہے۔ نفل نماز توڑنے والے کی اقتدا نفل نماز توڑنے والے کے پیچھے صحیح نہیں ہے ہاں اگر دونوں نفل میں شریک ہیں دونوں نے نماز توڑ دی پھر ان میں سے ایک نے دوسرے کی اقتدا کی صحیح ہے۔ دو شخصوں نے یہ قسم کھائی ہم نماز پڑھیں گے پھر ایک نے دوسرے کی اقتدا کی صحیح ہے۔ نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں اور قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر پڑھنے والے کے پیچھے صحیح ہے (محیط سرخسی)

ایک ننگا شخص کچھ ننگے آدمیوں اور کچھ کپڑے پہننے والوں کا امام بنا، امام اور ننگے آدمیوں کی نماز جائز ہو گی اور کپڑے پہننے والوں کی نماز بالاجماع جائز نہ ہو گی (خلاصہ) ایک شخص تندرست[1] ہے اور اس کا کپڑا نجس ہے جس کو وہ دھو نہیں سکتا اس کی اقتدا ایسے شخص کے پیچھے جس کو ہر وقت حدث ہوتا رہتا ہے صحیح نہیں ہے (تاتارخانیہ)۔ توتلا جو بعض حروف ادا کرنے پر قادر نہیں ہے اس کی امامت جائز نہیں مگر اپنے ہی جیسے توتلے کا اس وقت امام بن سکتا ہے جب قوم میں کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو اچھی طرح حروف ادا کر سکے

[1] تندرست یہاں معذور کے مقابلہ میں ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو معذور شرعی نہیں ہے۔

لیکن اگر قوم میں ایسا شخص موجود ہے جو اچھی طرح حروف ادا کرنے پر قادر ہے تو توتلے امام اور پوری قوم کی نماز فاسد ہوگی، جو شخص غیر جگہ میں تو وقف کر دیتا ہے اور وقف کی جگہ وقف نہیں کرتا اس کو امام نہ بننا چاہیئے یہی حکم اس شخص کا ہے جو پڑھتے ہوئے زیادہ کھنکارتا ہو یا اسے "تمتمہ" کی عادت ہو یعنی چند بار ادا کیئے بغیر تار ادا نہ ہوتی ہو یا اسے فأفاۃ کی عادت ہو یعنی چند بار ادا کیئے بغیر فاء ادا نہ ہوتی ہو۔ جو شخص مشقت کے بغیر حروف ادا نہیں کر سکتا اس کو تمتمہ یا فأفاۃ نہیں ہے اور جب حروف ادا کرتا ہے تو صحت کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کا امام بننا مکروہ نہیں ہے (محیط فی زلۃ القاری) قاری نے اسی کے پیچھے اقتدا کی اس کی نماز شروع نہ ہوگی۔ یہاں تک اگر نفل نماز شروع کی اور توڑ دی اس کی قضا واجب نہ ہوگی، یہی صحیح ہے، یہی حکم اس صورت میں ہے جب مرد، عورت یا لڑکے کے پیچھے یا بے وضو جنبی کے پیچھے نفل میں اقتدا کرے اور اس کو توڑ دے۔ ان مسائل میں اصل یہ ہے امام کا حال اگر مقتدیوں کے حال کے برابر ہے یا زیادہ ہے تو سب کی نماز جائز ہے اور اگر امام کا حال مقتدیوں کے حال سے کم ہے امام کی نماز جائز ہوجائے گی مقتدیوں کی جائز نہ ہوگی (محیط) لیکن اگر امام امی ہے اور مقتدی قاری یا امام گونگا ہے اور مقتدی امی امام کی نماز بھی جائز نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)۔ فقیہ ابو عبداللہ جرجانی نے کہا ہے امی یا گونگے کو اگر معلوم ہوجائے کہ ان کے پیچھے قاری ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر معلوم نہ ہوا نماز فاسد نہ ہوگی جیسا کہ صاحبینؒ فرماتے ہیں۔ ظاہر روایت کے مطابق جاننے اور نہ جاننے کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہے، نہایہ)

دو شخصوں نے ایک ساتھ نماز شروع کی اور ہر شخص نے یہ نیت کی میں دوسرے کا امام ہوں دونوں کی نماز پوری ہوجائے گی اگر ہر ایک نے یہ نیت کی میں دوسرے کا مقتدی ہوں دونوں کی نماز جائز نہ ہوگی، (محیط سرخسی)۔ ایسے شخص کے امام بننے میں جس کے بدن پر جاندار کی تصویریں ہیں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لیئے کہ تصویریں کپڑے میں چھپی ہوئی ہیں، یہی حکم اس صورت میں ہے جب انگوٹھی پہن کر نماز پڑھی اور اس میں ننھی سی تصویر ہے یا اس کے پاس دراہم ہیں جن میں چھوٹی چھوٹی تصاویر ہیں، نماز جائز ہوگی اس لیئے کہ یہ تصاویر چھوٹی ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص امامت کی صلاحیت رکھتا ہے اور اپنے محلہ کی مسجد میں امامت نہیں کرتا اور رمضان شریف میں دوسرے محلہ کی مسجد میں امامت کے لیئے جاتا ہے اس کو اپنے محلہ سے عشا کا وقت داخل ہونے سے پہلے ہی چلا جانا چاہیئے، اگر عشار کا وقت داخل ہونے کے بعد جائیگا اس کے لیئے مکروہ ہوگا (خلاصہ)

جمعہ کی نماز کی امامت ایک فاسق شخص کرتا ہے اور قوم اس کے منع کرنے سے عاجز ہے بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ جمعہ میں اسی کی اقتدا کریں اور اس کی امامت کی وجہ سے جمعہ نہ چھوڑیں، جمعہ کی نماز کے علاوہ اور نمازوں میں اگر وہ امام بنتا ہے تو دوسری مسجد میں چلا جانا اور اس کے پیچھے اقتدا نہ کرنا جائز ہے، (ظہیریہ) ایک شخص جماعت کی امامت کرتا ہے اور لوگ اس سے بیزار ہیں اگر یہ بیزاری اس بنا پر ہے کہ اس شخص میں کوئی نقص ہے یا دوسرے لوگ امامت کے اس سے زیادہ مستحق ہیں اس کی امامت مکروہ ہے اور اگر امامت کا وہی زیادہ مستحق ہے مکروہ نہیں ہے (محیط) نماز کو بہت دراز کرنا مکروہ ہے (تبیین) امام کے لیئے مناسب ہے کہ مسنون قرأت کے بعد تطویل نہ کرے، اہل جماعت کے حال کی رعایت کرے (جوہرہ نیرہ) ایک شخص نے مہینہ بھر تک امامت کی اس کے بعد کہا میں مجوسی تھا، اسلام پر مجبور کیا جائے گا اور اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور ان کی نماز جائز ہوگی اور اس کو خوب سزا ملے گی، اسی طرح اس نے اگر یہ کہا کہ میں نے مدت تک بلا وضو نماز پڑھائی ہے اور وہ بے باک ہے اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور اگر یہ احتمال ہے کہ وہ تقویٰ اور احتیاط کے طور پر یہ کہہ رہا ہے تو نمازوں کا اعادہ کریں گے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب یہ ظاہر ہوجائے کہ امام کافر مجنون، عورت، خنثیٰ یا امی تھا یا تحریمہ کے بغیر یا حدث اور جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی تھی۔ (تبیین)۔

چوتھی فصل ——— وہ چیزیں جو صحت اقتدا سے مانع ہیں یا مانع نہیں ہیں

تین چیزیں اقتدا سے مانع ہیں:-

(۱) عام سڑک جس پر گاڑیاں اور لدے ہوئے اونٹ گذرتے ہیں (شرح طحاوی)۔ اگر امام اور مقتدی کے درمیان تنگ راستہ حائل ہے جس پر گاڑیاں اور لدے ہوئے اونٹ نہیں گزرتے وہ اقتدا سے مانع نہیں ہے، اور اگر چوڑا راستہ ہے جس میں گاڑیاں اور لدے ہوئے اونٹ گذر جاتے ہیں اقتدا جائز نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں، خلاصہ) یہ اس وقت ہے جب صفیں راستہ میں ملی ہوئی نہیں ہیں اگر صفیں راستہ میں ملی ہوئی ہیں اقتدا جائز ہوگی۔ سڑک پر ایک آدمی کے کھڑے ہونے سے صف نہیں مل جاتی تین آدمیوں کے کھڑے ہونے سے بالاتفاق صف مل جاتی ہے دو میں اختلاف ہے، حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق مل جاتی ہے اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق نہیں ملتی، (محیط)۔ امام راستہ میں کھڑا ہوا ہے اور لوگ اس کے پیچھے راستہ کی لمبائی میں صفیں باندھے کھڑے ہیں اگر امام اور اس کے پیچھے کی صف میں اس قدر فاصلہ نہیں ہے کہ گاڑی گذر جائے نماز جائز ہوگی پہلی صف اور دوسری صف کے درمیان اور اسی طرح آخر صفوف تک یہی حکم ہے (فتاویٰ قاضی خاں)۔

جنگل کے میدان میں اگر اس قدر فاصلہ ہے جس میں دو صفیں آسکتی ہیں اقتدا جائز نہ ہوگی، عیدگاہ میں فاصلہ اگر دو صفوں کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اقتدا جائز ہوگی، جنازہ گاہ میں مشائخ کا اختلاف ہے نوازل میں اس کو بھی مسجد کے حکم میں بیان کیا ہے (خلاصہ)

(۲) بڑی نہر جس پر کسی تدبیر یعنی پل وغیرہ کے بغیر نہ گذر سکیں (شرح طحاوی) اگر مقتدی اور امام کے درمیان بڑی نہر حائل ہے جس میں کشتیاں وغیرہ چلتی ہیں اقتدا جائز نہ ہوگی اگر چھوٹی ہے جس میں کشتیاں نہیں چلتیں اقتدا درست ہوگی، یہی مختار ہے (خلاصہ) یہی صحیح ہے (جوہر اخلاطی)، یہی حکم اس صورت میں ہے جب نہر جامع مسجد کے اندر ہو (فتاویٰ قاضی خاں)۔ اگر نہر پر پل ہے اور اس پر صفیں ملی ہوئی ہیں جو شخص نہر کے اس پار ہے اس کی اقتدا درست ہے، تین آدمی بالاجماع ایک صف کے حکم میں ہیں ایک شخص بالاجماع صف کے حکم میں نہیں ہے دو میں اختلاف ہے جیسا کہ راستہ کے بیان میں گذر چکا، امام اور مقتدی کے درمیان پانی کا چشمہ یا حوض ہے جس میں ایک طرف نجاست گرنے سے دوسری جانب نجس ہوجاتی ہے اس کی اقتدا درست ہوگی اور اگر دوسری جانب نجس نہیں ہوتی اقتدا درست نہ ہوگی (محیط)۔

(۳) عورتوں کی پوری صف ہے (شرح طحاوی) امام کے پیچھے عورتوں کی پوری صف ہے اور ان کے پیچھے مردوں کی صفیں ہیں ان سب صفوں کی نماز استحسانا فاسد ہے (محیط) مسجد میں کچھ لوگ سائبان کی چھت پر نماز پڑھ رہے ہیں، ان کے نیچے ان سے آگے عورتیں ہیں یا راستہ ہے ان لوگوں کی نماز جائز نہ ہوگی، اگر تین عورتیں ہیں ظاہر روایت کے بموجب ہر صف کے تین شخصوں کی نماز آخر صفوں تک فاسد ہوگی اور باقی لوگوں کی نمازیں جائز ہوں گی اگر عورتوں کی پوری صف ہے سب کی نماز فاسد ہوگی (یہ فتاویٰ قاضی خاں کے مسائل شک میں لکھا ہے)

شیخ زاہد ابو الحسن نے استغنی میں لکھا ہے اگر مسجد میں بالاخانہ ہے اور اس پر عورتوں کی صفیں ہیں جنھوں نے امام کی اقتداء کر رکھی ہے اور بالاخانہ کے نیچے مردوں کی صفیں ہیں جو لوگ عورتوں سے پیچھے ہوں گے ان کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ امام عورتوں

مردوں کو نماز پڑھا رہا ہے عورتوں کی صف مردوں کی صف کے برابر ہے عورتوں اور مردوں کے درمیان جو شخص ہوگا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی یہ شخص عورتوں اور مردوں کے درمیان سترہ کے مثل ہوگا۔ اسی طرح مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان سترہ اگر اس لکڑی کے بقدر لگا ہوا ہے جو اونٹ کے کجاوہ کے آخر میں لگی رہتی ہے تو یہ مردوں کے لیے حجاب بن جائے گا اور کسی کی نماز فاسد نہ ہوگی، یہی حکم اس صورت میں ہے جب مردوں اور عورتوں کے درمیان ذراع[1] برابر دیوار ہو دیوار اگر ذراع سے کم ہے سترہ نہ بنے گی، عورتیں اگر اس دیوار کے اوپر ہیں جو ذراع کے برابر ہے وہ سترہ نہ بنے گی اور اگر دیوار قد آدم کے برابر ہے وہ ان لوگوں کے لیے سترہ ہے جو زمین پر ہیں اور جو لوگ دیوار پر ہیں ان کے لیے سترہ نہ ہوگی۔ (محیط)

امام اور مقتدی کے درمیان اگر اتنی بڑی دیوار حائل ہو کہ مقتدی امام تک پہونچنا چاہے تو نہ پہونچ سکے اس کی اقتدا درست نہ ہوگی خواہ امام کا حال اس پر مشتبہ ہو یا نہ ہو (ذخیرہ)۔ اگر دیوار چھوٹی ہے اور مقتدی امام تک پہونچ سکتا ہے اقتداء درست ہوگی۔ یا دیوار بڑی ہے اس میں اتنا بڑا روزن ہے جس میں داخل ہو کر امام کے پاس پہونچ سکتا ہے اس کی اقتدا درست ہوگی، یہی حکم اس صورت میں ہے اگر سوراخ چھوٹا ہے اور امام تک نہیں جا سکتا لیکن سننے یا دیکھنے کی وجہ سے امام کا حال اس پر مشتبہ نہیں ہوتا۔ یہی صحیح ہے۔ اگر دیوار چھوٹی ہے لیکن امام تک نہیں پہونچ سکتا اور اس پر امام کا حال مشتبہ نہیں ہوتا بعضوں نے کہا ہے اقتدا درست ہوگی اور یہی صحیح ہے (محیط) دیوار میں اگر دروازہ بند ہے بعضوں نے کہا ہے اقتدا درست نہ ہوگی اس لیے کہ وہ امام تک پہونچنے کے لیے مانع ہے اور بعضوں نے کہا ہے صحیح ہے اس لیے کہ دروازہ پہونچنے کے لیے بنایا گیا ہے اس لیے بند ہونے کی حالت میں کھلے ہوئے ہونے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی)۔ مسجد کے درمیان میں کتنا ہی بڑا فاصلہ کیوں نہ ہو مانع اقتدا نہیں ہے (وجیز کردری)

مسجد کے کنارہ پر اقتدا کی اور امام محراب میں ہے جائز ہے (شرح طحاوی)۔ اگر کسی کے مکان کی چھت مسجد سے ملی ہوئی ہے اس پر اقتدا درست نہ ہوگی اگرچہ امام کا حال مشتبہ نہ رہتا ہو[2] (فتاویٰ قاضی خاں، خلاصہ) یہی صحیح ہے۔ اگر مسجد کی دیوار پر اقتدا کی درست ہوگی (محیط سرخسی) اگر ایسی دیوار پر کھڑا ہو گیا جو اس کے گھر اور مسجد کے درمیان ہے اور امام کا حال مشتبہ نہیں ہوتا اقتدا درست ہوگی اور اگر ایسی دوکان پر کھڑا ہو گیا جو مسجد سے خارج ہے لیکن اس سے متصل ہے اور صفیں ملی ہوئی ہیں اقتدا درست ہوگی (خلاصہ) مسجد کے پڑوس میں رہنے والا اپنے گھر میں مسجد کے امام کی اقتدا کر سکتا ہے اگر اس کے اور مسجد کے درمیان عام سڑک نہیں ہے اگر راستہ ہے لیکن صفوں کی وجہ سے بند ہو گیا تب بھی جائز ہے (تاتارخانیہ میں حجہ سے نقل کیا ہے) مسجد کی چھت پر کھڑا ہوا اور امام مسجد میں ہے اگر چھت پر مسجد کی جانب دروازہ ہے اور امام کا حال مشتبہ نہیں ہوا اقتدا درست ہوگی اور اگر امام کا حال مشتبہ ہو گیا اقتدا درست نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اگر چھت میں مسجد کی جانب دروازہ نہیں ہے اور امام کا حال مشتبہ نہیں ہوتا تب بھی اقتدا صحیح ہے۔ اسی طرح اگر "میذنہ" پر کھڑے ہو کر مسجد کے امام کی اقتدا کی جائز ہوگی (خلاصہ)

پانچویں فصل ـــــ امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ

اگر امام کے ساتھ ایک شخص یا ایک لڑکا ہے جو نماز کی سمجھ رکھتا ہے امام کے دائیں جانب کھڑا ہو یہی مختار ہے۔ ظاہر روایت کے مطابق امام سے پیچھے نہ ہٹے (محیط) اگر امام کی بائیں جانب کھڑا ہوا جائز ہے لیکن برا ہوگا۔ (محیط سرخسی) اگر امام کے پیچھے کھڑا ہوا جائز ہے،

---

[1] ذراع کی مقدار ڈیڑھ گرہ ہے [2] یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ صفیں ملی ہوئی نہ ہوں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے صراحۃً کراہت کا ذکر نہیں کیا ہے مشائخ کا اس میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا مکروہ ہے یہی صحیح ہے (بدائع) اگر امام کے ساتھ دو شخص ہیں، اس کے پیچھے کھڑے ہوں اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب اس کے ساتھ بچہ ہو، اگر امام کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت ہے مرد دائیں جانب کھڑا ہو اور عورت اس کے پیچھے اور اگر اس کے ساتھ دو مرد اور ایک عورت ہے مرد امام کے پیچھے اور عورت ان کے پیچھے کھڑی ہو، اگر امام کے ساتھ دو آدمی ہیں اور امام ان کے بیچ میں کھڑا ہو گیا نماز جائز ہوگی، جنگل میں دو آدمیوں نے نماز شروع کی ان میں سے ایک نے دوسرے کی اقتدا کی اور وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو گیا اور تیسرا شخص آیا اور اس نے مقتدی کو تکبیر تحریمہ سے پہلے اپنی طرف کھینچا۔ شیخ امام ابوبکر طرخال سے منقول ہے کہ تیسرے شخص کے کھینچنے سے مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ تکبیر تحریمہ سے پہلے کھینچے یا بعد میں۔ (محیط) فتاوی عتابیہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے (تاتارخانیہ)

دو شخص جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے ان میں سے ایک دوسرے کا امام تھا پھر ایک تیسرا شخص آکر ان کی نماز میں داخل ہو گیا اور امام سجدہ کرنے کی جگہ سے اس قدر آگے بڑھ گیا جس قدر صف اول اور امام میں فاصلہ ہوتا ہے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (محیط) مرد، لڑکے خنثی، عورتیں اور جوان بچیاں جمع ہو جائیں تو مرد امام کے قریب کھڑے ہوں ان کے پیچھے لڑکے ان کے پیچھے مخنث ان کے پیچھے عورتیں پھر لڑکیاں (شرح طحاوی) عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے لیکن بوڑھی عورت کا فجر، مغرب اور عشا میں آنا مکروہ نہیں ہے لیکن اس زمانہ میں ظہور فساد کے سبب فتویٰ اس پر ہے کہ تمام نمازوں میں آنا مکروہ ہے (کافی) یہی مختار ہے (تبیین) جماعت والوں کو چاہیئے کہ جب نماز کے لیئے کھڑے ہوں تو برابر کھڑے ہوں، درمیان کے فاصلے بند کرلیں اور مونڈھے سے مونڈھے برابر کریں، اگر امام ان لوگوں کو اس کا حکم دے کوئی مضائقہ نہیں ہے، (بحر الرائق)

امام کو وسط صف کے مقابل کھڑا ہونا چاہیئے، دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا مخالفتِ سنت کے باعث بُرا ہے (تبیین) امام کے مقابلہ میں وہ شخص ہونا چاہیئے جو جماعت میں سب سے افضل ہے (شرح طحاوی) پہلی صف میں کھڑا ہونا دوسری سے اور دوسری صف میں کھڑا ہونا تیسری صف سے افضل ہے، اگر پہلی صف میں ایک آدمی کی جگہ خالی ہے اور دوسری میں نہیں ہے تو دوسری صف کو چیر کر چلا جائے۔ (قنیہ) مقتدی کے لیئے وہ جگہ افضل ہے جو امام سے قریب ہے، اگر امام سے قرب میں کئی جگہ برابر ہوں تو داہنی طرف کھڑا ہونا چاہیئے، یہی احسن ہے (محیط)۔ عورت کا مرد کے مقابل کھڑا ہونا مرد کے لیئے مفسد صلوٰۃ ہے، اور اس کے لیئے بہت سی شرائط ہیں،

(۱) ایک شرط یہ ہے کہ مقابل ہونے والی عورت مشتہاۃ یعنی قابل جماع ہو، عمر کا اعتبار نہیں ہے، یہی اصح ہے (تبیین) اگر ایسی لڑکی ہے جس کی طرف رغبت نہیں ہوتی اور وہ نماز سمجھتی ہے اس کے مقابل آجانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (کافی)

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ مطلق نماز ہو یعنی جس میں رکوع و سجدے ہوتے ہیں اگرچہ وہ دونوں اشاروں سے نماز پڑھ رہے ہوں

(۳) تحریمہ اور ادا میں دونوں شریک ہوں تحریمہ میں شریک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دونوں نے حقیقۃً امام کی تحریمہ پر تحریمہ باندھا ہو، اور ادا میں شریک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں جو نماز ادا کر رہے ہیں اس میں ان دونوں کا امام حقیقۃً یا تقدیراً ایک ہو شروع سے آخر تک ایک امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا جو امام کی تحریمہ پر تحریمہ باندھتا ہے وہ امام کی ادا کے ساتھ حقیقۃً نماز ادا کرتا ہے، لاحق جو امام کے تحریمہ پر حقیقۃً تحریمہ باندھتا ہے وہ امام کے فارغ ہونے کے بعد جو نماز پوری کرتا ہے وہ امام کی ادا کے ساتھ تقدیراً ادا کرتا ہے، مسبوق امام کے بعد جو نماز ادا کرتا ہے اس کی ادا میں منفرد ہوتا ہے پس اگر عورت مرد کے ساتھ اس نماز میں مقابل ہو جائے جو امام کے بعد دونوں ادا کرتے ہیں تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی (تبیین)۔

(۴) دونوں ایک مکان میں ہوں یہاں تک کہ اگر مرد دُکان پر ہو اور عورت زمین پر اور دکان قد آدم کے بقدر ہو مرد کی نماز فاسد ہوگی

(۵) دونوں کے درمیان کچھ حائل نہ ہو یہاں تک کہ اگر دونوں ایک مکان میں ہیں زمین پر یا دکان پر لیکن ان دونوں کے درمیان ستون حائل ہے مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی (کافی) حائل بننے کے لیے کم سے کم اتنی لکڑی ضرور ہونی چاہیے جو اونٹ کے کجاوہ کے آخر میں ہوتی ہے، موٹائی میں انگلی کے برابر ہو، خالی جگہ بھی حائل کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ کم از کم اتنی جگہ ہونی چاہیے جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے، (تبیین)

(۶) ایسی عورت ہونی چاہیے جس کی نماز صحیح ہوتی ہے "مجنونہ" عورت مرد کے مقابل آگئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی (کافی)

(۷) امام نے اس عورت یا عورتوں کی امامت کی نیت کی ہو نیت کا اعتبار شروع کے وقت ہوتا ہے اس کے بعد نہیں ہوتا، عورتوں کی نیت کے صحیح ہونے کے لیے ان کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے،

(۸) تقابل کامل ایک رکن میں ہونا چاہیے یہاں تک کہ اگر عورت نے ایک صف میں تکبیر کہی دوسری صف میں رکوع اور تیسری صف میں سجدہ کیا ہر صف میں جو شخص اس کے دائیں بائیں اور پیچھے ہوگا اس کی نماز فاسد ہوگی۔

(۹) دونوں کی نماز کی جہت متحد ہونی چاہیے جہت اگر مختلف ہوگئی نماز فاسد نہ ہوگی، اختلافِ جہت صرف دو صورتوں میں متصور ہو سکتا ہے (۱) ایک یہ کہ کعبہ کے اندر دونوں نماز پڑھ رہے ہوں (۲) دوسری صورت یہ ہے اندھیری رات ہو اور ہر ایک اپنی رائے سے قبلہ کی جہت مختلف مقرر کرلے، عورت کے برابر ہونے میں پنڈلی اور ٹخنہ کا برابر ہونا صحیح قول کے موافق معتبر ہے (تبیین)

اس مسئلہ میں ہر قسم کی عورت کا یہی حکم ہے خواہ اجنبی ہو، محرمہ ہو یا ایسی عورت ہو جس سے جماع کرنا صحیح ہے یا چھوٹی لڑکی ہو جس کی طرف رغبت ہوتی ہے یا ایسی بوڑھی عورت ہو جس سے مرد نفرت کرتے ہیں (کفایہ)۔ ایک عورت تین مردوں کی نماز فاسد کرتی ہے ایک اس شخص کی جو اس کی دائیں جانب ہے، ایک اس شخص کی جو اس کی بائیں جانب ہے اور ایک اس شخص کی جو اس کے پیچھے ہے، اس سے زیادہ لوگوں کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (تبیین) اسی پر فتویٰ ہو (تاتارخانیہ)۔ دو عورتیں چار مردوں کی نمازیں فاسد کرتی ہیں ایک وہ شخص جو اس کے دائیں جانب کھڑا ہے ایک وہ شخص جو انکی بائیں جانب کھڑا ہے اور دو شخص جو ان دو عورتوں کے مقابل پیچھے کھڑے ہیں، اگر تین عورتیں ہیں ایک اس شخص کی نماز فاسد ہوگی جو ان کی دائیں جانب ہے ایک اس شخص کی نماز فاسد ہوگی جو ان کی بائیں جانب ہے اور ان کے پیچھے ہر صف میں سے آخر صف تک تین تین آدمیوں کی نمازیں فاسد ہوں گی یہی ظاہر جواب ہے (تبیین) خنثیٰ مشکل کے برابر آجانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (تاتارخانیہ فصل مقام امام و ماموم)۔

چھٹی فصل ـــ وہ چیزیں جن میں امام کی متابعت کیجاتی ہے اور جن میں نہیں کی جاتی

مقتدی نے امام کو تشہد کی حالت میں پایا اور مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے امام اٹھ کھڑا ہوا یا مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا، مختار یہ ہے کہ مقتدی تشہد پورا کرے (غیاثیہ) اگر مقتدی نے تشہد پورا نہ پڑھا کافی ہے، اگر امام نے مقتدی کے تشہد پورا پڑھنے سے پہلے کلام کیا مقتدی اسی طرح تشہد پورا پڑھے جس طرح سلام کی صورت میں پورا پڑھتا ہے، امام نے مقتدی کے تشہد پورا ہونے سے پہلے عمداً وضو توڑ ڈالا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (خلاصہ)۔

امام نے تشہد پڑھا اور قعدہ اولیٰ سے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا مقتدیوں میں کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول گیا یہاں تک کہ سب لوگ کھڑے ہوگئے، جس شخص نے تشہد نہیں پڑھا ہے چاہیے کہ لوٹے اور تشہد پڑھے پھر امام کے ساتھ ہو جائے اگرچہ اسے

رکعت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ (کفایہ)

امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی ابھی اس دعا سے فارغ نہیں ہوا تھا جو تشہد کے بعد پڑھی جاتی ہے یا مقتدی نے ابھی درود نہیں پڑھا تھا وہ امام کے ساتھ سلام پھیر دے۔ امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھایا اور مقتدی تین مرتبہ تسبیح نہ پڑھ سکا، صحیح یہ ہے کہ وہ امام کی متابعت کرے (فتاویٰ قاضی خاں) مقتدی نے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھایا اسے لوٹ جانا چاہیئے اور دو رکوع اور دو سجدے نہ ہوں گے (خلاصہ) امام نے سجدہ بہت دیر تک کیا اور مقتدی نے اس گمان سے کہ شاید امام نے دوسرا سجدہ کیا ہے سر اٹھالیا اور پھر سجدہ میں چلا گیا اب اگر مقتدی نے پہلے سجدہ کی نیت کی ہے یا کوئی نیت نہیں کی یا دوسرے سجدہ اور امام کی متابعت کی نیت کی ہے ان سب صورتوں میں پہلا ہی سجدہ ہوگا، اور اگر اس نے دوسرے سجدہ کی نیت کی اور کوئی نیت نہیں کی دوسرا سجدہ ہوگا، اگر اس سجدہ میں امام کے ساتھ شریک ہوگیا جائز ہوگا (تبیین) اور اگر مقتدی نے دوسرے سجدہ سے اپنا سر امام کی زمین پر پیشانی رکھنے سے پہلے اٹھالیا جائز نہ ہوگا اور اس سجدے کا اعادہ اس پر واجب ہوگا اور اگر اعادہ نہ کیا نماز فاسد ہوگی، (فتاویٰ قاضی خاں۔ خلاصہ)۔

مقتدی نے دیر تک سجدہ کیا اور امام نے دوسرا سجدہ بھی کرلیا مقتدی نے سر اٹھایا اور یہ گمان کرتے ہوئے کہ امام پہلے سجدے میں ہے پھر سجدہ کرلیا دوسرا سجدہ ادا ہو جائے گا اگرچہ اس نے صرف پہلے ہی سجدہ کی نیت کی ہو اس لیے کہ نیت اپنے محل میں واقع نہیں ہوئی نہ اس کے فعل کے اعتبار سے اور نہ امام کے فعل کے اعتبار سے۔ (محیط سرخسی)۔

پانچ چیزیں ایسی ہیں اگر انھیں امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرے، (۱) عید کی تکبیریں (۲) پہلا قعدہ (۳) سجدۂ تلاوت (۴) سجدہ سہو (۵) قنوت، جبکہ مقتدی کو رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو (جز کردری) اور اگر رکعت فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہے دعاء قنوت پڑھے پھر رکوع میں جائے (خلاصہ) چار چیزیں ایسی ہیں اگر امام انھیں قصداً کرے تو مقتدی اس میں متابعت نہ کرے (۱) امام عمداً نماز میں ایک سجدہ زائد کرے (۲) عید کی تکبیرات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے زیادتی کرے (۳) جنازہ کی نماز میں پانچ تکبیریں کہے (۴) پانچویں رکعت میں بھولے سے کھڑا ہو جائے (وجیز کردری) پھر اگر امام پانچویں رکعت میں سجدہ کرنے سے پہلے بیٹھ گیا اور سلام پھیر دیا تو مقتدی بھی سلام پھیر دے، اگر امام نے چوتھی رکعت میں قعدہ نہ کیا اور پانچویں رکعت میں بھول کر کھڑا ہوگیا اور مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کیا سب کی نماز فاسد ہو جائے گی (خلاصہ)

نو چیزیں ایسی ہیں اگر امام ان کو چھوڑ دے تو مقتدی ادا کرے (۱) تحریمہ میں ترک رفع یدین (۲) سبحانک اللّٰہم الخ اگر امام الحمد شریف پڑھ رہا ہو اور اگر امام سورۃ پڑھ رہا ہے تو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق سبحانک الخ نہ پڑھے حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے (۳ و ۴) امام رکوع یا سجدہ کی تکبیر (اللہ اکبر) چھوڑ دے (۵) رکوع و سجدہ میں تسبیح نہ پڑھے (۶) سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے (۷) تشہد نہ پڑھے (۸) سلام نہ پھیرے (۹) تکبیرات تشریق نہ پڑھے۔

مقتدی نے تمام رکعات میں امام سے پہلے رکوع و سجدہ کیا تو ایک رکعت بلا قراءت قضا کرے (وجیز کردری) اگر مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کیا اور امام سجدہ میں چلا گیا جائز ہے لیکن مقتدی کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے (محیط، صفت صلوٰۃ)۔

ساتویں فصل ——— مسبوق اور لاحق کا بیان

مسبوق۔ وہ ہے جسے امام کے ساتھ پہلی رکعت نہ ملے، اس کے بہت سے احکام ہیں (بحر الرائق)۔ ان میں سے ایک

یہ ہے کہ اگر وہ ایسی رکعت کی قرات میں شریک ہوا ہے جس میں امام جہر کرتا ہے تو سبحانک اللہم آخر نہ پڑھے (خلاصہ) یہی صحیح ہے (تجنیس) یہی اصح ہے (وجیز کردری) برابر ہے کہ وہ امام سے قریب ہو یا دور ہو یا بہرے ہونے کی وجہ سے امام کی آواز نہ سنے (خلاصہ) جب اپنی باقی نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہو سبحانک اللہم اور اعوذ بھی پڑھے (فتاویٰ قاضی خاں، خلاصہ، ظہیریہ) اگر امام جہر سے نماز نہیں پڑھ رہا ہے اسی وقت سبحانک اللہم آخر پڑھ لے (خلاصہ) اگر امام جہر سے نماز پڑھ رہا ہے خاموش رہے (تاتارخانیہ) امام کو رکوع یا سجدہ کی حالت میں پایا سوچے اگر اس کا غالب گمان یہ ہے کہ سبحانک اللہم الخ پڑھ کر رکوع یا سجدہ میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا تو کھڑے ہو کر سبحانک آخر پڑھے ورنہ سبحانک آخر نہ پڑھے اور امام کی متابعت کرے اگر امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ میں نہیں شریک ہو سکتا تو سبحانک اللہم اور تعوذ نہ پڑھے۔

اگر قعدہ میں امام کو پا سکتا ہے سبحانک آخر نہ پڑھے بلکہ شروع کی تکبیر (اللہ اکبر) کہے پھر اللہ اکبر کہہ کر بیٹھ جائے (بحر الرائق صفت صلوٰۃ) ایک حکم یہ ہے کہ پہلے امام کے ساتھ نماز پڑھے اس کے بعد جو نماز چھوٹ گئی ہے وہ پوری کرے (محیط سرخسی) اگر اپنی چھوٹی ہوئی نماز پہلے ادا کی پھر امام کے ساتھ شریک ہو گیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہی اصح ہے (ظہیریہ) جامع الفتویٰ میں لکھا ہے بعض متاخرین کے نزدیک جائز ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے (مضمرات) فساد کا قول اظہر ہے (بحر الرائق) ایک حکم یہ ہے مقدار تشہد کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑا نہ ہو لیکن چند صورتوں میں امام سے پہلے کھڑا ہونا جائز ہے۔ مسبوق نے موزوں پر مسح کر رکھا ہے اور اس کی مدت ختم ہونے کا اندیشہ ہے یا معذور ہے اور نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہے، یا مسبوق کو جمعہ میں عصر کا وقت داخل ہونے کا خوف ہے یا عیدین کی نماز میں ظہر کا وقت داخل ہونے کا اندیشہ ہے یا فجر کی نماز میں سورج نکلنے کا خوف ہے یا حدث لاحق ہو جانے کا اندیشہ ہے ان سب صورتوں میں مسبوق کے لیے اجازت ہے کہ امام کے فارغ ہونے کا یا سجدۂ سہو کا انتظار نہ کرے لیکن اگر وقت کے نکلنے سے نماز فاسد ہونے کا اندیشہ نہیں ہے تو امام کی متابعت کرے، اسی طرح مسبوق کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ امام کے سلام کا انتظار کرے گا تو لوگ اس کے سامنے سے گذریں گے تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے ہی اپنی نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے (وجیز کردری) ان صورتوں کے علاوہ اگر مسبوق مقدار تشہد بیٹھ کر کھڑا ہو گیا نماز صحیح ہو جائے گی لیکن مکروہ تحریمی ہوگی (فتح القدیر، بحر الرائق) اگر مقدار تشہد بیٹھنے سے پہلے کھڑا ہو گیا نماز جائز نہ ہوگی، اگر مسبوق امام کے سلام سے پہلے فارغ ہو گیا اور سلام میں امام کی متابعت کی بعضوں نے کہا نماز فاسد ہو جائے گی اور بعض نے کہا فاسد نہ ہوگی، اسی پر فتویٰ ہے (خلاصہ، فتح القدیر)۔

مسبوق کا ایک حکم یہ ہے کہ دونوں سلام پھیرنے کے بعد بھی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا نہ ہو بلکہ امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرے (بحر الرائق) اتنی دیر ٹھہرا رہے کہ امام سنتوں کے لیے اگر نماز کے بعد سنتیں ہیں کھڑا ہو جائے یا محراب سے پھر جائے، یا اپنی جگہ سے ہٹ جائے یا اتنا وقت گذر جائے کہ اگر اس پر سجدۂ سہو واجب ہو تو ادا کرے (تمرتاشی باب صلوٰۃ العید)۔

مسبوق کا ایک حکم یہ ہے کہ آخری تشہد میں امام کی متابعت کرے جب تشہد پڑھ چکے اس کے بعد کی دعائیں نہ پڑھے پھر کیا کرے اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ ابن شجاع سے منقول ہے کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ بار بار پڑھتا رہے، یہی مختار ہے (غیاثیہ) صحیح یہ ہے کہ مسبوق تشہد اتنا آہستہ آہستہ پڑھے کہ امام کے سلام کے قریب فارغ ہو (وجیز کردری، فتاویٰ قاضیخاں، خلاصہ، فتح القدیر) مسبوق کا ایک حکم یہ ہے کہ اگر امام کے ساتھ یا امام سے پہلے بھول کر سلام پھیر دے اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اگر امام کے بعد سلام پھیرے سجدۂ سہو لازم ہوگا (ظہیریہ) یہی مختار ہے (جوہرا خلاطی) اگر امام کے ساتھ سلام یہ جان کر پھیرے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو یہ عمداً سلام ہوا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ظہیریہ)۔

اگر امام کے ساتھ بھول کر سلام پھیرا پھر اسے خیال ہوا کہ نماز فاسد ہو گئی اس نے اللہ اکبر کہہ کر از سر نو نماز شروع کرنے کی نیت کی وہ پچھلی نماز سے خارج ہو گیا، اگر تنہا نماز پڑھنے والے کو اس قسم کا شک ہوا اور اس نے اللہ اکبر کہہ کر از سر نو نماز پڑھنے کی نیت کی تو خارج نہیں ہوتا (فتاویٰ قاضی خاں)۔

مسبوق کا ایک حکم یہ ہے کہ وہ جو نماز پڑھتا ہے وہ قرارت کے حق میں اس کی پہلی نماز ہے اور تشہد کے حق میں اس کی دوسری نماز ہے یہاں تک اگر ایک رکعت مغرب کی ملی تھی اس نے دو رکعتیں پوری کیں اور ہر رکعت کے بعد قعدہ کیا پس اس کے تین قعدے ہو جائیں گے اور ان دونوں رکعتوں میں الحمد شریف اور سورۃ پڑھے اگر ان میں سے کسی رکعت میں قرارت چھوڑ دی نماز فاسد ہو جائے گی، اگر چار رکعات والی نماز میں سے ایک رکعت ملی مسبوق کو چاہیے کہ ایک رکعت اس طرح قضا کرے جس میں الحمد شریف اور سورۃ پڑھے پھر تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اسی طرح قضا کرے اور تشہد نہ پڑھے تیسری رکعت میں اس کو اختیار ہے اور قرارت افضل ہے (خلاصہ)

مسبوق کو دو رکعتیں ملیں اور دو رکعتیں قضا کیں ان میں سے ہر ایک میں قرارت کرے اور اگر ایک رکعت میں قرارت نہ کی اس کی نماز فاسد ہو گی۔ اگر امام نے پہلی دو رکعتوں میں قرارت نہ کی اور دوسری دو رکعتوں میں اس کو قضا کیا اور اس میں مسبوق شریک ہوا جب اپنی نماز قضا کرے گا تو اس میں بھی قرارت کرے گا، یہاں تک اگر اس نے قرارت ترک کر دی نماز فاسد ہو جائے گی (وجیز کردری)۔ مسبوق کا ایک حکم یہ ہے کہ وہ اپنی نماز پڑھنے میں منفرد کے حکم میں ہے مگر چار مسئلوں میں منفرد کے حکم میں نہیں ہے۔

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ نہ مسبوق کسی کی اقتدا کر سکتا ہے اور نہ دوسرا شخص اس کی اقتدا کر سکتا ہے، پس اگر مسبوق نے مسبوق کی اقتدا کی امام کی نماز فاسد نہ ہو گی مقتدی کی نماز فاسد ہو گی قرارت کرے یا نہ کرے (بحر الرائق)۔ دو مساوی مسبوقوں میں سے ایک یہ بھول گیا کہ اسے کس قدر نماز ادا کرنی ہے اس نے دوسرے کو دیکھ کر نماز قضا کی لیکن اس کی اقتدا نہ کی نماز ہو جائے گی (خلاصہ) امام کو سہو کا گمان ہوا اس نے سجدۂ سہو کر لیا اور مسبوق نے متابعت کی پھر معلوم ہوا کہ اس پر سجدۂ سہو نہ تھا اس میں دو روایتیں ہیں۔ اشہر روایت یہ ہے کہ مسبوق کی نماز فاسد ہو گی اس لیے کہ اس نے "موضع انفراد" میں اقتدا کی ہے، فقیہ ابو اللیث نے کہا ہے ہمارے زمانہ میں فاسد نہ ہو گی، (ظہیریہ) اور اگر معلوم نہ ہوا تو فقہا کے قول کے مطابق مسبوق کی نماز فاسد نہ ہو گی (فتاویٰ قاضی خاں) یہی مختار ہے۔ ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ اسی پر فتویٰ دیتے تھے، اسی قول کو فقہاء نے لیا ہے (غیاثیہ) امام پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا مسبوق نے متابعت کی اگر امام چوتھی رکعت پر بیٹھا تھا مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر نہیں بیٹھا تھا جب تک امام پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرے گا نماز فاسد نہ ہو گی اور جب پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی، (فتاویٰ قاضی خاں)۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسبوق نے از سر نو نماز پڑھنے کی نیت سے تکبیر (اللہ اکبر) کہی اس کی نماز از سر نو شروع ہو جائے گی اور پچھلی نماز ختم ہو جائے گی، لیکن منفرد از سر نو نماز پڑھنے کی نیت سے اگر تکبیر کہے تو اس کی پچھلی نماز قطع نہیں ہوتی۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے مسبوق اپنی نماز قضا کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور امام پر دو سجدۂ سہو مسبوق کے داخل ہونے سے پہلے کے واجب تھے وہ اس نے ادا کیے تو مسبوق کو چاہیے کہ جب تک رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے لوٹے اور اس کے ساتھ سجدے میں شریک ہو جائے، مسبوق اگر نہ لوٹا اور سجدہ کر لیا اسی طرح پڑھتا رہے اور آخری نماز میں سجدۂ سہو کرے لیکن منفرد کا یہ حال نہیں ہے اس لیے اس پر دوسرے کے سہو سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

چوتھا مسئلہ یہ ہے مسبوق پر بالاتفاق تشریق کی تکبیرات واجب ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منفرد پر تشریق کی تکبیرات واجب نہیں ہیں۔ (فتح القدیر، بحر الرائق)۔

مسبوق کا ایک حکم یہ ہے سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرے، سلام میں تکبیر میں لبیک کہنے میں متابعت نہ کرے سلام میں اور لبیک میں متابعت کی تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر تکبیر میں متابعت کی اور وہ اپنے آپ کو مسبوق جانتا ہے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، شمس الائمہ سرخسی اسی طرف مائل ہیں (ظہیریہ) تکبیر سے تکبیر تشریق مراد ہے (بحر الرائق) مسبوق کا ایک حکم یہ ہے امام کو سجدہ تلاوت یاد آیا اور قضا کرنے کے لیے لوٹا اگر مسبوق نے اپنی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے اسے چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرے پھر اپنی نماز قضا کرنے کے لیے کھڑا ہو اور اگر نہ لوٹا اس کی نماز فاسد ہوجائیگی، اور اگر اپنی نماز میں رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد امام کی متابعت کی اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اس میں یہی ایک روایت ہے، اگر مسبوق نے امام کی متابعت نہ کی تو کتاب الاصل کی روایت کے بموجب تب بھی نماز فاسد ہوجائے گی (فتح القدیر) بدائع، تاتارخانیہ نقل عن طحاوی مضمرات، شرح مبسوط امام سرخسی، سراج الوہاج، خلاصہ) اگر امام سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے لیے نہیں لوٹا مسبوق کی نماز سب حالتوں میں پوری ہوجائے گی، جو نماز اس کے ذمہ ہے وہ پوری کرے (تاتارخانیہ) امام کو نماز کا سجدہ یاد آیا اور اس کو ادا کرنے کے لیے لوٹا مسبوق امام کی متابعت کرے اگر اس نے متابعت نہیں کی نماز فاسد ہوجائے گی، اور اگر مسبوق نے اپنی رکعت کا سجدہ کر لیا ہے سب روایات کے بموجب اس کی نماز فاسد ہوگی لوٹے یا نہ لوٹے، اصل اس میں یہ ہے کہ اگر منفرد ہونے کی حالت میں اقتدا کرے یا اقتدا کی حالت میں منفرد ہوجائے مسبوق کی نماز فاسد ہوجائے گی، (بحر الرائق)۔

لاحق کے مسائل

لاحق وہ ہے جو نماز کے شروع میں امام کے ساتھ ہو اور باقی نماز نیند کی وجہ سے یا وضو ٹوٹ جانے سے فوت ہوجائے یا ازدہام کی وجہ سے کھڑا رہے، صلوٰۃ خوف کی پہلی جماعت بھی لاحق ہے، لاحق گویا امام کے پیچھے ہے نہ قرارت کرے گا اور نہ سجدۂ سہو کرے گا (وجیز کردری) امام سجدۂ سہو کرے تو لاحق اپنی باقی نماز کے ادا کرنے سے پہلے اس کی متابعت نہ کرے مسبوق کا حکم اس کے برخلاف ہے (خلاصہ)۔

وضو کرنے کے بعد جب لاحق واپس آجائے اسے سب سے پہلے وہ رکعت ادا کرنی چاہیئے جو امام اس سے پہلے پڑھ چکا ہے اس میں قرارت نہ کرے بلکہ اتنی دیر کھڑا رہے جتنی دیر امام نے قیام کیا تھا اور اسی طرح رکوع و سجدہ کرے اگر امام سے کم یا زیادہ دیر کھڑا رہا اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے (شرح طحاوی) ایک شخص نے امام کے ساتھ تکبیر (اللہ اکبر) کہی پھر سو گیا یہاں تک امام نے ایک رکعت ادا کرلی پھر بیدار ہوا تو اگرچہ امام دوسری رکعت پڑھ رہا ہے لیکن اس شخص کو پہلی رکعت پڑھنی چاہیئے (ذخیرہ) اگر پہلی رکعت کی قضا میں مشغول نہیں ہوا پہلے امام کی متابعت کی اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ نماز قضا کرلی ہمارے نزدیک اس کی نماز جائز ہوجائے گی (شرح طحاوی) لاحق مسافر تھا امام کے ساتھ جو نماز چھوٹ گئی تھی اس کو قضا کرتے ہوئے اقامت کی نیت کرلی یا مسافر کا وضو ٹوٹ گیا اور اپنے شہر میں داخل ہوگیا وہ سفر کی نماز پوری کرے گا، حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس عرصہ میں امام اپنی نماز سے فارغ ہوچکا ہے اور اگر فارغ نہیں ہوا تھا بالاتفاق چار رکعات پڑھے گا، (مصفی) امام چار رکعات والی نماز میں پہلے قعدہ میں بھول کر نہیں بیٹھا اس کے پیچھے

لاحق تھا وہ تھوڑی دیر سو کر بیدار ہو گیا یا اسے حدث ہو گیا تھا اور وضو کے لیے چلا گیا اس عرصہ میں امام نے کئی رکعات پڑھ لیں امام سے جو قعدہ چھوٹ گیا تھا ہمارے نزدیک اس میں وہ بھی نہ بیٹھے، حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیٹھے، مسبوق کا حکم اس کے خلاف ہے

(حصر) مسبوق کا لاحق سے چھ چیزوں میں اختلاف

مسبوق اپنی نماز ادا کرنے میں لاحق سے چھ چیزوں میں مخالف ہے (۱) نماز میں عورت کا برابر آجانا (۲) قراءت کرنا (۳) سجدۂ سہو کرنا (۴) اگر امام چھوڑ دے تو قعدہ اولیٰ میں بیٹھنا (۵) سلام کی جگہ امام کا ہنس دینا (۶) مسافر امام نے اقامت کی نیت اس وقت کی جب مسبوق اپنی رکعت کا ایک سجدہ کر چکا تھا، (ظہیریہ) مسبوق دوسری رکعت میں شریک ہوا اور سو گیا تین رکعتوں میں برابر سوتا رہا پھر بیدار ہوا سب سے پہلے وہ نماز قضا کرے جس میں سو گیا تھا اور اس میں قراءت نہ کرے امام کی متابعت کرتے ہوئے قعدہ میں بیٹھ جائے، پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت قراءت سے پڑھے پھر بیٹھ جائے اور نماز پوری کرے، اگر دو رکعتوں میں سو گیا تھا اور ایک رکعت میں اسے شک ہے کہ امام کے ساتھ ملی تھی یا نہیں جس رکعت میں شک ہے اس کو نماز کے آخر میں قضا کرے (خلاصہ)۔

امام مقتدی یا امام اور جماعت کا عدد رکعات میں اختلاف

اگر امام اور جماعت کے لوگوں میں اختلاف ہوا جماعت کے لوگ کہتے ہیں تین رکعات ہوئی ہیں اور امام کہتا ہے میں نے چار رکعات پڑھائی ہیں، اگر امام کو اپنے قول پر یقین ہے ان کے کہنے کی وجہ سے وہ دوبارہ نماز نہ پڑھائے، اگر امام کو اپنے قول پر یقین نہیں ہے ان کے کہنے سے دوبارہ نماز پڑھائے، اگر جماعت کے لوگوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں تین رکعات پڑھی ہیں اور بعض کہتے ہیں چار رکعات پڑھی ہیں اور امام ایک فریق کے ساتھ ہے امام کا قول معتبر ہوگا اگرچہ اس کے ساتھ ایک ہی شخص ہو۔ (خلاصہ) اگر امام کے ساتھ ایک شخص بھی نہیں ہے امام نماز کا اعادہ کرے اور اس کے پیچھے سارے لوگ اقتدا کریں تو ان کی اقتدا درست ہوگی (محیط)

جماعت میں سے ایک شخص کو یقین ہے کہ تین رکعات ہوئی ہیں اور ایک شخص کو یقین ہے کہ چار رکعات ہوئی ہیں، امام اور جماعت کے لوگوں کو شک ہے تو امام اور جماعت پر کچھ واجب نہیں ہے (خلاصہ) امام پر اعادہ بھی مستحب نہیں ہے اور اگر نقصان کا یقین ہے تو اعادہ ضروری ہے، اگر امام کو یقین ہے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک شخص کو یقین ہے کہ چار رکعات پڑھی ہیں امام کو قوم کے ساتھ نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے، اور جس شخص کو نماز پوری ہونے کا یقین ہے اس پر اعادہ واجب نہیں (محیط)۔ اگر جماعت میں سے ایک شخص کو نقصان کا یقین ہے اور امام اور جماعت کے لوگوں کو شک ہے اگر ابھی نماز کا وقت باقی ہے احتیاطاً دوبارہ نماز پڑھ لیں، اگر دوبارہ نماز نہیں پڑھی کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے، لیکن اگر دو عادل شخص نماز کے نقصان کا یقین کریں اور اطلاع دیں نماز کا اعادہ لازم ہوگا۔ (خلاصہ) امام نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور چلا گیا بعض کہتے ہیں ظہر کی نماز تھی اور بعض کہتے ہیں عصر کی نماز تھی پس اگر ظہر کا وقت ہے وہ ظہر کی نماز ہو گی اور عصر کا وقت ہے تو عصر کی ہو گی اور وقت میں شک ہو تو دونوں فریقوں کی نماز جائز ہو جائیگی۔ (ظہیریہ)۔

چھٹا باب ـــــ نماز میں حدث لاحق ہونے کا بیان

جس شخص کو نماز میں حدث لاحق ہو جائے وضو کر کے اسی پر بنا کرے (کنز) نماز کی بنا کرنے میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔

(محیط) جس رکن میں وضو ٹوٹا ہے اس کا اعتبار نہیں ہے اس کو پھر دوبارہ ادا کرے (ہدایہ کافی) اس صورت میں ازسرنو نماز پڑھنا افضل ہے (متون) بعض مشائخ کے نزدیک سب کے لیئے یہ حکم ہے اور بعضوں نے کہا ہے قطعاً یہ حکم منفرد کے لیئے ہے امام اور مقتدی کے بارے میں حکم یہ ہے اگر دوسری جماعت ان کو مل سکتی ہے از سر نو نماز پڑھنا افضل ہے اور اگر دوسری جماعت نہیں مل سکتی تو اسی نماز پر بنا کرنا افضل ہے تاکہ جماعت کی فضیلت باقی رہے، فتاویٰ میں اس کو صحیح کہا ہے (جوہرہ نیرہ) بنا کے جائز ہونے کے لیئے بہت سی شرائط ہیں۔

حدث سے وضو واجب ہو جائے

ایک شرط یہ ہے کہ حدث سے وضو واجب ہو جائے اس کا وجود اتفاقی[1] نہ ہو اور سماوی ہو یعنی بندہ کا اس میں یا اس کے سبب میں کچھ اختیار نہ ہو (بحر الرائق) پس اگر نماز میں پیشاب، پاخانہ، ریح یا نکسیر کا عمداً حدث کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اس پر بنا نہ کرے گا، اگر حدث عمداً نہیں کیا لیکن حدث سے غسل واجب ہو جاتا ہے تب بھی یہی حکم ہے، اور اگر حدث سے وضو واجب ہوتا ہے لیکن وہ اس کے فعل و اختیار سے ہوا ہے تب بھی یہی حکم ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے (خلاصہ)

اگر بلا ارادہ منہ بھر کر قے ہوئی ہے جب تک کسی سے بات چیت نہیں کی وضو کر کے بنا کر سکتا ہے اور اگر عمداً قے کی اس پر بنا نہیں کر سکتا۔ (محیط) مصلی کو اگر اس کے فعل کے علاوہ کسی دوسرے کے فعل سے حدث ہوا مثلاً اس کے گولی لگ گئی یا کسی آدمی نے پتھر یا ڈھیلا مارا اور سر پھٹ گیا، یا کسی آدمی نے اس کے زخم کو چھوا اور اس میں سے خون بہنے لگا امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق بنا جائز نہ ہوگی، (شرح طحاوی)۔ اگر چھت سے ڈھیلا یا تختہ گرا اور اس کا سر پھٹ گیا اگر کسی کے گذرنے کی وجہ سے گرا تھا از سر نو نماز پڑھے، حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے، اگر کسی کے گذرنے کی وجہ سے نہیں گرا تھا بعض مشائخ نے کہا ہے وہ بلا خلاف بنا کرے اور بعض نے کہا ہے اس میں اختلاف ہے یہی صحیح ہے، اسی طرح اگر کسی درخت کے نیچے تھا اور اس میں سے کوئی پھل گرا اور اس سے زخم ہو گیا تب بھی یہی حکم ہے، پاؤں میں کانٹا لگ گیا یا سجدہ کیا اور پیشانی میں کانٹا چبھ گیا اور اس کے بغیر ارادہ خون بہنے لگا اس پر بنا نہ کرے گا، اسی طرح بھڑ نے ڈنک مارا اور خون بہنے لگا تب بھی یہی حکم ہے چھینک آئی اور اس سے وضو ٹوٹ گیا یا کھنکارا اور اس کی قوت سے ریح خارج ہو گئی بعضوں نے کہا ہے کہ بنا نہ کرے گا یہی صحیح ہے، (ظہیریہ)

عورت کی گدی اس کے ارادہ کے بغیر گر گئی سب کے قول کے مطابق بنا کرے گی، اور اس کے ہلانے سے گری امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بنا کرے گی اور حضرت امام اعظم اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک بنا نہ کرے گی (تبیین) اگر پھوڑے سے خون بہا اس کو دھوئے وضو کرے اور اس پر بنا کرے، پھوڑا دبانے سے خون بہا یا اس کے گھٹنوں میں پھوڑا تھا جب سجدہ میں گھٹنے رکھے تو زخم کا منہ کھل گیا یہ عمداً حدث کرنے کے حکم میں ہے اور ان صورتوں میں اپنی نماز پر بنا نہیں کر سکتا (محیط) نماز میں بے ہوش ہو گیا، جنون ہو گیا یا قہقہہ لگایا وضو کرے اور از سر نو نماز پڑھے۔ اسی طرح نماز میں سو گیا اور احتلام ہو گیا اس پر بنا نہ کرے، کسی عورت کی فرج دیکھی اور انزال ہو گیا بنا نہ کرے۔ نمازی کے کپڑے پر پیشاب کی چھینٹیں قدر درہم سے زائد پڑ گئیں ان کو جا کر دھویا ظاہر روایت کے بموجب اس پر بنا نہ کرے (شرح طحاوی)۔

حدث کے ہوتے ہی نماز سے واپس ہو جائے

جواز بنا کی ایک شرط یہ ہے کہ حدث ہوتے ہی نماز سے لوٹ آئے یہاں تک اگر ایک رکن حدث کی حالت میں ادا کیا یا اس جگہ اتنی دیر ٹھہرا رہا کہ ایک رکن ادا کر لیتا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اگر جاتے ہوئے قرارت کی نماز فاسد ہو جائے گی آتے ہوئے قرارت

[1] یعنی اس کا وجود شاذ و نادر ہو جیسے اگر پانی جاری ہو گیا تو اس صورت میں از سر نو نماز پڑھے۔

کرے گا نماز فاسد نہ ہوگی۔ بعضوں نے کہا ہے حکم اس کے برعکس ہے اور صحیح یہ ہے دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہوجاتی ہے، سبحان اللہ یا لاالٰہ الا اللہ پڑھنے سے اصح قول کے بموجب بنا فاسد نہیں ہوتی۔ (تبیین)

امام کو رکوع میں حدث ہوا اور اس نے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہا یا سجدہ میں حدث ہوا اور سر اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور کہنے میں نماز کے رکن ادا کرنے کا ارادہ کیا سب کی نماز فاسد ہوجائے گی، اگر ادائے رکن کا ارادہ نہیں کیا اس میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں (کافی)۔ امام کو سجدہ میں حدث ہوا اس نے اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھایا نماز فاسد ہوجائے گی اور بلا تکبیر کے سر اٹھایا نماز فاسد نہ ہوگی، پھر دوسرے شخص کو اپنا قائم مقام کردے (وجیز کردری) سوتے میں حدث ہوا تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوا اسی وقت جاکر بنا کرے اگر تھوڑی دیر بیداری کی حالت میں کھڑا رہا نماز فاسد ہوجائے گی (معراج الدرایہ)

حدث کے بعد کوئی فعل منافی صلوٰۃ نہ کرے

جوازِ بنا کی ایک شرط یہ ہے حدث کے بعد کوئی ایسا فعل نہ کرے کہ اگر حدث نہ ہوتا تو یہ فعل نماز کے منافی ہوتا صرف وہی افعال کرے جو ضروری ہیں یا ضروری چیزوں کے لیے لازم ہیں یا اُن کے توابع یا تتمات میں سے ہیں، یہاں تک اگر کسی شخص کو حدث ہوا پھر اس نے کلام کیا یا عمداً حدث کیا یا قہقہہ لگایا یا کوئی چیز کھا پی لی یا اسی طرح کا کوئی اور کام کیا اس پر بنا جائز نہ ہوگی، یہی حکم اس صورت میں ہے جب اسے جنون ہوگیا یا بے ہوش ہوگیا یا جنابت لاحق ہوگئی (بدائع) کسی عورت کی فرج کی طرف نظر کی اور انزال ہوگیا (شرح طحاوی) کسی برتن سے یا کنویں سے پانی لیا اور اس کی ضرورت بھی ہے پھر وضو کرکے بنا کی جائز ہے، اگر استنجا کیا اور ستر کھولا بنا باطل ہوجائے گی اور اگر استنجا کیا اور ستر نہیں کھلا اس پر بنا جائز ہے (بدائع) مصلی کو حدث ہوا وضو کرنے کے لیے گیا اور اس کا ستر وضو میں کھل گیا یا اس نے خود کھولا قاضی ابوعلی نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اگر اس کے بغیر چارہ نہ تھا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (نہایہ) عورت نے وضو کے لیے اپنی باہیں کھولیں اس کی نماز باطل ہوجائے گی یہی صحیح ہے۔ جب وضو کرے تین تین بار ہر عضو دھوئے، پورے سر کا مسح کرے، کلی کرے ناک میں پانی ڈالے اور وضو کی تمام سنتیں ادا کرے۔ یہی اصح ہے (تبیین) لیکن اگر اس نے اعضا چار چار بار دھوئے از سرِ نو نماز پڑھے گا (تاتارخانیہ)۔

حدث لاحق ہوا پانی دور ہے اور کنواں قریب ہے پانی تک جانے اور کنویں سے پانی نکالنے ان دونوں میں جس میں مشقت کم ہو اسی کو اختیار کرے، اور صحیح یہ ہے اگر کنویں سے پانی نکالے از سرِ نو نماز پڑھے (مضمرات) یہی مختار ہے (خلاصہ) نماز پڑھتے ہوئے حدث ہوا اور اس کے گھر میں پانی ہے اس سے وضو نہ کیا اور حوض کا ارادہ کیا، اس کا گھر حوض کی بہ نسبت قریب تھا اگر حوض اور گھر میں دو صفوں سے کم فاصلہ ہے نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر اس سے زیادہ فاصلہ ہے نماز فاسد ہوجائے گی، اگر اس کے گھر پانی تھا اور اس کو حوض سے وضو کرنے کی عادت تھی گھر کا پانی یاد نہ رہا اور حوض پر جاکر وضو کرلیا اپنی نماز پر بنا کرے (خلاصہ) حوض پر وضو کے لیے جگہ مل گئی پھر وہاں سے دوسری جگہ ہٹ گیا اگر کسی عذر کی بنا پر ہٹا مثلاً پہلا مکان تنگ تھا اس پر بنا کرسکتا ہے اور اگر کسی عذر کی بنا پر نہیں ہٹا اس پر بنا نہیں کرسکتا (وجیز کردری)۔

وضو کرلیا پھر یاد آیا کہ میں نے سر پر مسح نہیں کیا ہے جاکر مسح کرلیا بنا جائز ہے اور اگر یاد نہ آیا یہاں تک کہ نماز کے لیے کھڑا ہوگیا پھر یاد آیا از سرِ نو نماز پڑھے (خلاصہ) اپنا کپڑا بھول گیا تھا لوٹ کر کپڑا اٹھایا از سرِ نو نماز پڑھے (تاتارخانیہ) مصلی کو حدث ہوا مسجد کے اندر برتن میں پانی تھا، اس سے وضو کیا پھر اپنی نماز کی جگہ تک برتن اٹھا کر لے گیا اگر ایک ہی ہاتھ سے اٹھایا ہے اس پر بنا جائز ہے (محیط) مصلی کو حدث ہوا وضو کرنے کے لیے گھر گیا دروازہ بند تھا اس کو کھولا اور وضو کیا جب واپس جائے اگر

چور کا اندیشہ ہے دروازہ بند کردے اور اگر اندیشہ نہیں ہے دروازہ بند نہ کرے (تاتارخانیہ) اگر برتن بھرا اور دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اس پر بنا نہ کرے اور اگر ایک ہاتھ سے اٹھایا ہے اس پر بنا جائز ہے (جوہرہ نیرہ)

اگر ایسی نجاست لگ گئی جس سے نماز جائز نہیں اس کو دھویا اگر نجاست حدث کی بنا پر لگی تھی اس پر بنا کر سکتا ہے اور اگر خارج سے لگی تھی اس پر بنا نہیں کر سکتا، حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں اختلاف ہے، اگر کچھ نجاست حدث کی وجہ سے اور کچھ خارج سے لگی، اس پر بنا نہیں کر سکتا اگرچہ دونوں نجاستیں ایک ہی جگہ ہوں (تبیین) کپڑے پر نجاست لگ گئی اور اس کا نکالنا ممکن ہے اس لیے کہ دوسرا کپڑا مل گیا اس نے فوراً اتار دیا کافی ہے اور اگر فوراً نہیں اتار سکا مثلاً دوسرا کپڑا نہیں ملا اور اسی کپڑے سے نماز کا کوئی جزادا کرلیا اس کی نماز بالاجماع فاسد ہوجائے گی، اگر نماز کا کوئی جزادا نہیں کیا لیکن اتنی ہی دیر ٹھہرا رہا یا اس سے دیر ٹھہرا رہا نماز فاسد نہ ہوگی، اگر کپڑے کا اسی وقت نکالنا ممکن ہے مثلاً اسے دوسرا کپڑا مل گیا اس نے وہ کپڑا نہ نکالا اور نہ اس سے نماز کا کوئی جزادا کیا اس میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ نے کہا ہے نماز فاسد ہوجائے گی (محیط) مصلی کو حدث ہوا وضو کرنے کے لیے چلا گیا پھر عمداً حدث کر دیا اس کے لیے بنا جائز نہ ہوگی، (فتاویٰ قاضی خاں)۔

حدث سماوی سے پہلے کوئی دوسرا حدث نہ ہو

جواز بنا کی ایک شرط یہ ہے کہ حدث سماوی سے پہلے کوئی اور حدث نہ ہو (بحرالرائق) موزوں پر مسح کرنے والا نماز پڑھ رہا تھا اسے حدث ہوا اور وضو کے لیے گیا وضو کرتے ہوئے مسح کی مدت پوری ہوگئی از سر نو نماز پڑھے یہی صحیح ہے، جیسے کوئی تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا اسے حدث ہوا تیمم کے لیے گیا تو پانی مل گیا اس پر بنا نہیں کر سکتا، یہی مستحاضہ کا حکم ہے جب اسے نماز میں حدث ہوجائے اور اس کو رفع کرنے کے لیے چلی جائے (محیط سرخسی) یہی حکم جبیرہ پر مسح کرنے والے کا ہے جب اس کا زخم اچھا ہوجائے یا کسی کا زخم بہتا تھا اور وقت نکل جائے (تاتارخانیہ)

مقتدی امام کی طرف لوٹے

جواز بنا کی ایک شرط یہ ہے اگر امام نماز سے فارغ نہیں ہوا ہے اور امام و مقتدی کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل ہے جس سے اقتدا جائز نہیں ہوتی تو وہ امام کی طرف لوٹے، اگر امام نماز سے فارغ ہوچکا ہے نہ لوٹے، اگر لوٹا مشائخ کا اس کی نماز فاسد ہونے میں اختلاف ہے، اگر مقتدی اور امام کے درمیان کوئی مانع اور حائل نہیں ہے اسے چاہیے کہ بغیر لوٹے ہوئے اسی جگہ اقتدا کرے (بحرالرائق)۔

منفرد کو وضو کرنے کے بعد اختیار ہے کہ گھر نماز پوری کرے یا مصلے پر چلا جائے اور مصلے پر جانا افضل ہے (کافی) امام کو حدث ہوا وہ دوسرے شخص کو امام بنا کر وضو کرنے چلا گیا اور وہ نماز سے فارغ ہوچکا ہے تو پہلا امام منفرد کے حکم میں ہے خواہ وہیں نماز پڑھے یا مصلے پر آجائے اور اگر ابھی فارغ نہیں ہوا امام جماعت میں آئے اور اپنے خلیفہ کے پیچھے نماز پوری کرے (شرح وقایہ)

حدث سماوی سے پہلے کوئی فائتہ نہ ہو

صاحب ترتیب کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ حدث سماوی کے بعد اپنی کوئی فائتہ نماز یاد نہ آئے (بحرالرائق)

اس شخص کو خلیفہ نہ بنائے جس میں امامت کی صلاحیت نہیں ہے

اگر امام کو حدث ہوا کسی ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنائے جو امامت کے لائق نہیں ہے پس اگر کسی عورت کو خلیفہ بنا دیا از سر نو نماز پڑھے۔ (بحرالرائق)۔

فصل ــــــ خلیفہ بنانا

جن صورتوں میں نماز کی بنا جائز ہے ان میں امام کسی شخص کو خلیفہ بنائے اور جن صورتوں میں بنا جائز نہیں ہے ان میں خلیفہ نہیں بنا سکتا، جس امام کو حدث پیش آیا ہے جو شخص ابتدا میں اس کا امام بن سکتا ہے وہ اس کا خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے اور جس میں امام بننے کی صلاحیت نہیں ہے وہ خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا (محیط)

خلیفہ بنانے کی صورت یہ ہے جھکا ہوا پیچھے ہٹے ناک پر ہاتھ رکھ لے تاکہ دوسرے یہ خیال کریں کہ نکسیر جاری ہو گئی ہے اور اپنی متصل صف میں سے ایک شخص کو اشارہ سے آگے بڑھادے، کلام سے خلیفہ نہ بنائے، جنگل میں جب تک صفوں سے باہر نہ آئے اور مسجد میں جب تک مسجد سے باہر نہ نکلے اس کو خلیفہ بنانے کا اختیار ہے۔ (تبیین) امام کو حدث ہوا اس نے ایک ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو مسجد سے باہر تھا لیکن صفیں مسجد کی صفوں سے ملی ہوئی تھیں، اُس کا خلیفہ بنانا صحیح نہ ہوگا، امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک قوم کی نماز فاسد ہوگی اور امام کی نماز فاسد ہونے میں دو روایتیں ہیں اصح یہ ہے کہ فاسد ہو جائے گی (فتاوی قاضی خاں)، بہتر یہ ہے امام مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ بنایا اسے قبول نہ کرنا چاہیئے اگر قبول کر لیا جائز ہے (ظہیریہ) مسبوق آگے بڑھ جائے تو اسے وہاں سے نماز شروع کرنی چاہیئے جہاں سے امام نے چھوڑی ہے، جب سلام کے قریب پہونچ جائے کسی ایسے شخص کو آگے بڑھادے جسے پوری نماز ملی ہو وہ جماعت کے ساتھ سلام پھیر دے، مسبوق خلیفہ نے امام کی نماز پوری ہونے کے وقت قہقہہ لگایا عمداً حدث کیا یا کلام کیا یا مسجد سے چلا گیا اس کی نماز فاسد ہوگی اور قوم کی نماز پوری ہوگی، پہلا امام اگر نماز سے فارغ ہو گیا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر فارغ نہیں ہوا نماز فاسد ہو جائے گی، یہی اصح ہے (ہدایہ)

امام سے رکوع چھوٹ گیا تو خلیفہ کو اس طرح اشارہ سے بتائے کہ اپنا ہاتھ گھٹنوں پر رکھدے، اگر سجدہ چھوٹ گیا ہے پیشانی پر ہاتھ رکھدے اور قرأت چھوٹ گئی ہے تو منہ پر ہاتھ رکھدے (بحر الرائق) اگر ایک رکعت باقی ہے ایک انگلی سے اشارہ کرے اور دو رکعتیں باقی ہیں دو انگلیوں سے اشارہ کرے، سجدۂ تلاوت باقی ہے تو پیشانی اور زبان پر انگلی رکھے، سجدۂ سہو باقی ہے تو دل پر ہاتھ رکھے۔ (ظہیریہ)

یہ اس وقت ہے جب خلیفہ کو یہ باتیں معلوم نہ ہوں اگر معلوم ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (تاتارخانیہ) ایک شخص نے چار رکعات والی نماز میں امام کی اقتداء کی، امام کو حدث ہوا اس نے اس شخص کو آگے بڑھا دیا اور مقتدی کو یہ معلوم نہیں کہ امام نے کس قدر نماز پڑھی ہے اور کتنی باقی ہے مقتدی چار رکعات پڑھے اور ہر رکعت پر احتیاطاً بیٹھ جائے (یہ فتاوی قاضی خاں کی فصل مسبوق میں لکھا ہے) لاحق کو خلیفہ بنایا تو اسے چاہیئے کہ قوم کو اشارہ کرے پہلے اپنی نماز ادا کرے پھر جماعت کی نماز پوری کرادے اگر ایسا نہ کیا اور امام کی نماز پڑھنے لگا اور بقیہ نماز مؤخر کردی یہاں تک کہ جب وہ سلام کے قریب پہونچا دوسرے شخص کو سلام پھیرنے کے لیئے خلیفہ بنا دیا ہمارے نزدیک جائز ہے (مضمرات) جس امام کو حدث ہوا ہے اس کی امامت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک مسجد سے خارج نہ ہو یا کسی اور کو خلیفہ بنادے اور وہ اس کی جگہ پر آکر کھڑا ہو جائے اور امامت کی نیت کرے، یا قوم کسی اور کو خلیفہ بنادے اور وہ اس کی جگہ پر آکر کھڑا ہو جائے، اگر ان میں سے ایک چیز بھی نہ پائی گئی، امام نے مسجد کے کنارہ پر جاکر وضو کیا لوگ اس کے منتظر رہے پھر امام اپنی جگہ پر آیا اور ان کے ساتھ نماز پوری کی جائز ہے، امام نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور نہ قوم نے کسی کو اس کا قائم مقام بنایا یہاں تک کہ امام مسجد سے باہر نکل گیا قوم کی نماز فاسد ہو جائے گی، امام وضو کر کے بنا کر سکتا ہے

اس لیے کہ اپنی ذات کے لیے وہ منفرد کے حکم میں ہے (محیط) ایک شخص کسی کو آگے کیے بغیر خود ہی آگے بڑھ گیا اور امام کے مسجد سے خارج ہونے سے پہلے پہلے وہ امام کی جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا جائز ہے، اگر اس شخص کے محراب تک پہونچنے سے پہلے امام مسجد سے خارج ہو گیا اس کے بعد وہ امام کی جگہ پر جا کر کھڑا ہوا اس شخص کی اور قوم کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ امام کی نماز فاسد نہ ہو گی (فتاوی قاضی خاں) امام کے پیچھے ایک ہی شخص تھا امام کو حدث ہوا وہ امامت کے لیے متعین ہو گیا خواہ امام اپنی نیت سے اسے معین کرے یا نہ کرے، امام نے ایک شخص کو بڑھایا اور قوم نے دوسرے شخص کو، وہی خلیفہ بنے گا جس کو امام نے آگے بڑھایا ہے لیکن اگر اس کی نیت کرنے سے پہلے قوم دوسرے شخص کی اقتدا کی نیت کرے تو دوسرا شخص امام بن جائے گا، اگر قوم کے ہر گروہ نے ایک ایک شخص کو آگے بڑھایا جس کی طرف اکثر لوگ ہوں گے وہی امام شمار کیا جائے گا اگر برابر ہوں گے تمام کی نماز فاسد ہو جائے گی، دو شخص آگے بڑھے جو شخص پہلے امام کی جگہ پہونچ گیا وہی امام ہے اگر دونوں ایک ساتھ آگے بڑھے کچھ لوگوں نے ایک کی اقتدا کی اور کچھ لوگوں نے دوسرے کی جس کی زیادہ لوگوں نے اقتدا کی ہے ان کی نماز صحیح ہوگی اور جس کی کم لوگوں نے اقتدا کی ہے ان کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور برابری کی صورت میں دونوں گروہوں کی نمازیں فاسد ہو جائینگی (تبیین)

امام نے صفوں کے آخر میں سے ایک شخص کو خلیفہ بنایا، خود مسجد سے باہر چلا گیا اگر خلیفہ نے اسی وقت امامت کی نیت کر لی وہ امام ہو جائے گا لیکن جو شخص اس سے آگے ہے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، امام کی نماز اور ان لوگوں کی نمازیں جو خلیفہ کے دائیں بائیں یا پیچھے ہیں فاسد نہ ہوں گی، اگر خلیفہ نے یہ نیت کی تھی کہ وہ اس وقت امام بنے گا جب اس کی جگہ پر جا کر کھڑا ہو جائے گا اور خلیفہ کے اس کی جگہ پر پہونچنے اور امامت کی نیت کرنے سے پہلے پہلے امام مسجد سے باہر چلا گیا، سب کی نمازیں فاسد ہو جائیں گی، خلیفہ اور قوم کی نماز جائز ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ امام کے مسجد سے خارج ہونے سے پہلے خلیفہ محراب (مصلی) میں چلا جائے (بحر الرائق) امام نے ایک شخص کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے کسی دوسرے شخص کو اپنا خلیفہ بنایا فضلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر پہلا امام ابھی مسجد سے باہر نہیں گیا ہے اور خلیفہ امام کی جگہ نہیں پہونچا اور اس حالت میں کسی اور کو خلیفہ بنا دیا جائز ہے اور ایسا سمجھا جائے گا گویا خود وہ آگے بڑھا ہے یا پہلے امام نے اس کو بڑھایا ہے اور اگر یہ صورت نہیں ہے تو خلیفہ بنانا جائز نہ ہو گا (خلاصہ)۔ ایک شخص کو حدث ہوا اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا نہ تھا ابھی مسجد سے باہر نہیں گیا تھا کہ ایک شخص نے آکر اس کی اقتدا کر لی پھر امام مسجد سے نکلا ہمارے اصحاب کے نزدیک دوسرا شخص پہلے کا خلیفہ ہو جائے گا (ظہیریہ)، پڑھتے ہوئے رُک گیا تو دوسرے کو خلیفہ بنا دینا چاہیے، یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس نے اس قدر قرارت نہ کی جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے، شرمندگی اور خوف کی وجہ سے پڑھنے سے رک گیا بھولا نہیں لیکن اس قدر قرارت کر چکا ہے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے خلیفہ نہ بنائے بلکہ رکوع میں چلا جائے اور اسی طرح نماز پڑھتا رہے۔ اگر خلیفہ بنایا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے کہ خلیفہ کی ضرورت نہیں ہے (تبیین)

اگر قرارت کرنا بالکل یاد نہ رہا بالاجماع خلیفہ بنانا جائز نہیں ہے (عینی شرح ہدایہ) ایک مسافر نے ایک مسافر کی اقتدا کی امام کو حدث ہوا اس نے کسی مقیم کو خلیفہ بنا دیا تو مسافر مقتدی کو پوری نماز پڑھنا لازم نہ ہو گی، اگر مسافر کو خلیفہ بنایا اور اس نے اس وقت اقامت کی نیت کر لی جماعت والے مسافروں کے لیے پوری نماز پڑھنا لازم نہ ہو گی (محیط سرخسی)۔

متعلقہ مسائل	ایک شخص کو حدث کا گمان ہوا اور مسجد سے خارج ہو گیا پھر معلوم ہوا کہ اسے حدث نہیں ہوا ہے از سر نو نماز پڑھے اور اگر مسجد سے خارج نہیں ہوا ہے جتنی نماز باقی ہے وہ پوری کرے (ہدایہ)

اس کے برعکس اگر کسی شخص کو یہ گمان ہوا کہ اس نے بلا وضو نماز شروع کر دی ہے یا موزوں پر مسح کیا تھا اور خیال ہوا کہ مسح کی مدت گذر چکی ہے، یا تیمم کیئے ہوئے تھا اور دور سے ریت دیکھ کر اسے پانی کا خیال ہوا یا صاحب ترتیب کو ظہر میں یہ خیال ہوا کہ میں نے فجر کی نماز نہیں پڑھی ہے یا کپڑے پر داغ دیکھا اور اس کو نجاست سمجھ لیا اور نماز سے ہٹ گیا اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔

گھر، عید گاہ اور جنازہ کی نماز پڑھنے کا مکان مسجد کے حکم میں ہے۔ جنگل میں صفوں کی جگہ مسجد کے حکم میں ہے اگر آگے بڑھا اور اس کے سامنے سترہ نہیں ہے صفوں کی جس قدر جگہ اس کے پیچھے ہے اس کا سامنا ہونا اور اگر اس کے سامنے سترہ ہے تو وہیں تک حد ہوگی، (تبیین) اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہے اس کے سامنے جہاں تک سجدہ کی جگہ ہے اسی قدر دائیں اسی قدر بائیں اور اسی قدر پیچھے مسجد کے حکم میں ہے (محیط)

عورت جب اپنی نماز پڑھنے کی جگہ سے ہٹ گئی اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ اس لیئے کہ اس کے مصلے کا وہی حکم ہے جو مردوں کے لیئے مسجد کا ہے اسی لیئے وہ اپنے مصلے پر اعتکاف کرتی ہے (تبیین) اگر نماز پڑھنے والے کو یہ اندیشہ ہے کہ مجھے حدث ہو جائے گا وہ نماز سے ہٹ گیا پھر اسے حدث ہوا اس پر بنا نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

ان مسائل میں نماز باطل ہو جاتی ہے

صبح کی نماز میں سورج نکل آئے یا جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت داخل ہو جائے یا زخم سے اچھی ہو کر کھچیاں گر جائیں یا معذور کا عذر زائل ہو جائے یا امی کو خلیفہ بنا دیا، یا اشارہ سے نماز پڑھتا تھا اب رکوع وسجدہ کی طاقت ہو گئی یا موزوں پر مسح کیا تھا اس کی مدت گذر گئی اور جبکہ پانی دستیاب ہو اگر پانی دستیاب نہ تھا نماز باطل نہ ہوگی، بعضوں نے کہا ہے باطل ہو جائے گی، یا تھوڑے عمل سے موزے نکال دیئے مثلاً موزے بہت ڈھیلے تھے ان کے نکالنے میں "عمل کثیر" کی ضرورت نہ تھی، اگر موزے "عمل کثیر" سے نکالے بالاجماع اس کی نماز پوری ہو گئی یا امی نماز پڑھتا تھا اسے کوئی سورۃ یاد آ گئی یا ایک شخص قرآن پڑھتا تھا اس سے سیکھنے میں مشغول نہیں ہوا صرف سن کر یاد کر لی، اگر حقیقۃً اس سے کوئی سورۃ سیکھی اس کی نماز پوری ہو جائے گی، یہ اس وقت ہے جب امی منفرد ہو یا امام ہو اور اس کی امامت جائز ہو لیکن اگر قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اکثر فقہا کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاسد نہ ہو گی (تبیین) یہی صحیح ہے (ظہیریہ) ننگے کو اتنا کپڑا مل گیا جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے یعنی اس میں ایسی نجاست نہیں لگی ہے جو مانع صلوٰۃ ہو یا اس میں اتنی نجاست لگی ہوئی ہے اور اس کے پاس ایسی چیز موجود ہے جس سے نجاست دور ہو سکے یا اس کے پاس نجاست دور کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے لیکن چوتھائی کپڑا یا اس سے زیادہ پاک ہے جس سے ستر ڈھک سکتا ہے یا مصلی تیمم کیئے ہوئے تھا اور پانی کے استعمال پر قادر ہو گیا یا کوئی فوت شدہ نماز یاد آ گئی اور ابھی ترتیب ساقط نہیں ہوئی ہے، یا وضو کر کے تیمم کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا اور مقتدی نے پانی دیکھ لیا یا مقتدی تھا اور امام سے کوئی نماز فوت ہو گئی امام صاحب ترتیب تھا اور مقتدی کو امام کی نماز کا فوت ہونا یاد آ گیا فقط مقتدی کی نماز باطل ہو گی (تبیین)۔

ان صورتوں میں جو نمازیں باطل ہو جاتی ہیں وہ نفل نہیں بن سکتیں صرف تین مسئلوں میں ہو سکتی ہیں

(۱) فائتہ نماز یاد آ گئی۔ (۲) سورج صبح کی نماز میں طلوع ہو گیا (۳) جمعہ کی نماز میں ظہر کا وقت نکل گیا۔ ان صورتوں میں یہ نمازیں نفل ہو جائیں گی۔ (جوہرہ نیرہ)

روایات مشہورہ کے بموجب یہ بارہ مسائل ہیں اس پر کچھ مسائل اور بھی زیادہ کیئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ رہا تھا پھر ایسی چیز مل گئی جس سے نجاست دھو سکتا ہے، قضا نماز پڑھ رہا تھا زوال کا وقت ہو گیا یا غروب

کی وجہ سے سورج متغیر ہوگیا یا سورج نکل آیا۔ باندی دوپٹے کے بغیر نماز پڑھ رہی تھی اسی حالت میں آزاد ہوگئی اور اپنا ستر فوراً نہ ڈھکا، یہ سب وہ مسائل ہیں کہ اگر مصلی کو مقدار تشہد بیٹھ جانے کے بعد یا سجدۂ سہو میں پیش آئیں اس کی نماز باطل ہوجائے گی اور اگر امام ہے تو مقتدیوں کی نماز بھی باطل ہوجائے گی، سلام پھیر دیا اور اس پر سجدۂ سہو باقی ہے اس وقت ان صورتوں میں سے کوئی صورت عارض ہوئی اور سجدہ کیا نماز باطل ہوجائے گی اور اگر سجدہ نہ کیا نماز باطل نہ ہوگی، قوم نے امام کے قدر تشہد بیٹھنے کے بعد امام سے پہلے سلام پھیر دیا پھر امام پر ان صورتوں میں سے کوئی صورت عارض ہوئی امام کی نماز باطل ہوگی اور قوم کی نماز باطل نہ ہوگی، اسی طرح امام نے سجدۂ سہو کیا اور قوم نے سجدہ نہ کیا پھر امام پر ان میں سے کوئی صورت عارض ہوئی تب بھی یہی حکم ہے۔ (تبیین)۔

ساتواں باب وہ چیزیں جن سے نماز فاسد یا مکروہ ہوتی ہے (دو فصلیں)

پہلی فصل ــــ نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں

نماز کو فاسد کرنے والی چیزوں کی دو قسمیں ہیں (۱) قولی۔ (۲) فعلی۔ پہلی قسم ان اقوال پر مشتمل ہے جن سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

اقوال نماز میں بھول کر یا جان کر خطاء سے یا ارادہ سے تھوڑی یا بہت بات چیت کی خواہ اپنی نماز کی اصلاح کے لیے ہو مثلاً امام قعدہ کے موقعہ پر کھڑا ہوگیا اور مقتدی نے کہا "بیٹھ جاؤ" یا کھڑے ہونے کے موقعہ پر بیٹھ گیا اور مقتدی نے کہا "کھڑے ہوجاؤ"، یا کلام اصلاح نماز کے لیے نہ ہو مثلاً ایسی باتیں کیں جیسے لوگ آپس میں کیا کرتے ہیں ان سب صورتوں میں ہمارے نزدیک از سرِ نو نماز پڑھے گا (محیط) یہ حکم اس صورت میں ہے جب بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے کلام کرے (فتاویٰ قاضی خاں)۔

نیز یہ حکم اس صورت میں ہے کہ کلام سنا جائے اگر ایسا کلام کیا جو سنا نہیں جاتا اور وہ خود سنتا ہے نماز فاسد ہوجائیگی (محیط) اگر خود نہیں سنتا اور حروف صحیح کہے نماز فاسد نہ ہوگی (زاہدی) نوازل میں ہے نماز کے اندر سوتے ہوئے کلام کیا نماز فاسد ہوگی یہی مختار ہے (محیط) اگر عمداً نماز کا سلام پھیرا نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اگر عمداً نہیں پھیرا اور اسے یہ گمان تھا کہ نماز پوری ہوچکی ہے نماز فاسد نہیں ہوگی اگر نماز کو بھی بھول گیا تھا نماز فاسد ہوجائے گی اگر کسی شخص کو سلام کیا ہر صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی (شرح ابوالمکارم)

مسبوق نے یہ جان کر سلام پھیرا کہ مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے یہ عمداً سلام کہلائے گا اس پر بنا جائز نہیں ہے (خلاصہ، فتاویٰ قاضی خاں) مسبوق نے اگر امام کے ساتھ سلام پھیرا اور اسے یاد ہے کہ میری نماز بھی باقی ہے اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر بھول گیا نماز فاسد نہ ہوگی، اس لیے کہ بھول کر سلام پھیرنا نماز کے تحریمہ سے باہر نہیں کرتا، (شرح طحاوی باب سجود سہو)۔

ایک شخص نے عشاء کی نماز پڑھی دو رکعتوں کے بعد تراویح سمجھ کر سلام پھیر دیا یا ظہر کی نماز میں دو رکعتوں کے بعد جمعہ سمجھ کر سلام پھیر دیا یا مقیم نے دو رکعتوں کے بعد مسافر سمجھ کر سلام پھیر دیا از سرنو نماز پڑھے گا، دو رکعتوں کے بعد یہ سمجھ کر کہ چار رکعات ہوگئی ہیں سلام پھیر دیا اسی طرح نماز پڑھتا رہے اور سجدہ سہو کرلے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

ان مسائل میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ سلام میں سہو اگر اصل صلوٰۃ کے بارے میں ہوا ہے نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر وصف صلوٰۃ میں ہوا ہے نماز فاسد نہ ہوگی (محیط، سترھویں فصل باب سجود السہو) بھول کر کسی شخص کو سلام کرنا چاہا اور "السلام" کہنے کے بعد یاد آیا کہ اس کو نماز کی حالت میں سلام کرنا جائز نہیں ہے اور خاموش ہوگیا اس کی نماز فاسد ہوجائے گی (محیط)۔

سلام کی نیت سے مصافحہ کیا اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اس لیئے کہ حقیقت میں یہ بھی کلام ہے، اشارہ سے سلام کا جواب نہ دے اگر اشارہ سے سلام کا جواب دیا یا مصلی سے کسی نے کوئی چیز مانگی اس نے ہاتھ یا سر سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا نماز فاسد نہ ہوگی (تبیین) لیکن مکروہ ہے (شرح منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیر الحاج) ایک شخص کو چھینک آئی نمازی نے یرحمک اللہ کہا اس کی نماز فاسد ہوجائے گی (محیطین)۔

اگر خود نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی خود اپنے نفس سے مخاطب ہوکر یرحمک اللہ کہا نماز فاسد نہ ہوگی (خلاصہ) نماز پڑھتے ہوئے چھینک آئی دوسرے نے یرحمک اللہ کہا اور مصلی نے آمین کہا نماز فاسد ہوجائے گی (منیۃ المصلی، محیط) ایک شخص کو چھینک آئی مصلی نے الحمد للہ کہا نماز فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ یہ جواب نہیں ہے اور اگر اس سے جواب یا استفہام کا ارادہ کیا صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد ہوجائیگی (تمرتاشی) نماز پڑھتے ہوئے چھینک آئی اور خود الحمد للہ کہا نماز فاسد نہ ہوگی اس کو دل میں کہنا مناسب ہے اور خاموش رہنا بہتر ہے (خلاصہ) اگر الحمد للہ نہ کہا کیا فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے گا صحیح یہ ہے کہ فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے، نماز پڑھنے والا اگر مقتدی ہے فقہا کے قول کے مطابق الحمد للہ نہ آہستہ سے کہے نہ آواز سے (تمرتاشی) دو آدمی نماز پڑھ رہے تھے ان میں سے ایک کو چھینک آئی ایک شخص نے جو نماز میں شریک نہ تھا الحمد للہ کہا اور ان دونوں نے آمین کہی چھینکنے والے کی نماز فاسد ہوگی اور نہ دوسرے شخص کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ یرحمک اللہ کہنے والے نے اس کے لیئے دعا نہیں کی تھی (ظہیریہ، فتاوی قاضی خاں)

فتاوی میں ہے اگر ایک شخص سے خطاب کرتے ہوئے یرحمک اللہ کہا اور دوسرے شخص نے آمین کہی آمین کہنے والے کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ اس کے لیئے دعا نہیں کی تھی (سراج الوہاج) قرآن شریف پڑھا یا اللہ کا ذکر کیا اور اس سے کسی آدمی کو حکم کرنے یا منع کرنے کا ارادہ کیا نماز فاسد ہوجائے گی، اور اگر اس سے اس شخص کو متنبہ کرنا چاہتا ہے جو نماز میں خلل ڈال رہا ہے نماز فاسد نہ ہوگی (تہذیب) امام سے کچھ غلطی ہوئی اور مقتدی نے سبحان اللہ کہدیا کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لیئے کہ اس سے نماز کی اصلاح مقصود ہے، امام نے دو رکعتوں کے بعد قعدہ نہ کیا اور تیسری رکعت کے لیئے اٹھ کھڑا ہوا مقتدی کو اس کے لیئے سبحان اللہ نہ کہنا چاہیئے اس لیئے کہ جب امام قیام کے قریب ہوگیا اس کو لوٹنا جائز نہیں ہے اس لیئے سبحان اللہ کہنا بھی کچھ مفید نہ ہوگا (بحر الرائق میں بدائع سے نقل ہے) اگر اپنے امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دیا نماز فاسد ہوجائے گی لیکن اگر سکھانے کا ارادہ نہیں کیا تلاوت کا ارادہ کیا نماز فاسد نہ ہوگی (محیط سرخسی)

ایک مرتبہ لقمہ دینے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے کئی بار ہونا شرط نہیں ہے۔ یہی اصح ہے (فتاویٰ قاضی خاں) غیر نماز پڑھنے والے نے نماز پڑھنے والے کو لقمہ دیا، اس نے لقمہ قبول کرلیا نماز فاسد ہوجائے گی، (منیۃ المصلی) اگر اپنے امام کو لقمہ دیا نماز فاسد نہ ہوگی،

بعض لوگوں نے کہا ہے اپنے امام کو لقمہ دینے میں تلاوت کا ارادہ کرنا چاہیئے اور صحیح یہ ہے اپنے امام کو لقمہ دینے کی نیت کرے قراءت کی نیت نہ کرے، فقہا نے کہا ہے یہ حکم اس وقت ہے جب امام اتنی قراءت پر اٹک گیا ہو جس سے نماز جائز نہیں ہوتی یا قراءت کے بعد اٹکا اور کوئی دوسری آیت شروع نہیں کی، لیکن اگر اتنا پڑھ چکا جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے یا اس وقت لقمہ دیا جب دوسری آیت شروع کر دی لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور صحیح یہ ہے لقمہ دینے والے کی نماز کسی حالت میں فاسد نہ ہوگی، صحیح قول کے بموجب اگر امام نے لقمہ قبول کر لیا اس کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی (کافی) مقتدی کو فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے اس لیئے کہ امام کا اس وقت یاد آجانا بہت ممکن ہے پس امام کے پیچھے مقتدی کی قراءت بلاضرورت ہوگی (محیط سرخسی)

امام کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے کی ضرورت نہ رہے اس لیئے کہ اس صورت میں قراءت کی حاجت ان پر رہتی ہے اور مقتدی کی قراءت مکروہ ہے، بلکہ اگر اتنی قراءت کر چکا ہے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے تو رکوع کر لے اور دوسری آیت کی طرف منتقل نہ ہو (کافی) ضرورت واقع ہونے کی تفسیر یہ ہے بار بار ایک آیت کو پڑھے یا خاموش کھڑا ہو جائے (نہایہ) امام اٹک گیا اس کو ایسے شخص نے لقمہ دیا جو نماز میں نہیں ہے اور اس وقت امام کو بھی یاد آگیا پس اگر امام نے اس کے لقمہ تمام ہونے سے پہلے پڑھنا شروع کر دیا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر شروع نہیں کیا تھا اس کی نماز فاسد ہوگی اس لیئے کہ اس کا یاد آنا اس کے لقمہ دینے کی جانب منسوب کیا جائے گا، قریب البلوغ لڑکے کا لقمہ دینا بالغ کے حکم میں ہے، مقتدی نے ایسے شخص سے سنا جو نماز میں داخل نہیں ہے اور سن کر اپنے امام کو لقمہ دیا سب کی نماز باطل ہو جائے گی اس لیئے کہ خارج سے تلقین ہوئی ہے (بحر الرائق میں قنیہ سے منقول ہے) نماز میں کوئی بری خبر سنی اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا یا خوشی کی خبر سنی اور الحمد للہ کہا اور اس کے جواب کا ارادہ کیا نماز فاسد ہوگی، اگر جواب کا ارادہ نہیں کیا یا اس بات کی اطلاع کا ارادہ کیا کہ وہ نماز میں ہے بالاجماع نماز فاسد نہ ہوگی (محیط سرخسی)

اور اگر تعجب کی خبر سنی اور سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ یا اللہ اکبر کہا اور اس سے جواب کا ارادہ نہ کیا سب کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر جواب کا ارادہ کیا ہے امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی (خلاصہ) اگر بچھو نے ڈنک مارا اور بسم اللہ کہا امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی (ظہیریہ) بعضوں نے کہا ہے فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ یہ اس طرح کی بات نہیں ہے جس طرح کی باتیں لوگ آپس میں کرتے ہیں، نصاب میں ہے اسی پر فتویٰ ہے (بحر الرائق) چاند دیکھ کر ربی و ربک اللہ کہا امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نماز فاسد ہوگی، بخار یا کسی مرض کے دفع کرنے کے لیئے قرآن کی کوئی آیت پڑھی فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی، (ظہیریہ) مریض نے کھڑے ہوتے ہوئے یا جھکتے ہوئے مشقت اور تکلیف کی وجہ سے بسم اللہ کہا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، اسی پر فتویٰ ہے (مضمرات)

صدر الشہید کی جامع صغیر میں ہے انا للہ وانا الیہ راجعون سے اگر جواب کا ارادہ کیا ہے سب کے نزدیک نماز فاسد ہوگی، اللہم صل علی محمد یا اللہ اکبر کہا اور جواب کا ارادہ نہیں کیا بالاجماع نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر جواب کا ارادہ کیا بعضوں نے کہا سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی، یہی ظاہر ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں درود پڑھا اور وہ دوسرے کے جواب میں نہ تھا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنا اور اس کے جواب میں درود پڑھا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، ایک شخص نے ماکان محمد ابا احد من رجالکم پڑھا دوسرے شخص نے نماز میں سن کر درود پڑھا اس کی نماز فاسد ہوگی اسی طرح کسی شخص نے ایسی آیت پڑھی جس میں شیطان کا ذکر تھا اور دوسرے شخص نے نماز میں سن کر لعنۃ اللہ کہا اس کی نماز

فاسد نہ ہوگی۔ ایک شخص نے بلند آواز سے کہا ضرورتوں کے پورا ہونے کے لیئے سورۂ فاتحہ پڑھو اور مسبوق نے سورۂ فاتحہ پڑھی اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اسی پر فتویٰ ہے (خلاصہ) اگر ایسا شعر جو بعینہٖ قرآن میں موجود ہے جیسے ..... یہ قول

ارأیت الذی یکذب بالدین فذالک الذی یدع الیتیم
تونے دیکھا اس کو جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونے کو سو یہ وہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو

یا جیسے یہ قول:۔

ویخزھم وینصرکم علیھم ویشف صدور قوم مؤمنین
اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور مؤمن لوگوں کے دلوں کو شفا عطا فرمائے گا

اور اس سے شعر پڑھنے کا ارادہ کیا نماز فاسد ہو جائے گی (محیط سرخسی) اگر کوئی شعر یا خطبہ تصنیف کیا اور اپنی زبان سے نہ کہا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن بُرا کیا، (منیۃ المصلی) فتاویٰ میں ہے اگر نماز کے اندر سوچ کر کسی حدیث، شعر خطبہ یا مسئلہ کو یاد کیا مکروہ ہے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، (سراج الوہاج) نماز میں "نعم" کا لفظ اس کی زبان سے نکل گیا اگر کلام میں بولنے کی اسے عادت تھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر عادت نہ تھی اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ یہ قرآن میں سے شمار کیا جائے گا (محیط سرخسی) فارسی میں آرے کہا اس کا بھی وہی حکم ہے جو نعم کا تھا، اگر عادۃً کہا نماز فاسد ہوگی ورنہ فاسد نہ ہوگی، (فتاویٰ قاضی خاں)

نماز کے اندر ایسی دعا مانگی جس کا سوال بندوں سے محال ہے مثلاً عافیت مغفرت یا رزق کی دعا مانگی یا اللھم ارزقنی الحج یا اللھم اغفرلی کہا نماز فاسد نہ ہوگی، اگر ایسی دعا مانگی جس کا سوال بندوں سے محال نہیں ہے مثلاً اللھم اطعمنی، اللھم اقض دینی یا اللھم زوجنی کہا نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اللھم ارزقنی فلانۃ کہا صحیح یہ ہے نماز فاسد ہو جائے گی اس لیئے کہ یہ لفظ بھی اسی قبیل سے ہے جو لوگوں کی گفتگو میں باہم استعمال ہوتا ہے، اگر اللھم اغفرلی ولوالدی کہا نماز فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ یہ قرآن میں موجود ہے، اگر اللھم اغفر لاخی کہا شیخ ابو الفضل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نماز فاسد ہو جائے گی، اور صحیح یہ ہے نماز فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ وہ قرآن میں موجود ہے (محیط سرخسی) اللھم اغفر لامی، اللھم اغفر لعمی، یا اللھم اغفر لخالی یا اللھم اغفر لزید کہا نماز فاسد ہو جائے گی، (سراج الوہاج)

امام نے ڈرانے والے یا رغبت دلانے والے مضمون کی ایک آیت پڑھی، مقتدی نے صدق اللہ وبلغت رسلہ کہا اس نے برا کیا اور نماز فاسد نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں، ظہیریہ) نماز پڑھنے والا جب یا ایہا الذین آمنوا پڑھتا ہے تو سر اٹھا کر کہتا ہے لبیک سیدی ایسا نہ کہنا بہتر ہے اور اگر کہا بعض فقہانے فرمایا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (محیط سرخسی) یہی صحیح ہے (یہ فتاویٰ قاضی خاں کے ان مسائل میں مذکور ہے جو قرارت قرآن سے متعلق ہیں) حج کرنے والے نے نماز میں لبیک کہا نماز فاسد ہو جائیگی (خلاصہ) ایام تشریق میں اللہ اکبر کہا نماز فاسد نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) نماز میں اذان کے کلمات اذان کے ارادہ سے کہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی (محیط)۔

نماز میں اذان سنی جو مؤذن کہتا ہے وہی دہرانے لگا اگر اذان کا جواب دینے کا ارادہ کیا نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر یہ ارادہ نہ کیا نماز فاسد نہ ہوگی، اگر اس نے کچھ نیت نہ کی تب بھی فاسد ہو جائے گی (محیط سرخسی) نماز پڑھنے والے کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اس نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم کہا اگر یہ وسوسہ امور آخرت سے متعلق تھا نماز فاسد

نہ ہوگی اور اگر امورِ دنیا سے متعلق تھا نماز فاسد ہوجائے گی، (تمرتاشی)، نماز کے آخر میں تشہد بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا اور تشہد پڑھنا شروع کر دیا تھوڑا سا تشہد پڑھ کر تمام ہونے سے پہلے سلام پھیر دیا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اس لیے کہ پہلا قعدہ اس کے دوبارہ بیٹھکر تشہد پڑھنے سے باطل ہوگیا پس جب تشہد پورا ہونے سے پہلے سلام پھیر دیا نماز فاسد ہوجائے گی، حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ پہلا قعدہ اس کے دوبارہ بیٹھ کر تشہد پڑھنے سے پورا باطل نہ ہوگا، صرف اس قدر باطل ہوگا جس قدر اس نے تشہد پڑھا ہے یا بالکل باطل نہ ہوگا اس لیے کہ تشہد پڑھنے کا محل قعدہ ہے اور اس کے باطل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اسی پر فتویٰ ہے، اسی وجہ سے مشائخ میں اُس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے جس میں ائمہ سے کوئی روایت نہیں ہے مثلاً الحمد اور سورۃ پڑھنا بھول گیا رکوع میں چلا گیا، رکوع میں یاد آیا پھر قرارت کے لیے سیدھا کھڑا ہوگیا پھر نادم ہوکر سجدہ میں چلا گیا رکوع کا اعادہ نہ کیا بعض نے کہا اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اس لیے کہ قرارت کے لیے جب وہ کھڑا ہوا تھا اس کا پہلا رکوع باطل ہوگیا پس جب پھر رکوع کا اعادہ نہ کیا اس کی نماز باطل ہوجائے گی، بعض نے کہا پورا رکوع باطل نہ ہوگا یا کچھ باطل نہ ہوگا، اس لیے کہ رکوع کا باطل ہونا قرارت کی وجہ سے تھا اور جب اس نے قرارت نہ کی گویا اس نے یہ فعل ہی نہیں کیا (فتاویٰ قاضی خاں)۔

نماز میں بلند آواز سے رویا یا آہ آہ، اُوہ اُوہ کی اور اس سے حروف پیدا ہوگئے اگر یہ جنت یا دوزخ کے ذکر سے تھا اس کی نماز پوری ہوگئی اور اگر درد یا مصیبت کی وجہ سے تھا اس کی نماز فاسد ہوگی، اگر گناہوں کی کثرت سے آہ آہ کی نماز قطع نہ ہوگی، نماز میں اتنا رویا کہ جس سے صرف آنسو بہے اور آہ نہ نکلی نماز فاسد نہ ہوگی، "انین" کے معنی یہ ہیں کہ آہ آہ کرے اور "تاوّہ" کے معنی یہ ہیں کہ اوہ اوہ کرے (تاتارخانیہ) اگر آخ آخ کہا بالاجماع نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر نہ سنا گیا نماز فاسد نہ ہوگی لیکن مکروہ ہوگی اس لیے کہ یہ کلام نہیں ہے (محیط سرخسی) سجدہ کی جگہ سے مٹی میں پھونک ماری اگر سانس لینے کی طرح اس میں آواز نہ تھی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے، اور اگر پھونک مارنے میں آواز پیدا ہوئی جس سے حروف تہجی بن جاتے ہیں تو یہ کلام کے مرتبہ میں ہے اور اس سے نماز قطع ہوجائے گی (خلاصہ)۔

جانور کو "ہر" یا کتے کو "جر" کہہ کر ہٹا دیا نماز قطع ہوجائے گی، اور اگر اس طرح ہٹایا جس سے حروف تہجی نہیں پیدا ہوئے نماز قطع نہ ہوگی، ایک شخص نے بلّی کو اس طرح بلایا جس سے حروف تہجی بن گئے نماز قطع ہوجائے گی اور اگر حروف تہجی نہیں بنے نماز قطع نہ ہوگی، اسی طرح اگر بلی کو بھگایا اور اس سے حروف تہجی بن گئے نماز قطع ہوجائے گی (ذخیرہ)۔ بلا عذر کھنکارا وہ مجبور نہ تھا اور اس سے حروف حاصل ہوگئے نماز فاسد ہوجائے گی (تبیین) اگر اس سے حروف ظاہر نہیں ہوئے بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی لیکن مکروہ ہوگی (بحرالرائق) اگر معذور تھا مثلاً مجبوری سے کھنکارا نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے، اسی طرح آہ آہ یا اوہ اوہ اگر عذر کی بنا پر ہے مثلاً مریض ہے اور اپنے اوپر قادر نہیں ہے اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہ چھینک یا ڈکار کے حکم میں شمار ہوگا، اگر چھینک ماری یا ڈکار آئی اور اس سے کلام پیدا ہوگیا نماز فاسد نہ ہوگی (محیط سرخسی)

اپنی آواز درست کرنے کے لیے یا اس کو اچھا بنانے کے لیے کھنکارا صحیح قول کے مطابق نماز فاسد نہ ہوگی، اسی طرح اگر امام سے کوئی خطا ہوئی اور اس کو بتلانے کے لیے کھنکارا نماز فاسد نہ ہوگی، غایۃ میں لکھا ہے اگر کوئی شخص اس لیے کھنکارا تاکہ دوسرے کو آگاہ کردے کہ وہ نماز میں ہے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (تبیین)۔

قرآن میں دیکھ کر قرارت کی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہوگی، صاحبینؒ کے نزدیک فاسد نہ ہوگی۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے قرآن شریف کا اٹھانا اس کی اوراق گردانی، اس میں نظر کرنا عمل کثیر ہے، اور اس کے بغیر نماز ادا ہو سکتی ہے، اس سے معلوم ہوا اگر قرآن شریف اس کے سامنے رحل پر رکھا ہوا ہے وہ اس کو نہیں اٹھاتا اور نہ اس کی اوراق گردانی کرتا ہے، یا محراب میں لکھا ہوا ہے اور اسے دیکھکر پڑھتا ہے نماز فاسد نہ ہوگی، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ مصحف سے مدد لینا تعلّم (سیکھنا) کہلاتا ہے جو اعمال صلوٰۃ میں نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن اٹھائے یا نہ اٹھائے ہر صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے، یہی صحیح ہے (کافی)

قرآن شریف یاد ہے لکھی ہوئی آیتوں سے قرآن شریف اٹھائے بغیر پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ نہ قرآن شریف اٹھایا اور نہ اس سے تلقین حاصل کی، مختصر اور جامع صغیر میں مصحف سے دیکھ کر پڑھنے میں قلیل ہو یا کثیر کوئی فرق نہیں کیا ہے، بعض مشائخ نے کہا ہے اگر ایک آیت کی مقدار پڑھا نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ایک آیت کی مقدار نہیں پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی، بعض نے کہا اگر سورۂ فاتحہ کے بقدر قرارت کی نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ فاسد نہ ہوگی (تبیین) نماز میں قرآن کی لکھی ہوئی آیت پر نظر کی اور اسے سمجھ لیا بلا خلاف نماز جائز ہے (نہایہ)

جامع صغیر حسامی میں ہے نماز میں اگر کسی فقہ کی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو سمجھ لیا بالاجماع نماز فاسد نہ ہوگی (تاتارخانیہ) محراب پر قرآن شریف کے علاوہ کچھ اور لکھا تھا مصلی نے دیکھا غور و فکر کیا اور سمجھ لیا امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق نماز فاسد نہ ہوگی، اسی کو ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق نماز فاسد ہوگی، (ذخیرہ) صحیح یہ ہے اس کی نماز بالاجماع فاسد نہ ہوگی، (ہدایہ) بالارادہ سمجھنے والے اور بلا ارادہ سمجھنے والے کے درمیان صحیح قول کے مطابق کوئی فرق نہیں ہے (تبیین) نماز میں انجیل، توراۃ یا زبور میں سے کچھ پڑھا وہ اچھی طرح قرآن پڑھ سکتا ہے یا نہیں پڑھ سکتا دونوں صورتوں میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، (فتاویٰ قاضی خاں)

افعال دوسری قسم وہ افعال ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (محیط سرخسی) قلیل و کثیر کی تعریف میں اختلاف ہے اور اس بارہ میں تین قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے جو کام عادۃً دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے "کثیر" ہے اگرچہ وہ ایک ہی ہاتھ سے کرے مثلاً عمامہ باندھنا، کرتہ پہننا، پائجامہ باندھنا، کمان سے تیر چھوڑنا، اور جو کام عادۃً ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے "قلیل" ہے اگرچہ دونوں ہاتھوں سے کرے مثلاً کرتہ اتارنا، پاجامہ کھولنا، ٹوپی اوڑھنا، ٹوپی اتارنا، لگام اتارنا وغیرہ (تبیین) جو کام عادۃً ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ قلیل اس وقت تک ہی ہے جب تک بار بار نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں)۔

دوسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنی رائے میں جسے قلیل سمجھے "قلیل" ہے اور جسے کثیر سمجھے "کثیر" ہے، یہ قول حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے زیادہ قریب ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ہر وہ عمل جسے دیکھ کر دور سے دیکھنے والا یقین کرے کہ وہ نماز میں نہیں ہے عمل کثیر ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر شک ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، یہی اصح ہے (تبیین) یہی احسن ہے (محیط سرخسی) اسی کو اکثر فقہاء نے اختیار کیا ہے (فتاویٰ قاضی خاں، خلاصہ) تلوار گلے میں ڈالی یا گلے سے نکالی اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اسی طرح اپنی چادر اوڑھی یا ہلکی چیز اٹھائی جس کو ایک ہاتھ سے اٹھایا کرتے ہیں، یا کسی بچہ یا کپڑے کو کاندھے پر اٹھایا نماز فاسد نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اگر ایسی چیز اٹھائی جس کے اٹھانے میں تکلیف و مشقت ہوتی ہے نماز فاسد ہو جائیگی

(ظہیریہ) اگر جان کر یا بھول کر کھایا یا پیا نماز فاسد ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)، دانتوں میں کچھ کھانا تھا وہ نگل لیا اگر چنے سے کم تھا نماز فاسد نہ ہوگی لیکن مکروہ ہوگی اور اگر چنے کے برابر تھا نماز فاسد ہوگی (سراج الوہاج میں فتاویٰ سے نقل کیا ہے، تبیین، بدائع، شرح طحاوی) بقالی نے ذکر کیا ہے یہی اصح ہے (برجندی) دانتوں سے خون نکلا اور نگل لیا اگر اس پر تھوک غالب تھا نماز فاسد نہ ہوگی (سراج الوہاج)۔ نصاب میں ہے ایک شخص نے نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ پی لیا پھر نماز شروع کر دی اور اس کے منہ میں کچھ کھانے پینے کی چیز باقی رہ گئی تھی اور اس بقیہ کو کھا پی لیا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، اسی پر فتویٰ ہے، اسی طرح اس کے دانتوں میں اگر کوئی چیز باقی تھی اور وہ نماز پڑھ رہا ہے اس نے نگل لیا اگرچہ چنے کے برابر ہو نماز فاسد نہ ہوگی، یہ قول حضرت امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا ہے (مضمرات) دانتوں سے خون نکلا اس کو نگل گیا اگر منہ بھر کر نہ تھا نماز فاسد نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں، خلاصہ، محیط) خارج سے ایک تل لے کر نگل لیا نماز فاسد ہو جائے گی، یہی اصح ہے، کوئی میٹھی چیز نگل کر نماز میں داخل ہوا لیکن اس کی شیرینی منہ میں موجود تھی وہ بھی نگل گیا نماز فاسد نہ ہوگی، قند یا شکر منہ میں رکھی لیکن اسے نہیں چبایا اور نماز پڑھتے ہوئے اس کی شیرینی حلق میں اتر گئی نماز فاسد ہو جائے گی (محیط سرخسی) یہی مختار ہے (ظہیریہ)

بہت سا گوند چبایا نماز فاسد ہو جائے گی (محیط سرخسی) چھالی چبائی اور وہ نہیں ٹوٹی اگر زیادہ چبائی اس لیے نماز فاسد ہوگی کہ یہ عمل کثیر ہے، اور اگر کچھ ٹوٹ کر اس کے حلق میں داخل ہوگئی اگرچہ تھوڑی ہو نماز فاسد ہو جائے گی، اگر اسے نہیں چبایا اور تھوک کے ساتھ حلق کے اندر چلی گئی نماز فاسد نہ ہوگی، اولہ، کوئی قطرہ یا برف کا ٹکڑا اس کے منہ میں چلا گیا اور نگل لیا نماز فاسد ہو جائے گی (سراج الوہاج) نماز پڑھتے ہوئے چراغ کی بتی اٹھائی نماز فاسد نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)۔ نماز پڑھتے ہوئے چراغ کی بتی رکھ دی نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ یہ "عمل قلیل" میں داخل ہے (سراج الوہاج میں فتاویٰ سے منقول ہے) منہ بھر کر قے کی وضو ٹوٹ جائے گا نماز فاسد نہ ہوگی[1]، اگر منہ بھر کر قے نہیں ہوئی وضو بھی نہیں ٹوٹے گا اور نماز بھی فاسد نہ ہوگی، منہ بھر کر قے کی اور نگل گیا اور وہ اس کے اگل دینے پر قادر تھا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر منہ بھر کر نہ تھی حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق نماز فاسد نہ ہوگی اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق فاسد ہو جائے گی، حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں زیادہ احتیاط ہے (فتاویٰ قاضی خاں) عمداً قے کی اور منہ بھر کر نہ تھی اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر منہ بھر کر تھی نماز فاسد ہو جائے گی (محیط

نماز میں قبلہ کی طرف چلا اور وہ لاحق نہیں ہے اور مسجد سے نہیں نکلا نماز فاسد نہ ہوگی، اور میدان میں جب تک صفوں سے نہیں نکلا نماز فاسد نہ ہوگی (منیۃ) قبلہ کی طرف پشت کر دی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ظہیریہ) نماز میں ایک صف کی مقدار چلا نماز فاسد نہ ہوگی اگر ایک بار دو صفوں کی مقدار چلا نماز فاسد ہو جائے گی، اگر ایک بار ایک صف کے برابر چلا کچھ دیر ٹھہرا پھر ایک صف کے برابر چلا نماز فاسد نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)۔ رفع یدین سے نماز فاسد نہیں ہوتی، سواری کے گدھے کو دونوں پاؤں پھیلا کر ہانکا نماز فاسد ہوگی، اگر ایک پاؤں سے ہانکا نماز فاسد نہ ہوگی (خلاصہ) ایک پاؤں برابر ہلاتا رہا نماز فاسد نہ ہوگی، دونوں پاؤں ہلائے نماز

---

[1] فتاویٰ میں درج شدہ عبارت پر قوی اشکال ہے کہ وضو ٹوٹ جائے گا لیکن نماز فاسد نہ ہوگی اس سلسلہ میں فتاویٰ کے دوسرے مطبوعہ نسخوں کی طرف مراجعت کی گئی سب میں یہی عبارت تھی، اس کے بعد اس کے مآخذ یعنی فتاویٰ قاضی خاں کی طرف رجوع کیا تو اس میں اس مسئلہ کے ضمن میں یہ عبارت بھی ملی جس سے اشکال ختم ہو گیا پوری عبارت یہ ہے اذا قاء ملأ الفم تنتقض طہارتہ ولا تفسد صلوٰتہ ولہ ان یتوضأ ویبنی (فتاویٰ قاضی خاں) یہ مسئلہ بنا کا ہے مطلب یہ ہے کہ قے سے پہلے جو نماز ادا کر چکا ہے وہ اس کے حق میں معتبر سمجھی جائے گی اس کے لیے جائز ہے کہ وضو کر کے اس پر بنا کرے۔ مترجم

فاسد ہو جائے گی، اس قائل نے دونوں پاؤں کے عمل کو دونوں ہاتھوں کے عمل پر، اور ایک پاؤں کے عمل کو ایک ہاتھ کے عمل پر قیاس کیا ہے، بعض نے کہا ہے اگر دونوں پاؤں تھوڑی دیر ہلائے نماز فاسد نہ ہوگی (محیط) یہی اوجہ ہے (بحر الرائق)۔ اپنا سینہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا اور معذور نہیں ہے نماز فاسد ہوگی اور اگر منہ پھیرا سینہ نہ پھیرا نماز فاسد نہ ہوگی (زاہدی) لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب فوراً اپنا منہ قبلہ کی طرف پھیر لے (ذخیرہ)

جانور پر سوار ہوا نماز فاسد ہو جائے گی اس لیئے کہ یہ کام دونوں ہاتھوں کے بغیر وقوع پذیر نہیں ہو سکتا، سواری سے اتر گیا نماز فاسد نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

فتاویٰ فضلی میں ہے کہ ایک شخص جنگل میں نماز پڑھ رہا ہے وہ اپنے کھڑے ہونے کی جگہ سے سجدہ کرنے کی جگہ کے برابر پیچھے ہٹ گیا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، اسی طرح دائیں بائیں اور پیچھے "مقدار سجود" کا اعتبار کیا گیا ہے، اس کو مسجد کا حکم دیا جاتا ہے، جب تک اتنی جگہ سے نہیں بڑھا مسجد سے باہر نہیں ہوا، اس باب میں لکیر کھینچ لینے کا اعتبار نہیں ہے یہاں تک اگر ایک شخص اپنے گرد لکیر کھینچ لے وہ لکیر سے باہر نہیں ہوا لیکن مقدار سجود سے باہر ہو گیا نماز فاسد ہو جائے گی (محیط) صف کے درمیان کچھ جگہ خالی تھی اس میں کوئی شخص داخل ہوا نمازی جگہ کشادہ ہونے کے لیئے آگے بڑھ گیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[1]، (خزانۃ الفتاوی، قنیہ)

ایک شخص نے مغرب کی نماز گھر شروع کی ایک شخص نے اس کے پیچھے آکر نفل کی نیت باندھ لی امام بھول کر چوتھی رکعت کی طرف کھڑا ہوا اور تیسری رکعت پر نہ بیٹھا، مقتدی نے اس کی متابعت کی فقہا نے کہا ہے امام اور مقتدی دونوں کی نمازیں فاسد ہو جائینگی (فتاویٰ قاضی خان)۔ بچھو یا سانپ کے مارنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ایک ضرب میں مرے یا متعدد ضربوں میں، یہی اظہر ہے۔

مجمع النوازل میں لکھا ہے مقتدی کو یہ حادثہ پیش آئے اور اس کی طرف جوتا لے کر دوڑے اگرچہ امام سے آگے بڑھ جائے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (خلاصہ) ہر قسم کے سانپوں کا یہی حکم ہے، یہی صحیح ہے (ہدایہ) نماز میں سانپ یا بچھو کا مارنا اس وقت مباح ہے جب وہ اس کے سامنے سے گذرے اور ڈس لینے کا اندیشہ ہو، اگر ڈس لینے کا اندیشہ نہیں ہے تو مکروہ ہے (محیط) مسلسل تین پتھر پھینکے یا جوئیں ماریں یا مسلسل تین بال اکھیڑے، یا آنکھوں میں سرمہ لگایا نماز فاسد ہوگی، (ظہیریہ) حجۃ میں ہے بعض مشائخ نے کہا اگر ایک شخص نے اپنے ہاتھ پھیلا کر خوب طاقت لگا کر ہوا میں پتھر پھینکا، ایک پتھر کے پھینکنے سے نماز فاسد ہو جائے گی (تاتارخانیہ)

حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے ایک شخص سواری پر نماز پڑھ رہا تھا اس نے تیز چلانے کے لیئے مارا نماز فاسد ہو جائے گی بعض نے کہا ہے ایک یا دو بار کے مارنے سے نماز فاسد نہ ہوگی، اگر ایک رکعت میں مسلسل تین بار مارے گا نماز فاسد ہوگی (محیط) ایک شخص کو ایک ہاتھ یا کوڑے سے مارا نماز فاسد ہوگی[2]، (زینۃ المصلی) پرندے پر پتھر پھینکا نماز فاسد نہ ہوگی لیکن مکروہ ہوگی، (خلاصہ) ڈھیلے موزوں کو نکال دیا نماز فاسد نہ ہوگی (محیط سرخسی) موزے پہن لیئے نماز فاسد ہو جائے گی، جانور کے لگام دی، زین کسی یا زین اتار دی، نماز فاسد ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) تین کلمے لکھے نماز فاسد ہوگی اور اگر تین سے کم لکھے نماز فاسد نہ ہوگی، فتاویٰ میں ہے تین کلموں کی مقدار مجمع النوازل میں لکھی ہے (خلاصہ) ہوا یا بدن پر کچھ لکھا جو ظاہر نہیں ہوتا نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ بہت ہو

---

[1] یہ قول مفتی بہ نہیں ہے۔ [2] کبیری میں یہ مسئلہ نقل کرنے کے بعد دلیل دیتے ہیں کہ کسی کو ہاتھ یا کوڑے مارنا یا بطور مخاصمت کے ہوگا یا اصلاح کی غرض سے ہوگا یا ہنسی مذاق کے طور پر ہوگا اور ان میں سے ہر ایک عمل کثیر ہے۔

(مولانا) لقمان الحق فاروقی

(سراج الوہاج)۔ دروازہ بند کیا نماز فاسد نہ ہوگی دروازہ کھولا نماز فاسد ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)۔

ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی بچہ نے آکر پستان چوسا اگر دودھ نکل آیا نماز فاسد ہوگی اور اگر نہیں نکلا فاسد نہ ہوگی اس لیئے کہ جب دودھ نکلا تو دودھ پلانا ثابت ہوا، اور اس کے بغیر دودھ پلانا ثابت نہیں ہوتا (محیط سرخسی) بچہ نے تین مرتبہ چوسا تو دودھ نکلے بغیر بھی عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں، خلاصہ) ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی اس کے شوہر نے رانوں میں مجامعت کی نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ کسی قسم کی رطوبت نہ نکلی ہو، اسی طرح اگر شہوت سے یا بغیر شہوت کے عورت کا بوسہ لیا یا شہوت سے مساس کیا عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر عورت نے نماز پڑھنے والے مرد کا بوسہ لیا اور اس کو شہوت نہ ہوئی مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی، جس عورت کو طلاق رجعی دے چکا ہے اگر نماز کے اندر شہوت سے اس کی فرج دیکھی، طلاق سے رجعت ہو جائے گی اور ایک روایت کے بموجب اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، یہی مختار ہے (خلاصہ) نماز پڑھتے ہوئے اپنے سر یا ڈاڑھی پر تیل ملا یا سر پر گلاب کا پانی ڈالا اس کی نماز فاسد ہوگی، کہا گیا ہے یہ حکم اس صورت میں ہے جب شیشی لے کر سر پر تیل ڈالے اگر تیل ہاتھ میں تھا اُس سے اپنے سر یا ڈاڑھی پر مسح کر لیا نماز فاسد نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) اپنی ڈاڑھی میں کنگھی کی نماز فاسد ہوگی (محیط سرخسی)

ایک رکن میں تین بار کھجایا نماز فاسد ہوگی، یہ حکم اس صورت میں ہے جب ہر بار اپنا ہاتھ اٹھائے، اگر ہر بار ہاتھ نہ اٹھایا نماز فاسد نہ ہوگی، ایک بار کھجایا نماز مکروہ ہوگی (خلاصہ) سجدہ کی جگہ سے کوئی گذرا اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور گذرنے والا شخص گنہ گار ہوگا، اس مسئلہ میں فقہانے بہت کلام کیا ہے کہ نماز پڑھنے والے کی کس جگہ تک گذرنا مکروہ ہے، اصح یہ ہے کہ نمازی کے قدموں سے سجدہ کرنے کی جگہ تک گذرنا مکروہ ہے (تبیین) ہمارے مشائخ نے کہا ہے ایک شخص نماز میں سجدہ کی جگہ پر نظر جمائے ہوئے ہے اور گذرنے والے پر اس کی نظر نہ پڑے، مکروہ نہیں ہے، یہی صحیح ہے۔ (خلاصہ) یہی اصح ہے (بدائع) یہ صواب سے زیادہ قریب ہے (نہایہ) یہ جنگل کا حکم ہے، اگر مسجد میں ہے اور گذرنے والے اور نمازی کے درمیان کوئی حائل ہے مثلاً کوئی مرد، یا ستون وغیرہ کوئی کراہت نہیں ہے، اور اگر اس کے درمیان میں کوئی حائل نہیں ہے اور مسجد چھوٹی ہے، ہر جگہ سے گذرنا مکروہ ہے بڑی مسجد جنگل کے حکم میں ہے (کافی)۔

اگر دکان پر نماز پڑھ رہا تھا گذرنے والے کے اعضا نماز پڑھنے والے کے مقابل آجائیں مکروہ ہے اور اگر مقابل نہیں آئے مکروہ نہیں ہے (محیط سرخسی) اگر دو شخص برابر سے گذریں اس شخص کے لیئے کراہت ہوگی جو مصلی کے قریب ہوگا (سراج الوہاج) فقہانے کہا ہے ایک شخص سوار ہے وہ نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذرنا چاہتا ہے اس کے لیے حیلہ یہ ہے کہ اپنی سواری کی آڑ میں ہو کر گذر جائے، تب گنہ گار نہ ہوگا اس لیئے کہ جانور کی آڑ ہو جائے گی (نہایہ) دو شخص گذرنا چاہیں تو ایک شخص نماز پڑھنے والے کے سامنے کھڑا ہو جائے اور دوسرا شخص اس کی آڑ میں گذر جائے پھر پہلا شخص یہی کرے اسی طرح دونوں گذر جائیں (قنیہ)

جو شخص جنگل میں نماز پڑھنا چاہتا ہے اسے اپنے سامنے ایک سترہ کھڑا کرنا چاہیئے جس کی لمبائی ایک ہاتھ اور موٹائی انگلی کے برابر ہو، اس کو اپنی داہنی یا بائیں بھوؤں کے سامنے رکھے، داہنی بھوؤں کے سامنے کرنا افضل ہے (تبیین) لکڑی کا گاڑنا اگر مشکل ہے زمین پر رکھدے (کافی) اس مسئلہ کی ایک جماعت نے جن میں قاضی خاں بھی ہیں انھوں نے جامع صغیر کی شرح میں اس کی تصحیح فرمائی ہے، (بحرالرائق) یہی اصح ہے (خلاصہ) قنیہ میں ہے یہی مختار ہے (شرح ابوالمکارم) سترہ کو لمبائی میں اپنے سامنے رکھے چوڑائی میں نہ رکھے (تبیین) اگر نماز پڑھنے والے کے پاس کوئی لکڑی، گاڑنے یا سامنے رکھنے کی چیز نہیں

ہے عامۂ مشائخ کا یہ مذہب ہے کہ خط نہ کھینچے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہی ہے ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہے خط کھینچے اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں یہ بھی منقول ہے، جو فقہا خط کھینچنے کو جائز کہتے ہیں کیفیت خط میں مختلف ہیں بعض نے کہا ہے طول میں خط کھینچے اور بعض کہتے ہیں محراب کی صورت میں خط کھینچنا چاہیئے (محیط) سامنے گذرنے کا کوئی خوف نہیں ہے اور راستہ کی طرف منہ نہیں ہے اگر سترہ کھڑا نہ کرے کوئی مضائقہ نہیں ہے (تبیین) امام کے سامنے جو سترہ ہے وہی پوری جماعت کا سترہ شمار کیا جائے گا، اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے سترہ نہیں ہے اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گذرے یا سترہ ہے لیکن نمازی اور سترہ کے درمیان سے کوئی شخص گذرنا چاہے اس کو اشارہ سے یا تسبیح (سبحان اللہ) سے روکے (ہدایہ)۔

فقہا نے کہا ہے یہ حکم مردوں کے لیئے ہے اور عورتوں کے لیئے یہ حکم ہے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ ماریں اس کا طریقہ یہ ہے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کی پشت بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ماریں (بحر الرائق میں غایۃ البیان سے منقول ہے) اشارہ اور تسبیح دونوں کو جمع کرنا مکروہ ہے، سر آنکھ یا اس کے علاوہ کسی اور عضو سے اشارہ کرے (کافی) نماز میں رکوع، سجدہ زیادہ کردیا ظاہر روایت کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اسی طرح دو سجدے یا اس سے زیادہ بڑھا دیئے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی، یہی حکم اس صورت میں ہے جب دو رکوع یا اس سے زیادہ بڑھا دیئے، نماز تمام ہونے سے پہلے ایک رکعت پوری زیادہ کردی اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اگر امام نے رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا جب سجدہ سے سر اٹھایا تو ایک دوسرا شخص آکر اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوگیا اس نے رکوع کیا اور دو سجدے کیئے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیئے کہ اس نے پوری ایک رکعت بڑھادی یعنی رکوع اور سجود اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (محیط)۔

ایک شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اس نے از سر نو اللہ اکبر کہہ کر عصر کی یا نفل نماز شروع کردی اس کی پہلی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیئے کہ دوسری نماز کا شروع کرنا اس کے لیئے درست ہے، نفل کی نیت کی ہے تو دوسری نماز نفل ہوگی، یا صاحب ترتیب ہے اور اس نے عصر کی نیت کی ہے یا صاحب ترتیب نہیں ہے مثلاً بہت سی نمازوں کے فوت ہونے یا وقت کی تنگی کی وجہ سے ترتیب ساقط ہوگئی تب بھی وہ پہلی نماز سے نکل جائے گا، اگر نفل پڑھ رہا تھا اس نے فرض شروع کردیئے یا جمعہ پڑھ رہا تھا اس نے ظہر شروع کردی یا ظہر پڑھ رہا تھا اور جمعہ شروع کردیا جس نماز میں تھا اس سے باہر ہو جائے گا۔ (تبیین)

ظہر کی ایک رکعت پڑھی پھر از سر نو اللہ اکبر کہہ کر وہی ظہر کی نماز پڑھنی چاہی جتنی نماز ادا کرچکا ہے وہ فاسد نہ ہوگی، اور اس رکعت کا نماز میں حساب ہوگا یہاں تک اگر باقی نماز میں پہلی رکعت کے حساب سے قعدہ اخیرہ کا موقعہ تھا اور نہ بیٹھا نماز فاسد ہوگی (بحر الرائق) یہ حکم اس وقت ہے جب دل سے نیت کی تھی اور اگر زبان سے بھی کہدیا میں ظہر کی نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہوں وہ نماز باطل ہو جائے گی اور اس رکعت کا حساب نہ ہوگا (کافی)

ایک شخص نے تنہا نماز شروع کی پھر ایک شخص نے آکر اس کی اقتدا کرلی امام نے اس کی وجہ سے دوبارہ نماز شروع کی دوسری بار نماز شروع کرنے کا اعتبار نہیں ہے، پہلی بار شروع کرنے کا اعتبار کیا جائے گا، اگر داخل ہونے والی عورت ہے تو دوسری بار شروع کرنا صحیح سمجھا جائے گا، (نہایہ) ظہر کی نماز شروع کی پھر اللہ اکبر کہہ کر امام کی اقتدا کی نیت کرلی، پہلی نماز باطل ہو جائے گی، گھر میں ظہر کی نماز پڑھی پھر جماعت سے ادا کی پہلی نماز باطل نہ ہوگی، (کافی) ظہر کی چار رکعات پڑھیں سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا کہ ایک سجدہ بھولے سے رہ گیا ہے کھڑے ہوکر از سر نو چار رکعات ادا کیں اس کی ظہر کی نماز فاسد ہوگی اس لیئے کہ دوبارہ ظہر میں داخل ہونے کی نیت لغو ہے جب اس نے ایک رکعت اور پڑھ لی تو فرض نماز سے فارغ ہونے سے پہلے فرض اور نفل کو ملا دیا (بحر الرائق، خلاصہ)۔

ایک شخص نے مغرب کی دو رکعتیں پڑھیں قعدہ میں مقدار تشہد بیٹھا اور یہ خیال کر کے کہ تین رکعات پوری ہو گئی ہیں سلام پھیر دیا پھر کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر مغرب کی سنتیں پڑھنے کی نیت کرلی جب سنتوں کا ایک سجدہ کرلیا مغرب کی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ فرض نماز سے فارغ ہونے سے پہلے وہ نفل میں داخل ہو گیا، مغرب کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا پھر اسے یاد آیا کہ نماز پوری نہیں ہوئی ہے اور یہ سمجھ کر کہ مغرب کی نماز فاسد ہو گئی ہے کھڑا ہوا اور مغرب کی نماز کے لئے اللہ اکبر کہہ کر دوبارہ نیت باندھ لی اور تین رکعتیں پڑھیں اگر ایک رکعت پڑھ کر مقدار تشہد بیٹھ گیا اس کی مغرب کی پہلی نماز صحیح ہو جائے گی اور اگر نہیں بیٹھا تو پہلی نماز صحیح نہ ہوگی، مغرب کی نماز شروع کی، اور ایک رکعت پڑھ کر اسے یہ خیال آیا کہ اس نے شروع کی تکبیر نہیں کہی ہے پھر از سر نو نماز شروع کی اور تین رکعتیں پڑھیں اس کی نماز جائز نہ ہوگی، کتاب رزین میں مذکور ہے یہ حکم اس وقت ہے جب اس نے ایک رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا، اس لئے کہ اس سے قعدۂ اخیر چھوٹ گیا اور فرض کے پورا ہونے سے پہلے نفل میں چلا گیا (خلاصہ)۔

دوسری فصل ــــ جو چیزیں نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں

نماز پڑھنے والے کو اپنے کپڑے، ڈاڑھی یا بدن سے کھیلنا یا سجدہ میں جاتے ہوئے اپنے سامنے یا پیچھے سے کپڑا اٹھانا مکروہ ہے (معراج الدرایہ) اگر کپڑا اس لئے جھٹکا تاکہ رکوع میں اس کے بدن سے نہ لپٹ جائے کوئی مضائقہ نہیں ہے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد یا پہلے پیشانی سے مٹی جھاڑی اگر نماز میں اس سے خلل پڑتا تھا کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور اگر خلل نہ پڑتا تھا تو درمیان نماز میں مکروہ ہے اور تشہد و سلام سے پہلے مکروہ نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اس کا چھوڑنا افضل ہے (محیط سرخسی) نماز کے اندر پیشانی سے پسینہ پونچھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں)۔

نماز میں جو کام مفید ہے اس کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور سے ثابت ہے کہ آپ نے پیشانی سے پسینہ پونچھا ہے اور جب کھڑے ہوتے تھے تو کپڑے کو دائیں یا بائیں جانب جھاڑتے تھے، جو کام مفید نہیں وہ نماز میں مکروہ ہے (خلاصہ، نہایہ) نماز میں اگر ناک سے کچھ ریزش نکلی زمین پر پھینکنے سے اس کا پونچھ دینا اولیٰ ہے (قنیہ) نماز میں سبحان ربی الاعلیٰ یا آیتوں کا شمار کرنا مکروہ ہے حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بعض لوگوں نے کہا اختلاف صرف فرائض میں ہے، نفلوں میں بالاجماع جائز ہے، بعض کہتے ہیں نفلوں میں اختلاف ہے اور فرائض میں بالاجماع جائز نہیں، اظہر یہ ہے کہ سب میں خلاف ہے (تبیین) ایک شخص کو اگر گننے کی ضرورت پیش آجائے اشارۃً گنے ظاہراً نہ گنے جو شخص مجبور ہے وہ صاحبین رح کے قول پر عمل کرے، (نہایہ) فقہا نے کہا ہے انگلیوں کے سرے سے اشارہ کرنا مکروہ نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) نماز سے باہر تسبیح گننے میں اختلاف ہے، مستصفیٰ میں ہے صحیح قول کے مطابق نماز سے باہر تسبیح گننے میں کراہت نہیں ہے، (تبیین) سورتوں کا گننا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ اعمالِ صلوٰۃ میں سے نہیں ہے، (ہدایہ)

کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے لیکن اگر ان کی وجہ سے سجدہ نہیں ہوتا تو ایک یا دو بار صاف کرنا مکروہ نہیں ہے اور ظاہر روایت کے مطابق ایک بار صاف کرے، (قنیہ) میرے نزدیک اس کا چھوڑنا بہتر ہے (خلاصہ) نماز میں انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا اور چٹخانا مکروہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں) انگلیوں کا چٹخانا یہ ہے کہ ان کو دبائے اور کھینچے تاکہ ان میں سے آواز نکلے (نہایہ) نماز سے باہر انگلیاں چٹخانے کو اکثر لوگوں نے مکروہ سمجھا ہے (زاہدی)

بالوں کا جوڑا باندھنا یعنی سر پر بالوں کو اکٹھا کر کے انھیں کسی ایسی چیز سے باندھنا جس سے وہ کھلنے نہ پائیں مکروہ ہے (تبیین) اس میں فقہا کے چند اقوال ہیں بعضوں نے کہا ہے سر کے بیچ میں بالوں کو اکٹھا کر کے باندھے، بعض نے کہا اپنے بال سر کے گرد اس طرح لپیٹے جس طرح عورتیں لپیٹا کرتی ہیں، بعض نے کہا سر کے پیچھے بالوں کو اکٹھا کر کے انھیں کسی دھاگے یا دھجّی سے باندھے تینوں صورتیں مکروہ ہیں (بحر الرائق میں غایۃ البیان سے نقل کیا ہے) نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں) نماز سے باہر بھی کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے (زاہدی)

دائیں بائیں اتنا گھوم جانا کہ چہرے کا کچھ حصّہ قبلہ سے ہٹ جائے مکروہ ہے، صرف کنکھیوں سے دیکھنا جس میں چہرہ قبلہ سے نہیں ہٹتا کوئی حرج نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) آسمان کی طرف نظر اٹھانا مکروہ ہے (تبیین)۔ التحیات یا دونوں سجدوں کے درمیان کتے کی بیٹھک مکروہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں)۔ کتے کی بیٹھک یہ ہے دونوں سرین زمین پر رکھ لے اور دونوں گھٹنے کھڑے کر لے (تشریح) یہی صحیح ہے (ہدایہ) یہی اصح ہے (کافی، نہایہ، مبسوط) بعض نے کہا اقعاء کے معنی یہ ہیں اپنی ایڑیوں پر بیٹھے بعض نے کہا "اقعاء" یہ ہے کہ انگلیوں کے اطراف پر بیٹھے، بعض نے کہا گھٹنے سینہ سے لگالے بعض نے کہا گھٹنے سینے سے لگا کر دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک دے یہ کتے کی نشست کے زیادہ مشابہ ہے، یہ سب صورتیں مکروہ ہیں (زاہدی)۔

ہاتھ سے سلام کا جواب دینا اور بلا عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے (تبیین) دونوں ہاتھ زمین پر بچھانا، رکوع کرتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنا اور سدل ثوب مکروہ ہے (منیۃ المصلی) سدل ثوب یہ ہے سر پر یا دونوں مونڈھوں پر کپڑا ڈال کر اس کے کنارے ادھر ادھر کو چھوڑ دے قبا دونوں مونڈھوں پر ڈالے اور اپنے ہاتھ اس میں نہ داخل کرے یہ بھی سدل ہے (تبیین) برابر ہے کہ قبا کے نیچے قمیص ہو یا نہ ہو (نہایہ)

خلاصہ اور نصاب میں ہے شقہ یا خرجی پہننے والا اگر اپنے ہاتھ آستینوں میں داخل نہ کرے تو متاخرین کا اس میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے (مضمرات) فقہا نے کہا ہے جو شخص قبا پہن کر نماز پڑھنا چاہے وہ دونوں ہاتھ آستینوں میں ڈالے اور پٹکے سے باندھ لے تاکہ سدل نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں) نماز سے باہر سدل کرنے میں فقہا کا اختلاف ہے (درایہ) قنیہ کے باب الکراہت میں لکھا ہے صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے (بحر الرائق) عمامہ ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا جب کہ تساہل یا نماز کو غیر اہم سمجھنے کی وجہ سے ہو مکروہ ہے، اگر عاجزی اور خشوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے مکروہ نہیں ہے بلکہ بہتر ہے (ذخیرہ)

کرتہ ہوتے ہوئے صرف پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے (خلاصہ)۔ فتاویٰ عتابیہ میں ہے برنس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لڑائی میں اس کا پہننا مکروہ نہیں ہے (تاتارخانیہ) آستین کہنیوں تک چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے[1] (فتاویٰ قاضی خاں) ایسا کپڑا پہننا جو اس کے بدن پر سر سے پیر تک جھول کی طرح ہو جائے اور کوئی جانب ایسی اٹھی ہوئی نہ ہو جس سے ہاتھ نظر آئیں مکروہ ہے (تبیین) کپڑے کو دائیں بغل کے نیچے لے کر اس کے دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر ڈالے مکروہ ہے، اسطرح

---

[1] یہ کراہت اس صورت میں ہے جبکہ آستین نیچے تک ہو اور اگر آستین صرف کہنیوں تک ہے تو پھر کراہت نہیں ہے۔
(افادات شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

عمامہ پہننا کہ درمیان سے سر کھلا ہوا ہو مکروہ ہے۔ (تبیین) امام الوالجی نے کہا ہے اس طرح عمامہ باندھنا نماز سے باہر بھی مکروہ ہے (بحر الرائق)۔ مبتذل کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (معراج الدرایہ)

ناک منہ ڈھک لینا اور نماز میں جمائی لینا مکروہ ہے، امکانی حد تک جمائی روکے اگر غالب آجائے تو اپنے منہ پر ہاتھ یا آستین رکھ لے، (تبیین) جمائی میں منہ بند نہ کرنا مکروہ ہے، (خزانۃ الفقہ) منہ پر ہاتھ کی پشت رکھے (بحر الرائق میں مختار النوازل سے منقول ہے) قیام میں جمائی آئے تو دایاں ہاتھ اور قیام میں نہ آئے تو بایاں ہاتھ منہ پر رکھ لے (زاہدی) انگڑائی لینا اور نماز میں آنکھوں کا بند کرلینا مکروہ ہے، پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کے وقت نماز میں داخل ہونا مکروہ ہے، اگر اس ضرورت کی وجہ سے نماز میں خلل واقع ہو نماز قطع کردے ریح کا بھی یہی حکم ہے، اگر اسی طرح نماز پڑھتا رہا جائز ہے لیکن اس نے برا کیا، اگر وقت اتنا تنگ ہو گیا ہے کہ وضو کرنے سے نکل جائے گا اسی طرح نماز پڑھے، اس لیئے کہ کراہت کے ساتھ ادا کرنا بالکل نماز قضا کرنے سے اولی ہے۔ نماز میں آستین یا پنکھے سے اپنے لیئے ہوا کرنا مکروہ ہے، جب تک زیادہ نہ ہو نماز فاسد نہیں ہوتی (تبیین) نماز میں قصداً کھانسنا اور کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر مجبور ہے تو مکروہ نہیں ہے (زاہدی) نماز میں تھوکنا اور اسی طرح رکوع و سجدہ طمانیت و سکون سے ادا نہ کرنا یعنی رکوع و سجدہ میں ٹھیک نہ ٹھہرے مکروہ ہے (محیط)

اسی طرح قومہ میں جو رکوع اور سجدہ کے درمیان ہوتا ہے اور جلسہ میں جو دونوں سجدوں کے درمیان ہوتا ہے ترک طمانیت مکروہ ہے (شرح منیۃ المصلی مصنفہ ابن امیر الحاج) اکیلے نماز پڑھنے والے کے لیئے جماعت کی صفوں میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اس لیئے کہ قیام و قعود میں ان کی مخالفت ہوگی، اگر جماعت کی صفوں میں کچھ جگہ ہے مقتدی کا تنہا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر صفوں میں جگہ نہ ملے محمد بن شجاع اور حسن ابن زیاد نے امام صاحب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ اس صورت میں تنہا پیچھے کھڑے ہونے میں کوئی کراہت نہیں ہے، جماعت میں سے ایک شخص کو اپنی طرف کھینچ کر اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے یہ اولی ہے، (محیط) اس شخص کو واقف کار ہونا چاہیئے تاکہ اپنی نماز فاسد نہ کرے (خزانۃ الفتاویٰ) حاوی میں ہے اگر نمازی کے پیچھے قبر ہیں کوئی کراہت نہیں ہے اس لیئے کہ نماز پڑھنے والے اور قبر کے درمیان اگر اتنا فاصلہ ہے جتنے فاصلہ پر آدمی کے گذرنے سے نماز میں کراہت نہیں آتی اسی طرح یہاں بھی کراہت نہ ہوگی،

نماز میں سامنے، اوپر، دائیں بائیں یا نمازی کے کپڑے پر تصاویر ہوں تو مکروہ ہے، اگر فرش پر تصاویر ہیں تو اس میں دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے اگر تصویر پر سجدہ نہیں کرتا نماز مکروہ نہ ہوگی، یہ حکم اس وقت ہے جب تصویر اتنی بڑی ہو کہ دیکھنے والے کو بلا تکلف نظر آئے (فتاویٰ قاضی خاں) اگر تصویر اس قدر چھوٹی ہے کہ دیکھنے والے کو تامل کے بغیر نظر نہیں آتی نماز مکروہ نہ ہوگی، اگر سر کٹا ہوا ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے، سر کٹنا یہ ہے کہ اس کا سر دھاگے میں اس طرح چھپا دیں کہ ذرا سا اثر بھی باقی نہ رہے، اگر سر اور جسم کے درمیان دھاگا ڈال دیں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لیئے کہ بعض پرندوں کے گلے میں طوق بھی ہوتا ہے، سب سے زیادہ کراہت اس میں ہے کہ تصویریں نماز پڑھنے والے کے سامنے ہوں پھر اس کے بعد اس کے سر پر پھر اس کے دائیں جانب پھر بائیں جانب پھر اس کے بعد کراہت یہ ہے کہ وہ تصویریں اس کے پیچھے ہوں، (کافی)

نماز پڑھنے والے کے سامنے اگر تکیہ کھڑا ہوا رکھا ہے اور اس میں تصویر ہے نماز مکروہ ہوگی، اور اگر تکیہ زمین پر پڑا ہوا ہے نماز مکروہ نہ ہوگی (تاتارخانیہ) غیر ذی روح کی تصویر مکروہ نہیں ہے (نہایہ) فرضوں میں ایک صورت بار بار پڑھنا مکروہ ہے، نفل میں کوئی حرج نہیں ہے، (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر ایک آیت بار بار پڑھی اور نفل نماز تنہا پڑھ رہا ہے مکروہ نہ ہوگی اور اگر فرض نماز پڑھ رہا ہے حالت اختیار میں مکروہ ہوگی اور عذر و نسیان کی حالت میں کوئی حرج نہیں ہے، (محیط) جمعہ کی نماز میں ایسی سورۃ پڑھنا جس میں سجدہ ہو مکروہ ہے اور اسی طرح ان سب نمازوں میں سجدہ والی سورت پڑھنا جن میں قراءت جہر سے نہیں کی جاتی مکروہ ہے، (یہ خلاصہ کی سولھویں فصل میں جو سجدہ سہو کے بیان میں ہے لکھا ہے)۔ سجدہ کرتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنا اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو اٹھانا مکروہ ہے، لیکن اگر عذر کی بناء پر ہو تو مکروہ نہیں ہے (منیۃ المصلی) مقتدی کا امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جانا یا امام سے پہلے سر اٹھانا مکروہ ہے (محیط سرخسی)

بسم اللہ اور آمین جہر سے کہنا، قراءت کو رکوع میں پورا کرنا، حالتِ انتقال کے اذکار انتقال کے بعد پڑھنے، فرائض میں بلا عذر لاٹھی پر سہارا دینا مکروہ ہے، اصح قول کے بموجب نفل میں مکروہ نہیں (زاہدی) بچہ کو لے کر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے اگر کوئی شخص نگہبانی کرنے والا اور خبر لینے والا نہیں ہے اور بچہ رو رہا ہے تو مکروہ نہ ہوگی۔ (محیط سرخسی)۔ نماز میں کرتہ یا ٹوپی اتارنا یا اُن کو پہننا اور عمل قلیل سے موزوں کا نکالنا مکروہ ہے (محیط) عمامہ سر سے اتار کر زمین پر رکھا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لیا نماز فاسد نہ ہوگی لیکن مکروہ ہوگی (سراج الوہاج)

پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے (ذخیرہ) کراہت اس وقت ہے جب زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر زمین کی سختی محسوس نہیں ہوتی نماز جائز نہ ہوگی، (برجندی) آستین بچھا کر اس پر سجدہ کر لیا اگر اس لیے آستین بچھائی کہ منہ پر مٹی نہ لگے نماز مکروہ ہوگی اور اگر آستین اس لیے بچھائی ہے تاکہ اس کا عمامہ اور کپڑے خاک آلود نہ ہوں نماز مکروہ نہ ہوگی (بحر الرائق)۔ ایک شخص زمین پر نماز پڑھ رہا ہے لوگوں نے اس کے سامنے ایک کپڑا ڈال دیا جس پر وہ سجدہ کرتا ہے تاکہ زمین کی گرمی سے بچ جائے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (ظہیریہ) سجدے میں پیر ڈھکنے مکروہ ہیں (خلاصہ) ایک شخص اکیلے نفل نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے لیے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ جب آیت رحمت تلاوت کرے تو رحمت کی دعا مانگے اور جب دوزخ کی آیت پڑھے تو اس سے پناہ مانگے اور مغفرت کی دعا کرے، فرضوں میں یہ مکروہ ہے، امام اور مقتدی کے لیے فرض اور نفل دونوں میں یہ مکروہ ہے، (منیۃ المصلی) کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب کو جھک جانا بھی مکروہ ہے (ذخیرہ)

نماز میں کبھی ایک پیر پر اور کبھی دوسرے پیر پر زور ڈالنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی عذر کی بنا پر ہے تو کراہت نہیں ہے اسی طرح ایک پاؤں پر کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے (ظہیریہ) کھڑے ہوتے ہوئے قدم آگے بڑھانا مکروہ ہے، اٹھتے ہوئے دائیں جانب کے اعضا پر اور بیٹھتے ہوئے بائیں جانب کے اعضا پر زور دینا مستحب ہے (تبیین)، نماز میں خوشبودار چیز یا خوشبو کا سونگھنا مکروہ ہے (ذخیرہ) سجود وغیرہ کی حالت میں ہاتھ یا پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سے پھیرنا مکروہ ہیں (فتاویٰ قاضی خاں)۔ امام کا محراب میں اکیلے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر محراب سے باہر کھڑا ہوا اور سجدہ محراب میں کیا کوئی کراہت نہیں ہے (تبیین) امام کے پیچھے جگہ اگر تنگ ہے اور امام محراب میں کھڑا ہو گیا کوئی مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ برہانیہ)

امام اکیلا چبوترہ پر ہے اور مقتدی نیچے ہیں یا مقتدی چبوترہ پر ہیں اور امام تنہا نیچے ہے ظاہر روایت کے بموجب یہ مکروہ ہے (ہدایہ) اگر کچھ مقتدی بھی امام کے ساتھ ہوں تو اصح یہ ہے کہ کوئی کراہت نہیں ہے، (محیط سرخسی) یہ حکم اس چبوترہ کا ہے جو

لہ یعنی گناہ نہ ہوگا ۱۲۔

قدآدم بلند ہو اور اگر چبوترہ اتنا بلند نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (طحاوی) بعض نے کہا ہے کہ چبوترہ کی بلندی اس قدر معتبر ہے جس سے فرق ہوجائے اور بعض نے سترہ پر قیاس کرتے ہوئے ایک ذراع کا اعتبار کیا ہے، اسی پر اعتماد ہے (تبیین)

غایۃ البیان میں ہے کہ یہی صحیح ہے (بحر الرائق) کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لیئے کہ خلاف تعظیم ہے، ایک شخص کا اپنی نماز کے لیئے مسجد میں کسی جگہ کو خاص کرلینا مکروہ ہے، (تاتارخانیہ) کسی شخص کے منہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے (معدن) اگر ایک شخص کے منہ کی طرف نماز پڑھی اور ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا شخص موجود ہے جس کی پشت نماز پڑھنے والے کی طرف ہے، نماز مکروہ نہ ہوگی (تمرتاشی) نماز پڑھنے والے کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے خواہ نماز پڑھنے والا پہلی صف میں ہو یا آخر صف میں، (منیۃ) اگر ایسے شخص کی پشت کی طرف نماز پڑھی جو باتیں کررہا ہے، اگرچہ وہ اس کے بالکل قریب ہو نماز مکروہ نہ ہوگی، لیکن اگر ایسی آوازیں بلند کریں جس سے نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہوگی (خلاصہ) ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں سامنے لوگ سو رہے ہوں مکروہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

نماز میں تنور یا بھٹی کی طرف منہ کرنا جس میں آگ روشن ہے مکروہ ہے، اگر قندیل یا چراغ کی طرف منہ کیا نماز مکروہ نہ ہوگی (محیط سرخسی)۔ یہی اصح ہے (خزانۃ الفتاوی)۔ نماز پڑھنے والے کے سامنے یا سر کے اوپر قرآن یا تلوار یا اسی قسم کی کوئی چیز اگر لٹک رہی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) امام رکوع میں ہے اور اس نے کسی آنے والے کی آہٹ محسوس کی اور رکوع میں اس لیئے تاخیر کی تاکہ آنے والا رکوع میں شامل ہوجائے اگر اس نے آنے والے کو پہچان لیا ہے نماز مکروہ ہوگی اور اگر نہیں پہچانا تو ایک یا دو تسبیح کی مقدار تاخیر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (مختار الفتاوی) صف کے غیر مقابل امام کا کھڑا ہونا مکروہ ہے (بحر الرائق)

درہم یا دینار منہ میں رکھ کر نماز پڑھنا اگرچہ قرارت سے مانع نہ ہو مکروہ ہے، اپنے ہاتھ میں کسی چیز کو تھام کر نماز پڑھنا مکروہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں) سامنے اگر گندگی ہے تو نماز پڑھنا مکروہ ہے (محیط سرخسی) نماز میں بلا عذر چند قدم چلنا اور ہر قدم کے بعد کچھ ٹھہرنا مکروہ ہے اور اگر کسی عذر کی بنا پر ہو تو مکروہ نہیں ہے (محیط سرخسی) صف کے پیچھے کھڑے ہوکر تکبیر کہنا اور پھر بعد میں صف میں ملجانا مکروہ ہے (محیط سرخسی)۔ کسی عذر کے بغیر رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدے میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں)۔ امام کے پیچھے قرارت کرنا حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک مکروہ ہے (ہدایہ)

سر کو اُوندھا کرنا یا اونچا اٹھانا اور رفع یدین میں دونوں ہاتھوں کا کانوں سے اوپر اٹھانا یا مونڈھوں سے نیچے رکھنا اور سجدہ میں پیٹ کو دونوں رانوں سے ملانا اور تکبیر کے وقت امام کے آنے سے پہلے جماعت کا صفوں میں کھڑا ہوجانا مکروہ ہے (خزانۃ الفقہ) امام کا نماز میں اس قدر جلدی کرنا کہ مقتدی قدر مسنون کو پورا ادا نہ کرسکے مکروہ ہے (منیہ)

حجۃ میں ہے نماز میں مکھیوں یا مچھروں کا بلا ضرورت ہاتھ سے ہٹانا مکروہ ہے اور ضرورت کے وقت "عمل قلیل" سے ہٹانا مکروہ نہیں ہے (تاتارخانیہ) نماز میں عمل قلیل بلا عذر مکروہ ہے (بحر الرائق) گلے میں کمان یا ترکش ڈال کر نماز پڑھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر ان کی حرکت سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے تو مکروہ ہوگی اور نماز ادا ہوجائے گی (سراج الوہاج) ایک شخص کی زمین غصب کرکے اس میں نماز پڑھی جائز ہے لیکن اس ظلم کا عذاب ہوگا۔ جو عمل بندہ اور خدا کے مابین ہے اس پر ثواب ملیگا اور جو باہم بندوں کے مابین ہے اس پر عذاب ہوگا (مختار الفتاوی)

مکروہات کی جتنی صورتیں اوپر ذکر کی گئیں ان سب میں نماز ہو جاتی ہے اس لیئے کہ اس کے ارکان اور شرائط موجود ہیں لیکن نماز دوبارہ اس طرح ادا کرلینی چاہیئے جس میں کسی قسم کی کراہت باقی نہ رہے، جتنی نمازیں کراہت کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں سب کا یہی حکم ہے (ہدایہ) اگر کراہت تحریمی ہے تو اعادہ ضروری ہے اور اگر تنزیہی ہے تو مستحب ہے۔ اس لیئے کہ کراہت تحریمی واجب کے مرتبہ میں ہے (فتح القدیر)۔

مُتَعَلِّقَہ مَسَائِل

ایک شخص نے نماز شروع کی اور اس کی ماں یا باپ نے آواز دی جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جواب نہ دے[1] لیکن اگر کسی وجہ سے فریاد چاہیں تو جواب دینا چاہیئے، اس لیئے کہ نماز توڑنا بلاضرورت جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر دوسرا شخص چھت سے گر پڑنے یا آگ میں جل جانے یا پانی میں ڈوب جانے کا خطرہ محسوس کرے اور نماز پڑھنے والے سے فریاد کرے تو نماز توڑ دینا واجب ہے، ایک شخص نماز کے لیئے کھڑا ہوا اور اس کے پاس سے کسی نے ایسی چیز چرائی جس کی قیمت ایک درہم تھی اس کے لیئے جائز ہے کہ نماز کو توڑ کر چور تلاش کرے خواہ فرض نماز ہو یا نفل، اس لیئے کہ درہم مال ہے، ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی اور ہانڈی میں ابال آگیا اس کو ڈھک کرنے کے لیئے نماز کو توڑنا جائز ہے، مسافر کی سواری اگر بے موقع کسی طرف چلی گئی یا چرواہے کو اپنی بکریوں میں بھیڑیئے کا خوف ہوا یا کنویں کے قریب کسی نابینا کو دیکھا اور اس کے گر جانے کا اندیشہ ہے تو نماز توڑ دے (سراج الوہاج)

ذمّی کافر آیا اور نماز پڑھنے والے سے کہنے لگا مجھے مسلمان کرلو، اگرچہ فرض نماز ہو اس کو توڑ ڈالے (خلاصہ) صبح روشن ہونے کے بعد ذکر خیر کے ماسوا کوئی اور کلام کرنا مکروہ ہے (محیط سرخسی)۔ دفع خصومت[2] کی نیت سے نماز نہ پڑھنی چاہیئے (خلاصہ)۔

فصل

مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے، اور بعض نے کہا ہے مسجد کا سامان محفوظ کرنے کے لیئے اوقات نماز کے علاوہ دیگر اوقات میں دروازہ بند کرنا مکروہ نہیں ہے یہی صحیح ہے، مسجد کی چھت پر صحبت کرنا یا پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے اور اگر گھر میں ایک جگہ نماز کے لیئے مقرر کرلی ہے تو اس کی چھت پر یہ کام کرنا مکروہ نہیں ہے، عیدگاہ اور جنازہ کی نماز پڑھنے کے مکان میں اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ اس کا حکم مسجد کا نہیں ہے، لیکن اقتداء کے جائز ہونے میں مکان واحد کے سبب سے مثل مسجد کے ہے (تبیین)

فنا مسجد مسجد کے حکم میں ہے یہاں تک کہ اگر فنا مسجد میں کھڑے ہو کر امام کی اقتدا کرلی اور صفیں ملی ہوئی نہیں ہیں اور مسجد بھری ہوئی نہیں ہے اس کی اقتدا درست ہے چنانچہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے باب الجمعہ میں اس طرف اشارہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسجد کے طاقوں اور دیواروں پر اقتدا درست ہے اگرچہ صفیں ملی ہوئی نہ ہوں۔ دار صیارفہ میں اقتدا جائز نہیں لیکن اگر

---

[1] یہ حکم فرائض کا ہے اگر نفل نماز ہے تو جواب دینا واجب ہے۔ اور اگر ماں باپ کو معلوم ہے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس نے جواب نہیں دیا کوئی حرج نہیں ہے اور اگر معلوم نہیں ہے تو جواب دے دینا چاہیئے ماں باپ سے مراد صرف ماں باپ ہی نہیں ہیں بلکہ اصول بھی شامل ہیں یعنی دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہ بھی ہوں تب بھی یہی حکم ہے۔ [2] اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے لیئے نماز اس نیت سے باندھے کہ خدا اس کے دشمنوں کو راضی کردے یہ نماز اس وجہ سے جائز نہیں ہے کہ بدعت ہے ۔۱۲

صفیں ملی ہوئی ہیں اقتدا درست ہوگی اور اسی طرح اُن لوگوں کی اقتدا بھی درست ہوگی جو ایسے چبوتروں پر کھڑے ہیں جو مسجد کے دروازے پر ہیں اس لیئے کہ ان کا حکم فنار مسجد کا ہے اور مسجد سے متصل ہیں (فتاویٰ قاضی خاں)

گچ اور سونے کے پانی سے مسجد میں نقش کرنا مکروہ نہیں ہے (تبیین) یہ حکم اس صورت میں ہے جب اپنے مال سے کرے، لیکن متولی کے لیئے "مال وقف" میں سے صرف وہی کام جائز ہیں جو اس کی تعمیر سے متعلق ہیں اور جو نقوش وغیرہ کی قسم میں سے ہیں وہ جائز نہیں ہیں یہاں تک اگر اس نے ایسا کیا اس کا عوض دینا پڑے گا (ہدایہ) اگر مسجد کا مال جمع ہے اور متولی کو یہ اندیشہ ہے کہ ظالم اس کو ہلاک و برباد کر دیں گے ایسی صورت میں مسجد کے مال سے نقش کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (کافی)

مسجد کی محرابوں اور دیواروں پر قرآن لکھنا بہتر نہیں ہے اس لیئے کہ یہ اندیشہ ہے کہ وہ کتابت گر جائے اور پیروں تلے آئے، جمع نسفی میں لکھا ہے اگر مصلے یا فرش پر اللہ تعالیٰ کے نام لکھے ہوئے ہیں تو اس کا بچھانا یا استعمال کرنا مکروہ ہے اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ دوسرا شخص اسے استعمال کرے گا تو دوسرے شخص کی ملک میں دینا بھی مکروہ ہے، اور واجب ہے کہ اس کو ایسی بلند جگہ پر رکھدیا جائے کہ اس کے اوپر کوئی اور چیز نہ رکھی جائے، تعویذوں کو لکھ کر دروازوں پر لگانا مکروہ ہے اس لیئے کہ اس میں توہین ہے (کفایہ)

مسجد کے اندر کلّی کرنا اور وضو کرنا مکروہ ہے لیکن اگر مسجد میں اس کے لیئے کوئی خاص جگہ بنی ہوئی ہو جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی جائز ہے، مسجد کے اندر برتن میں وضو کرنا جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں) مسجد کی دیواروں پر سامنے پڑی ہوئی کنکریوں پر یا بوریوں کے اوپر یا ان کے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا مناسب نہیں ہے اور اگر ایسا کیا تو اس کا اٹھانا اس کے ذمہ ہے (محیط سرخسی) اور اگر مجبور ہے تو بوریئے کے اوپر تھوکنے میں اس کے نیچے تھوکنے کے اعتبار سے بُرائی کم ہے اس لیئے کہ بوریئے حقیقۃً مسجد نہیں ہیں بلکہ بوریوں کے نیچے جو جگہ ہے وہ حقیقت میں مسجد ہے، اور اگر مسجد میں بوریئے نہیں ہیں تو مٹی کے اندر دبا دے اور زمین کے اوپر نہ چھوڑے، (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر گیلی مٹی میں چلا تو اس کو مسجد کی دیواروں یا ستونوں سے پونچھنا مکروہ ہے، اگر مسجد کے بوریئے سے پونچھے کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ ایسا نہ کرے، اگر مسجد کی مٹی سے پونچھے اور یہ مٹی بستہ ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور اگر بکھری ہوئی ہے تو مکروہ ہے، یہی مختار ہے، اگر ایسی لکڑی سے پونچھے جو مسجد میں لگی ہوئی ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے (محیط سرخسی)

مسجد کے اندر کنواں کھودنا نہ چاہیئے، اور اگر کنواں پہلے سے ہے اسے برقرار رکھیں جیسے چاہ زمزم، مسجد میں درخت بونا مکروہ ہے اس لیئے کہ اس میں کافروں کے عبادت خانوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور نماز کی جگہ گھرتی ہے، لیکن اگر اس میں مسجد کا فائدہ ہے مثلاً زمین میں کافی نمی موجود ہے جس کی وجہ سے اس کے ستون نہیں ٹھہرتے اور درخت بونے سے وہ نمی کم ہو جائے تو جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں)، مسجد میں بوریئے رکھنے کے لیئے کسی مکان کے بنا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (خلاصہ)

شہر کی فصیل پر جو مسجد بنائی جائے فقہا نے کہا ہے کہ اس میں نماز نہ پڑھنی چاہیئے اس لیئے کہ وہ عوام کا حق ہے لیکن اس مسئلہ کے جواب میں یہ تفصیل ہونی چاہیئے کہ شہر کو اگر غلبہ پاکر فتح کیا ہے اور امام کی اجازت سے مسجد بنائی ہے تو اس میں نماز جائز ہے اس لیئے کہ امام کو اختیار ہے کہ راستہ میں مسجد بنا دے پس شہر کی فصیل کو مسجد بنا دینا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا، ایک شخص مسجد میں ہو کر گذرتا ہے اور اسی کو راستہ بنالیا ہے بلا عذر جائز نہیں ہے اور اگر معذور ہے تو جائز ہے، پھر جب

اس میں سے گذرتا ہے تو دن میں ایک مرتبہ اس میں نماز ضرور پڑھ لے، ہر بار گذرتے ہوئے نماز پڑھنی ضروری نہیں ہے درزی کو مسجد میں بیٹھ کر سینا مکروہ ہے لیکن اگر لڑکوں کو نکالنے یا مسجد کی حفاظت کے لیے بیٹھے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اسی طرح کاتب اگر اجرت پر لکھتا ہے تو مسجد میں لکھنا مکروہ ہے اور بغیر اجرت کے لکھتا ہے تو مکروہ نہیں ہے، معلّم جو بچوں کو مسجد میں اجرت سے پڑھاتا ہے اگر گرمی یا کسی اور ضرورت کی بنا پر ہے تو مسجد میں پڑھانا مکروہ نہ ہوگا، قاضی امام کے نسخہ میں اور اقرار العیون میں معلم کا وہی حکم بیان کیا ہے جو کاتب اور درزی کا ہے (خلاصہ)۔

ایک گھر کے اندر مسجد ہے اگر ایسا گھر ہے کہ جب بند کر دیا جاتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھتے ہیں تو اس کا حکم مسجد جماعت کا ہوگا اور اس کے لیے مسجد کے احکام ثابت ہوں گے، اس میں بیع حرام ہوگی اور جنبی کا داخل ہونا ممنوع ہوگا۔ یہ حکم اس وقت ہے جب گھر والے اُس مسجد میں نمازیوں کو جانے سے نہیں روکتے۔ اور اگر ایسا گھر ہے کہ جب بند کر دیا جائے تو مسجد میں جماعت نہیں ہوتی اور جب اس کا دروازہ کھولا جائے تو جماعت ہو جاتی ہے اس کا حکم مسجد کا نہ ہوگا اگرچہ وہ لوگ لوگوں کو اس مسجد میں نماز پڑھنے سے نہیں روکتے (فتاویٰ قاضی خاں)

مسجد کا چراغ کوئی شخص اپنے گھر نہ لیجائے بلکہ اپنے گھر سے مسجد میں چراغ لے جائے، (خلاصہ) مسجد کا چراغ تہائی شب تک جلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس سے زیادہ نہ جلایا جائے، لیکن اگر وقف کرنے والے نے اس قسم کی کوئی شرط رکھی ہے یا وہاں اس قسم کا رواج ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ قاضی خاں) مسجد میں جو بوریئے وغیرہ پڑے رہتے ہیں اگر اس میں سے کچھ کپڑوں میں لپٹ کر عمداً نہیں آئے تو ان کا لوٹانا واجب نہیں ہے (خلاصہ)

جس شخص نے مسجد بنوائی اور اس کو اللہ کے لیے کر دیا تو اس کی مرمت، عمارت، بوریئے، چٹائی، بچھونے، قندیل روشن کرنے، اذان، اقامت اور امامت کا وہی زیادہ مستحق ہے بشرطیکہ اس میں اہلیت ہو۔ اور اگر اس میں اہلیت نہیں ہے تو اسی کی رائے سے دوسرا شخص مقرر کر دیا جائے، (فتاویٰ قاضی خاں)

بغیر نماز کے مسجد میں بیٹھے رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اگر کوئی چیز تلف ہو گئی تو اس کی قیمت دینی پڑے گی (خلاصہ)۔

قابلِ مُطالعہ کتابیں

حیاتِ امام ابوحنیفہؒ

مصر کے مشہور عالم استاد ابوزہرہ کی معرکۃ الآراء تالیف۔ امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے تمام گوشوں کا سیر حاصل محققانہ اور بسیط تعارف۔ اُردو ترجمہ دل کش قیمت صرف پندرہ روپیہ۔

حیاتِ امام ابن تیمیہؒ

یہ بھی استاد ابوزہرہ ہی کی عرق ریزیوں کا نقشِ جمیل ہے۔ ابن تیمیہؒ کے افکار و آراء، اوصاف و خصائل اور احوال و کوائف کی تفصیلی سرگذشت۔ ہدیہ اکیس روپے۔

حیاتِ امام ابن القیمؒ

مصنفہ:۔ عبدالعظیم عبدالسلام شرف الدین استاد جامعۃ القاہرہ۔ مترجمہ:۔ حافظ سیّد رشید احمد ارشد ایم، اے، آٹھویں صدی کے مشہور عالم امام ابن تیمیہؒ کے شاگردِ رشید اور رفیق حافظ ابن القیمؒ الجوزیہ کی سوانح عمری اور فقہ، عقائد اور تصوف پران کے بیش بہا افکار کا مجموعہ وہ گراں قدر کتاب جس کی تصنیف پر جامعۃ القاہرہ مصر نے مصنف کو اسلامیات کی اعلیٰ ترین سند عطا کی۔ قیمت بارہ روپے۔

مَعاف المشکوٰۃ اردو

مشہور کتاب "مظاہر حق" کی جدید اردو شرح۔ زبان و بیان کی سلاست اور دل نشین اسلوب میں پیش کی جارہی ہے۔ بارہ جزء چھپ چکے ہیں جن میں پوری ایک جلد آگئی ہے۔ حدیث کی کامیاب اور مفید کتاب ہے۔ ہدیہ فی جز دو روپے (علاوہ محصول ڈاک)۔

ہر قسم کی کتابیں

مکتبہ آفتاب ھدایت ابوالمعالی دیوبند

سے طلب فرمائیں

حضرت عائشہ صدّیقہؓ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے احوال و تذکار معتبر کتابوں سے۔ قیمت صرف اٹھاسی نئے پیسے۔

حیاتِ امام طحاویؒ

مشہور محدث امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات جو دلچسپ بھی ہیں اور وقیع بھی۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

مسلم شریف اردو مع عربی

حدیث کی مشہور و مستند کتاب مسلم شریف کا بھی اردو ترجمہ لیجئے بلکہ اس کی جو شرح، شرح نوویؒ کے نام سے مشہور ہے اور تمام مدارس میں چل رہی ہے اس کا بھی ترجمہ ساتھ ہی شامل ہے۔ ترجمے کے ساتھ اصل متن بھی۔ مکمل چھ جلدوں میں۔ ہدیہ اڑتالیس روپے

ابنِ ماجہ اردو کامل

حدیث کی جو چھ کتابیں صحاح ستّہ کے نام سے مشہور ہیں ان میں کی ایک ابنِ ماجہ بھی ہے۔ اس کا عام فہم اردو ترجمہ صرف بارہؔ روپے میں طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ:۔ **مکتبہ آفتاب ہدایت آستانہ مفتئ اعظمؒ ابوالمعالی دیوبند** (یو، پی)